THE CORAL ISLAND.

مونگے کا جزیرہ

جو

بیلنٹائین صاحب کی مشہور عالم
کتاب سے ترجمہ کیا گیا

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی
انارکلی لاہور

سنہ ۱۹۰۷ع

قیمت ۸ر
P. R. B. S, LAHORE
۱۰۰۰

مونگے کا جزیرہ

(مفید عام پریس لاہور)

فہرست مضامین

پہلا باب

سیر و سیاحت کا شوق

سیر و سیاحت کا مجھے ہمیشہ سے چسکا رہا ہے اور اب بھی جسے میں چین راحت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میری زندگی کا لطف اسی میں ہے۔ میں بچپن سے لے کر جوانی تک اسی میں مصروف رہا ہوں۔ میں نے نہ صرف اپنے وطن کے جنگلوں اور پہاڑوں کی سیر کی بلکہ ساری دنیا کی سیاحت کر چکا ہوں۔ میں بحر اوقیانوس میں اس رات جبکہ ایک سخت طوفان کے باعث سطح سمندر متلاطم ہو رہی تھی۔ ایک جہاز میں پیدا ہوا تھا۔ میرے والد ایک جہاز میں کپتان تھے۔ میرے دادا بھی یہی پیشہ کیا کرتے تھے۔ میری والدہ کے دادا محکمۂ بحری میں ایک معزز عہدہ دار تھے۔ الغرض جہاں تک ہمارے خاندان کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے میرے ننھیال اور ددھیال والوں کا پیشہ سات پشت سے جہازرانی ہی رہا ہے۔ میری والدہ میرے والد کے ساتھ بحری سفر میں جایا کرتی تھیں۔ انہی اسباب سے میری طبیعت میں بھی سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہو گیا تھا میری پیدائش کے کچھ عرصے بعد میرے والد نے بڑھاپے کے باعث اپنی بحری ملازمت کو خیرباد کہہ کر انگلستان کے مغربی ساحل پر ماہیگیروں کے ایک موقع پر ایک مکان خرید لیا۔ سمندر جس سے ان کو اس لئے زیادہ انس تھا کہ ان کی ساری عمر اسی میں گزری تھی اس کے

کنارے پر اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام زلیست کو گذارنے لگے۔

اس جگہ میں تمام کرنے کے بعد ہی میرا میلان طبع ظاہر ہونے لگا اور میں اپنا زیادہ تر وقت سیر و سیاحت میں صرف کرنے لگا۔ اور جوں جوں میری عمر بڑھتی گئی توں توں میرا یہ شوق بھی ترقی کرتا گیا مگر اپنے گاؤں کے ساحل اور اِرد گرد کے جنگلوں کی خوب سیر کرنے پر بھی میری طبیعت سیر نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر میرے والد نے مجبوراً مجھے محکمۂ بحری میں ایک اسامی کے لیے امیدوار کرا دیا۔ جس کے طفیل میں کچھ عرصے تک میں ان نواح کے پر فضا مقامات کی سیر کا لطف اٹھاتا رہا۔

میرے والدین نے میرا نام رالف رکھا تھا۔ مگر میرے رفیقوں نے اُسکے ساتھ رووِر کا لفظ اضافہ کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ وہی میرا نام ہو گیا اور جب کوئی مجھے رووِر کہہ کر پکارتا تو میں فوراً مخاطب ہو کر جواب دیتا تھا۔ چونکہ رووِر نام کسی طرح بھی برا نام نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے ناظرین سے اپنا تعارف اسی نام سے کراتا ہوں۔ میرے رفیق جو میرے ہم پیشہ۔ نیک مزاج اور خلیق تھے۔ اس لئے اُن کے ساتھ میری زندگی بڑے لطف سے کٹتی تھی۔

جب میں ایک جہاز پر ساحلی تجارت میں مشغول تھا تو مجھے بہت سے کہن سال ملاحوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان لوگوں نے ساری دنیا کو چھان ڈالا تھا۔ ہیبت ناک طوفانوں میں سفر کیا تھا۔ وہ سخت خطروں میں پڑ کر بال بال بچے تھے۔ انہوں نے خشکی و تری میں عجیب و غریب مخلوق دیکھے تھے۔ اُن کو مختلف ملکوں میں عجیب عجیب طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑا تھا۔ جب وہ اپنی مصیبت بھری مگر حیرت انگیز اور پر لطف سرگذشت بیان کرتے تھے۔ تو میرا دل سینے کے اندر شوقِ سیاحت کے جوش میں ہاتھوں اچھلتا تھا۔ جتنے ملکوں کی کیفیت انہوں نے بیان کی اُن میں سے کسی نے بھی میرے دل پر اتنا اثر نہیں کیا جتنا کہ مونگے کے جزیروں کے

حالات نے جو بحر جنوبی میں واقع ہیں۔ اُن دل فریب اور ہرے بھرے جزیروں میں جن کو مونگے کے کیڑے نے جو سمندر میں پیدا ہوتا ہے بنایا ہے سدا بہار کا موسم رہتا ہے۔ درخت سال بھر سبز پوشاک سے مزین رہتے ہیں۔ آب و ہوا فرحت افزا اور خوشگوار۔ میوے بافراط پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں کے باشندے وحشی اور مردم خور ہیں۔ لیکن اُن میں جہاں جہاں ہمارے نجات دہندہ و خداوند یسوع مسیح کی انجیل کی بشارت پہنچ گئی ہے۔ وہاں کے باشندوں میں آدمیت آگئی ہے۔ اِن بیانات نے میرے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ جب میں پندرہ سال کا ہوا تو میں نے اِن جزیروں میں بھی سیر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مجھے والدین کی رضامندی حاصل کرنے میں بڑی دقت پیش آئی۔ میرے والد نے کہا کہ اگر آپ سیر و سیاحت کو قرب و جوار کے ساحلوں ہی تک محدود رکھتے تو اتنے بڑے کپتان کبھی نہ بنتے۔ پس انھوں نے میری تجویز کو معقول سمجھ کر مان لیا۔ میری والدہ نے یہ دیکھ کر زیادہ مخالفت کو فضول سمجھا۔ مگر مجھے رخصت کرتے وقت اُس نے کہا کہ بیٹا رالف جلد واپس آنا۔ کیونکہ ہم زیادہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور شاید زیادہ دن نہ جئیں۔

جو کچھ رخصت ہونے سے پہلے واقع ہوا۔ میں اُس کی مفصل کیفیت بیان کر کے ناظرین کا وقت ضائع نہ کرونگا۔ صرف اس قدر جتا دینا کافی ہے کہ والد نے مجھ کو ایک پرانے رفیق کے سپرد کر دیا۔ وہ ایک تاجر اور جہاز کا کپتان تھا۔ اور اپنے جہاز میں اپنا مال بھر کر بحر جنوبی کے سفر کو جانے ہی والا تھا۔ میری والدہ نے چلتے وقت مجھ کو دعائے خیر دے کر بائیبل کی ایک جلد دی۔ اُن کی آخری نصیحت یہ تھی کہ میں بلاناغہ اُس کا ایک باب پڑھا اور خداوند سے دعا مانگا کروں۔ اِس کا میں نے اُن سے وعدہ کر لیا اور بعجلت تمام جہاز میں سوار ہو کر اور بحر جنوبی کی راہ لی۔

دوسرا باب

روانگی اور طوفان کا سامنا

جس وقت ہمارے جہاز نے لنگر اٹھا کر بحر جنوبی کا رُخ کیا تو مطلع صاف اور موسم خوشگوار تھا۔ اور ملاحوں نے رسّوں کے ذریعہ لنگر کو جہاز پر چڑھا رہے تھے ایک دل فریب گیت گایا تو میرا دل خوشی کے مارے اُچھلنے لگا۔ کپتان نے اُن کو زور سے آواز دی اور وہ سب اس کا حکم بجالانے کے لئے دوڑے۔ جہاز ہوا کے رُخ چلنے لگا اور ساحل دور ہوتے ہوتے میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور جب میں کھڑا ہوا یہ سماں دیکھ رہا تھا تو میرے دل میں ایک احساس پیدا ہوا کہ سارا سماں ایک دل خوش کن خواب ہے۔ مینے اس سفر میں جو سب سے عجیب بات دیکھی وہ لنگر کا جہاز کے اوپر چڑھانا تھا۔ اور رسّوں سے باندھنا تھا۔ گویا ہم نے ساحل کو ہمیشہ کے لیئے خدا حافظ کہدیا تھا اصحاب لنگر کا کبھی کام نہ پڑے گا۔

جہاز میں بہت سے لڑکے تھے۔ مگر ان میں سے دو میرے دلی دوست تھے ایک کا نام جیک ہارٹن تھا وہ چوڑا چکلا اور کشیدہ قامت اٹھارہ سالہ خوب صورت جوان تھا۔ اس کے بشرے سے استقلال۔ ظرافت اور خوش مزاجی نمایاں تھی۔ اُس نے عمدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ ذہین۔ ہوشیار۔ زندہ دل اور دلیر تھا۔ موقع پر شیر دل ہو جاتا تھا۔ مگر ویسے امن پسند اور نرم دل تھا۔ اسلیئے سب ہی محبت کرتے تھے۔ وہ مجھے بہت ہی عزیز تھا۔ دوسرے کا نام پیٹر کن تھا

تھا وہ چھوٹا چست و چالاک۔ مسخرہ اور شریر الطبع تھا۔ اس کی عمر چودہ برس کی تھی۔ وہ باوجود شریر ہونے کے کسی کو نقصان نہ پہنچاتا تھا۔ ورنہ جہازران اسے اس قدر عزیز نہ رکھتے ◆

جس روز میں جہاز پر سوار ہوا۔ مارٹن جیلٹ میرے شانہ پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔ آہا۔ تم آ گئے! میرے ساتھ نیچے آؤ۔ میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھاؤں۔ میں اور تم ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا کریں گے۔ اور اُمید ہے کہ ہم میں گاڑھی دوستی پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ میں تم کو بہت پسند کرتا ہوں ◆

جیلٹ کی یہ بات پوری اُتری۔ کیونکہ ہم میں یعنی مجھ میں اور پیٹرکن میں ایسی گاڑھی دوستی ہو گئی تھی کہ اس سے پہلے کسی جہاز کے لڑکوں میں نہ ہوئی ہو گی ◆

میں اپنے سفر کے پہلے حصے کے زیادہ حالات بیان نہ کرونگا۔ کیونکہ اس میں حسب معمول کبھی موسم اچھا رہا اور کبھی بُرا۔ ہم نے سمندر میں کئی قسم کی عجیب مچھلیاں تیرتی ہوئی دیکھیں۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ بہت سی مچھلیاں پانی سے باہر نکلتی تھیں۔ ہوا میں اُڑ جاتی اور پھر پانی میں جا گرتی تھیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھ کو بڑی خوشی ہوئی۔ یہ ننھی ننھی قسم کی اڑنے والی مچھلیاں کر رہی تھیں۔ کیونکہ انکی اوقات انہی پر بسر ہوتی ہے۔ ایک اڑنے والی مچھلی نے دہشت زدہ ہو کر جہاز کے اوپر سے نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر وہ ایک رستے سے ٹکرائی اور جہاز کی چھت پر گر پڑی۔ ایکے بازو ایک قسم کے تھے جیسے کہ مچھلیوں کے پر ہوتے ہیں۔ مگر ذرا اور بڑے تھے وہ ان کے ذریعہ بہت دور تک نہیں اُڑ سکتی تھی۔ بلکہ سمندر کی سطح پر کوئی ایک فٹ کے فاصلے سے کودتی ہوئی چلتی تھی۔ میں نے اور جیلٹ نے اس مچھلی کو پکا کر کھایا۔ وہ بڑی مزے دار تھی۔ جب ہم راس ہورن کے پاس پہنچے۔ جو جنوبی امریکہ کا انتہائی گوشہ ہے۔ تو سردی ہونے لگی۔ اور سمندر میں ایک طوفان برپا ہونے لگا۔ اور ملاحوں نے وہاں

کے طوفانوں کی وحشت ناک داستانیں بیان کرنی شروع کیں۔
ایک ملّاح "یہ تو اب راس ہورن بڑا خطرناک مقام ہے۔ میں اس کے نزدیک ہو کر دو مرتبہ پہلے بھی گذر چکا ہوں۔ اور دونو مرتبہ جہاز غرق ہوتے ہوتے بچ گیا۔"
دوسرا ملّاح "ایک دفعہ میں بھی یہاں سے گذرا ہوں۔ اور اس وقت بادبان ٹوٹ گئے تھے۔ اور رسے چٹانوں میں اُلجھ کر بیخ بستہ ہو گئے تھے۔ اور ہم تباہ ہوتے ہوتے بچے۔"
تیسرا ملّاح "میں یہاں سے پانچ مرتبہ گذر چکا ہوں۔ اور ہر دفعہ ہی زیادہ خطرے کا سامنا ہوا۔ کیونکہ طوفان نہایت خوفناک اور تباہ کن تھا۔ پیش کن ابر آور بلند مستخرے اُس میں تو ادھر سے کبھی نہیں گذرا۔ مگر ایک دفعہ میں طوفان کے باعث کرے کے اندر سے باہر آ پڑا۔"
بارے خدا خدا کر کے ہم اِس خوفناک راس کے نزدیک سے بخیریت سے گزر گئے۔ اور کوئی چند ہفتے کے بعد ہم بحر الکاہل کے معتدل خطہ میں داخل ہو کر بڑے مزے سے چلنے لگے۔
آخر کار ہم بحر الکاہل میں جزائر مرجان کے درمیان جا پہنچے۔ میں اس خوشی کو جو ان جزائر کے دیکھنے سے پیدا ہوئی۔ کبھی نہیں بھولونگا ہم کو ایک جزیرے کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے سفید جگمگ جگمگ کرتے ہوئے ساحل کی آب و تاب سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی۔ وہ دھوپ کی شعاعوں سے چمک چمک کر دلفریب منظر پیش کر رہے تھے۔ ہم تینوں دوست بہت ہی چاہتے تھے۔ کہ ہم کو ایک جزیرے کے ساحل پر اُتار دیا جائے۔ کیونکہ ہمارا قیاس تھا کہ وہاں ہمیں ایک بڑی مسرت بھری زندگی نصیب ہوگی۔ شکر ہے کہ ہماری اُمید کے خلاف توقع بہت جلد بر آئی۔

چلتے چلتے ایک رات ہم ایک مقام پر پہنچے - وہاں ایک بڑے وحشت ناک طوفان نے ہمارے جہاز کو یکایک گھیر لیا - اور تند ہوا کا ایک جھونکا دو بادبانوں کو گرا گیا - مگر اگلے حصے کا بادبان کھڑا رہ گیا - جہازرانی کے لئے یہی اکیلا بادبان کافی تھا - پانچ روز تک طوفان بڑی تیزی اور غایت درجے کی تندی کے ساتھ چلتا رہا - سوائے ایک کشتی کے جہاز کی تمام چیزیں اڑ کر سمندر میں جا گریں - پتوار جہاز کا ایک پیپے سے باندھ دیا گیا - تاکہ وہ اڑ کر سمندر میں نہ جا پڑے - اور ہم سب نے خیال کیا - کہ اب ہم یہیں ہلاک ہو جائیں گے - جہاز کا کپتان کہنے لگا "یہ کچھ معلوم نہیں کہ ہم کہاں آ پہنچے ہیں - کیونکہ جہاز اپنے راستے سے بھٹک گیا ہے" ہم کو یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا - کہ ہمارا جہاز کہیں مونگے کی خوفناک چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش نہ ہو جائے - جو اس جگہ بڑی کثرت سے پائی جاتی تھیں - چھٹے روز صبح کو خشکی نظر آئی - ایک جزیرہ کا ساحل تھا - اس کے اردگرد مونگے کی چٹانیں تھیں - تند لہریں ان سے ٹکرا کر ساکن ہو جاتی تھیں - مگر چٹان کی دوسری طرف کا پانی ساکن تھا - ہمیں اس کے اندر جانے کا ایک تنگ رستہ نظر آیا - ہم نے اسی کی طرف جہاز کو پھیر دیا - مگر اس کے قریب پہنچنے سے پیشتر ایک تند لہر آئی جو ہمارے جہاز کے پچھلے حصے کے پتوار کو صاف اڑا لے گئی - اور ہم کو تند ہوا اور خوفناک تلاطم کے ترحم پر چھوڑ گئی۔

کپتان ملاحوں سے کہنے لگا "اب ہمارے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے - کشتی کو تیار کر کے سمندر میں ڈالو - ہم کوئی آدھ گھنٹے تک چٹانوں پر چڑھ جائیں گے"۔

ملاحوں نے چپ چاپ مگر سنجیدہ دلی سے کپتان کے حکم کی تعمیل کی - کیونکہ ان کو زیادہ امید نہ تھی - کہ ایسی کمزور کشتی طوفانی سمندر میں سلامت

بچ جائے گی ۔

مارٹن جیک نے سنجیدہ لہجہ میں "سنو۔ بھئی۔ آؤ ہم تینوں ایک ہی جگہ رہیں اور اکٹھے ہی مریں۔ تم جانتے ہو کہ یہ چھوٹی سی کشتی ساحل پر نہیں پہنچے گی۔ اس کے اوپر آدمی کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ کشتی اس بھاری بوجھ کو نہ سہار سکے گی۔ اس لیئے ہم کو کسی بڑے پتوار کے ذریعے ساحل تک پہنچنے کی اُمید رکھنی چاہیئے۔ میں نے دوربین سے دیکھکر اندازہ لگا لیا ہے۔ کہ جہاز چٹان کے پچھلے حصّہ سے ٹکرائیگا۔ وہیں لہروں کا زور بھی گھٹ جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم پتوار پکڑ کر تیرتے ہوئے وہاں جا پہنچیں۔ تو شاید ہم ساحل پر۔ پہنچ جائیں۔ کہو تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا تم میرے ساتھ متفق ہو ۔"

ہم تمام جیک کا ساتھ دینے کو بخوشی تیار ہو گئے۔ میں نے اُس کو بہت دلاسا دیا اور ہمت افزائی کی۔ مگر میں نے اُس کے افسردہ چہرہ سے معلوم کر لیا کہ اُس کو بچنے کی زیادہ اُمید نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس وقت میں نے تند موجوں کو چٹانوں سے ٹکراتے ہوئے دیکھا۔ تو میں خیال کرنے لگا کہ حیات و موت کے درمیان صرف ایک ہی قدم کا فرق ہے۔ میرا دل خوف کے مارے سینے میں بیٹھ گیا۔ اُس وقت میں اپنی والدہ کا خیال کر رہا تھا۔ اُس وقت مجھ کو اُن کے یہ الفاظ یاد آئے: "اے میرے لختِ جگر جان! دکھوں کے وقت خداوند مسیح یسوع اور منجئی برحق کو یاد کرنا۔ اُسی پر تمام بھروسہ رکھنا۔ وہی تمہاری روح اور جسم کو بچا سکتا ہے۔" پس جب میں نے اس بات پہ غور کیا۔ تو میرے دل کو بڑا اطمینان حاصل ہوا ۔

تھوڑی دیر کے بعد جہاز چٹانوں کے بہت قریب جا پہنچا۔ ملّاح کشتی لیئے تیار کھڑے تھے۔ کپتان اُنکے پاس کھڑا اُنکو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ اتنے

تھی ایک بڑی خوف ناک لہر ہماری طرف آئی ۔

ہم تینوں دوست جہاز کے اگلے حصے کی طرف لپکے اور جا کر پتوار کو پکڑ لیا ابھی اس کو اچھی طرح پکڑنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ لہر جہاز سے ایسی ٹکرائی۔ جیسے کہیں بجلی گرتی ہے۔ اور مرگ جہاز چٹان سے ٹکرایا۔ سب سے اگلا بادبان ٹوٹ کر گر گیا۔ ساتھ ہی کشتی اور ملاح بھی گر پڑے۔ ہماری پتوار بادبان کے رستوں میں الجھ گئی۔ جیلٹ نے چاہا کہ اس کو کلہاڑے سے کاٹ ڈالے۔ مگر چونکہ جہاز چکر کھا رہا تھا۔ اسلئے جیلٹ رسی نہ کاٹ سکا۔ بلکہ اس کے کلہاڑے کی ضرب سے پتوار کٹ گیا۔ دوسری لہر نے بادبان اٹھا کر دور پھینک دیا۔ ہم نے اس کی پتوار پکڑ لی۔ اور چشم زدن میں متلاطم سمندر میں گر پڑے۔ اور جان بچانے کے واسطے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ آخری چیز جو مجھ کو نظر پڑی۔ وہ کشتی تھی۔ جو لہروں کے بھنور میں چکر کھا رہی تھی۔ اور ملاح موجوں میں غوطے کھا رہے تھے۔ اس وقت میرے ہوش و حواس کوچ کر گئے ۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ساحل کے اوپر سبز گھاس پر جس کے اوپر ایک بڑی چٹان سایہ کئے ہوئے تھی پڑا پایا۔ اور پچکن میرے پاس دوزانو بیٹھا ہوا میری کنپٹیوں پر پانی ڈال کر خون کو جو میری پیشانی میں ایک زخم سے بہ رہا تھا دھو رہا تھا ۔

تیسرا باب

غیر آباد جزیرہ

جب میں ہوش میں آنے ہی کو تھا تو میرا دماغ طرح طرح کے خیالات کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت جیک نے میرے سرہانے آ کر مجھ سے یوں کہا۔

جیک (بڑے پیار سے) "عزیز رالف۔ ہم سے بولو تو سہی۔ کیا اب تمہاری طبیعت اچھی ہے؟"

(مسکرا کر) "ہاں اب اچھا ہوں۔ کیوں جیک تم ایسا سوال کیوں کرتے ہو؟ میں بالکل اچھا ہوں"۔

پیٹر کن (آنکھوں میں آنسو بھر کر) "تو تم کیوں بہانہ کر رہے ہو اور ہمیں اس طرح ڈرا رہے ہو؟"

میں۔ کہنی کے بل اٹھا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ پیشانی پر پھیرا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ زخم گہرا لگا ہے۔ اور بہت سا خون نکل گیا ہے۔

جیک۔ "عزیز لیٹے رہو۔ ابھی تمہاری طبیعت نہیں سنبھلی ہے۔ یہ لو ذرا سا پانی پی لو۔ یہ پانی صاف اور ٹھنڈا بھی ہے۔ میں اسے قریب کے چشمے سے لایا ہوں۔ تم بات چیت نہ کرو۔ بلکہ چپ رہو اور لیٹ جاؤ۔ میں تم کو ساری داستان سناؤں گا۔ جب تک تم خوب آرام نہ کر لو۔ تب تک تمہیں زبان بند رکھنی چاہئے"۔

پیٹر کن (مطمئن لہجہ میں) "جیک اسے بات کرنے دو۔ شکر ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے۔ وہ ایک گھنٹہ تک مصری مومیائی کی مانند بے حس و حرکت اور خاموش پڑا رہا۔ اس کے چہرے پر مردنی سی چھائی رہی۔ رالف۔ میں نے تم سا لڑکا آج تک نہیں دیکھا۔ تم شرارت کو دھار کھائے بیٹھے رہتے ہو۔ میرے دانتوں کو توڑ ہی ڈالا ہوتا۔ تم نے کئی بار میرا گلا گھونٹ دیا۔ اور اب تم بظاہر

مردہ بنے ہوئے تھے! سچ سچ تم بڑے شریر ہو"۔
میں "پیٹر کن۔ تمہارا اس سے کیا مطلب ہے۔ کہ میں نے تمہارا گلا گھونٹ دیا"
پیٹر کن "کیا تم میرا مطلب نہیں سمجھے؟ کیا انگریزی تمہاری مادری زبان نہیں ہے؟ کیا اس کا مطلب تم کو میں فرانسیسی زبان میں سمجھاؤں؟ کیا تم کو یاد نہیں"؟
میں "(بات کاٹ کر کہا) مجھ کو کچھ یاد نہیں۔ صرف اسی قدر یاد ہے۔ کہ ہم سمندر میں جا پڑے تھے"۔
جیک "پیٹر کن۔ خاموش! تم اپنی فضول باتوں سے اُس کی طبیعت پریشان کرتے ہو"۔
میں تمام قصہ سناتا ہوں۔ تم کو یاد ہے۔ کہ جب جہاز ٹوٹا تھا۔ تو ہم تینوں سمندر میں گر پڑے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ پتوار کا ڈنڈا تمہارے سر پر زور سے لگا۔ اُس سے پیشانی میں چوٹ آئی۔ اور تم بیہوش ہو گئے۔ تم نادانستہ پیٹر کن کی گردن سے چمٹ گئے۔ اور نہ تمہیں یہ خبر تھی کہ تم کیا کر رہے ہو۔ تم نے وہ دوربین کو پیٹر کن کے منہ میں ٹھونس دیا"۔
پیٹر کن (بات کاٹ کر) "منہ میں ٹھونس دیا۔ کیا معنے۔ بلکہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ حلق میں گھسیڑ دیا۔ اب تک اس کا نشان حلق میں موجود ہے"۔
جیک "خیر۔ یوں ہی سہی"۔
وہ "الغرض۔ تم پیٹر کن کو پکڑے رہے۔ اور میں ڈر گیا کہ شاید تم اس کا گلا گھونٹ ڈالو گے۔ میں نے یہ دیکھ کر۔ کہ پیٹر کن پتوار سے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے۔ میں نے بھی زور لگایا اور تم کو ساحل کی طرف دھکیلا۔ خیر خوش قسمتی سے ہم آسانی کے ساتھ کنارے پر آ گئے۔ کیونکہ چٹان کے اندرونی حصے کا پانی ساکن تھا"۔
میں "کپتان اور باقی ماندہ اہل جہاز کا کیا حشر ہوا"؟

جیلٹ کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ سر ہلا کر رہ گیا۔

میں :- کیا وہ غرق ہو گئے؟

جیلٹ :- نہیں تو ابھی تک نہیں۔ مگر ان کے بچنے کی زیادہ اُمید نہیں ہے۔ جہاز جزیرے کے اُسی کنارے سے ٹکرایا۔ جس پر ہم لا ڈالے گئے۔ کشتی گو موجوں کے تھپیڑوں سے سطح آب پر اُچھلتی پھرتی تھی۔ مگر خوش قسمتی سے اُلٹی نہیں۔ حالانکہ اُس میں بہت سا پانی بھر گیا تھا۔ اس پر بھی تمام آدمی اُسی کے اوپر بیٹھے رہے۔ وہ اپنے چپو ار چلانے بھی نہ پائے تھے۔ کہ ہوا کا زبردست جھونکا اُن کو اس مقام سے جہاں وہ اُترنا چاہتے تھے۔ اُٹھا کر دور لے گیا۔ جس وقت ہم ساحل پر پہنچ گئے۔ میں نے اُن کو اسی طرف آنے کے لئے جد و جہد کرتے دیکھا۔ مگر چونکہ اُن کے پاس صرف دو چپو اور رہ گئے تھے۔ اور مخالف ہوا زور سے چل رہی تھی۔ اِس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد میں نے اُن کو ایک قسم کا بادبان اُٹھاتے دیکھا۔ شاید وہ کمبل تھا۔ مگر بہت چھوٹا تھا۔ اس لئے کام نہ دے سکا اور آدھ گھنٹے کے بعد وہ دور ہوتے ہوتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔"

میں (افسردہ خاطر ہو کر) "اُن بیچاروں کا حسرت ناک حشر ہوا!"

جیلٹ :- لیکن میں اُن کی بابت جس قدر سوچتا ہوں۔ اُسی قدر زیادہ مجھ کو اُن کے بچنے کی اُمید ہے۔ تم جانتے ہو رالف۔ کہ میں نے ان جنوبی جزائر کی بابت حالات پڑھے ہیں۔ بحر جنوبی میں ہزاروں چھوٹے موٹے جزائر ہیں۔ اور وہ جلد کسی نہ کسی جزیرے کے ساحل میں اتر جائیں گے۔

پیٹر کن :- مجھے بھی اُمید ہے کہ کپتان اور اُس کے ہمراہی کسی جزیرے میں اُتر جائیں گے۔ مگر جیلٹ اس شکستہ جہاز کا کیا حشر ہوا؟ جس وقت میں رالف کے پاس بیٹھا اُس کی تیمارداری کر رہا تھا۔ تو میں نے تم کو چٹانوں پر ہاتھوں کے بل چڑھتے دیکھا۔ کیا تم نے یہ کہا تھا۔ کہ جہاز پاش پاش ہو گیا۔"

جیک۔ پاش پاش تو نہیں ہوا مگر وہ سمندر کی تہ میں بیٹھ گیا میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ جہاز چٹان کے ایک کنارے سے ٹکرایا۔ اور اس کے اگلے حصے کو سخت صدمہ پہنچا۔ جس کے بعد ایک تند ار موج اسے بہا کر لے گئی۔ بیچارے کشتی والوں نے کوشش کی۔ کہ جہاز تک پہنچ سکیں مگر اُن کے پہنچنے سے پیشتر ہی جہاز میں پانی بھر گیا۔ اور وہ غرق ہو گیا۔ جب وہ ڈوب چکا تو میں نے کشتی والوں کو اِس جزیرے کے ساحل کی طرف آتے دیکھا ۔

جیک۔ جب گفتگو ختم کر چکا۔ تو ہم سب خاموش بیٹھ گئے۔ اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے دل میں اپنی عجیب حالت پر غور کرنے لگا۔ میں اپنی بابت نہیں کہہ سکتا۔ کہ میرے خیالات خوشگوار تھے۔ میں جانتا تھا۔ کہ ہم ایک جزیرے میں بیٹھے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ آباد ہے یا غیر آباد۔ جو کچھ میں نے ان جزائر کی بابت سُنا تھا۔ اس سے مجھے کامل یقین ہو گیا تھا کہ وہاں کے باشندے مردم خور وحشی ہیں۔ مگر یہ جزیرہ آباد ہے تو اس کے باشندے ہمیں زندہ کباب کر کے کھا جائیں گے۔ اور اس وقت میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر غیر آباد ہے تو ہم بھوکے رہ جائیں گے اگر جہاز چٹانوں سے ٹکرا کر رہ جاتا۔ تو ہمیں کھانے پینے کی چیزیں مل سکتیں۔ اور اوزار بھی جن سے ہم اپنے لئے جھونپڑے اور مکان بنا لیتے مگر افسوس ہے کہ اب ہم مر گئے یہ آخری الفاظ میں نے نہایت مایوسی کی حالت میں اور بہ آواز بلند کہے ۔

جیک (جس کے لبوں پر تبسم تھا) "مر گئے" (الف؛ ارے یہ کہو کہ بچ گئے۔ تمہارے خیالات اور اُن کا نتیجہ دونوں ہی غلط ہیں ۔"

پیٹر کن۔ "تم جانتے ہو۔ کہ میں نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کہ ہم بچ گئے۔ اور اس جزیرے پر آ اترے۔ ہم تینوں کے لئے ترقی کرنے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آ گیا ہے اب اس تمام جزیرے کے ہم ہی مالک ہیں۔ ہم یہاں کے بادشاہ کی طرف سے اس کے اوپر قبضہ کر لیں۔ اور چل کر جزیرے

سیاہ فام باشندوں کے ہاں نوکری کر لیں - اور ترقی کرتے کرتے غالباً اعلیٰ درجے پر جا پہنچینگے - جیک - تم بادشاہ بن جاؤ گے ✽

دالف - تم وزیر اعظم ہو جاؤ گے اور میں ✽

جیک (بات کاٹ کر) " اور تم درباری مسخرے - یعنے ظریف الدولہ "

پیٹر کن " نہیں - میں کسی خطاب کا بھوکا نہیں ہوں - میں گورنمنٹ کی ایک اعلیٰ اور ذمہ داری کی اسامی قبول کرونگا - تم جانتے ہو جیک - میں تو بڑی تنخواہ کا خواہاں ہوں - اور بس "

جیک " - فرض کرو کہ اس جزیرے میں باشندے ہی نہوں - تو ؟ "

پیٹر کن " تب تو ہم ایک دل کش اور خوب صورت بنگلہ بنا لینگے - اس کے اردگرد ایک عمدہ باغ لگا لینگے - ہر قسم کے پھول لگا دینگے - زمین کی کاشت کرینگے - اناج بوئیں گے - جب پک جائے گا - تو فصل کاٹینگے - کھائینگے - پئینگے - اور خوب مزے اڑائینگے " ✽

جیک (سنجیدگی سے) " لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ ہم یہاں ایک عجیب کشمکش میں پھنسے ہوئے ہیں - اگر یہ جزیرہ غیر آباد ہے - تو ہمیں جانوروں کی زندگی بسر کرنی ہوگی - کیونکہ ہمارے پاس کسی قسم کا کوئی اوزار یعنی چاقو چھری تک بھی نہیں ہے " ✽

پیٹر کن " میرے پاس ایک چاقو ہے - یہ کہہ کر اس نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالا - اور ایک چھوٹا چاقو نکالا - جس کا ایک ہی پھل تھا - اور وہ بھی شکستہ " ✽

جیک " یہ تو بالکل نکما ہے - ہمیں باتیں نہیں بنانی چاہئیں - بلکہ کچھ کرنا چاہئے " ✽

رالف - تم اب چل سکو گے - آؤ پہلے اپنی جیب ٹٹولیں - پھر ایک بلند پہاڑی پر چڑھ کر دیکھیں - کہ یہ ملک کس قسم کا ہے - خواہ اچھا ہو خواہ برا - کچھ عرصہ ہمیں یہاں ضرور رہنا پڑے گا " ✽

چوتھا باب

جزیرے کا قیام اور گھر بنانا

ہم ایک چٹان پر بیٹھ گئے اور اپنی اپنی جیب ٹٹولنے لگے۔ جب ہم تباہ وخستہ ساحل پر پہنچے۔ تو میرے رفیقوں نے اپنے گیلے کپڑے اتار کر خشک ہونے کے لئے زمین پر پھیلا دئے۔ اگرچہ آندھی زور شور سے چل رہی تھی۔ مگر مطلع صاف تھا۔ انہوں نے میرے بھی کپڑے اتار کر دھوپ میں سوکھنے کو ڈال دئے۔ جب تمام کپڑے سوکھ گئے۔ تو ہم نے اٹھا کر ان کو پہن لیا۔ اور بڑی ہوشیاری سے اپنی جیبوں کو خالی کیا۔ اور ساری چیزیں نکال کر ایک چٹان پر رکھ دیں۔ ہمارے پاس صرف چند ایسی چیزیں نکلیں جو زیادہ کارآمد تھیں۔ ہمارے جسم پر صرف معمولی کپڑے تھے۔ اگر ہمارے پاس کچھ زیادہ سامان اور کارآمد چیزیں ہوتیں تو بہت اچھا ہوتا۔ لیکن جب ہمیں اپنی سلامتی کا خیال آیا۔ تو ہم لاکھ لاکھ شکر کرنے لگے کہ جان بچی اور ہزاروں پائے۔

جب ہم ان چیزوں کو شمار کر رہے تھے۔ تو جیک اچانک اٹھ کر چلانے لگا۔ "ارے چپو کہاں ہے۔ ہم اسے بھول گئے ہیں"۔

پیٹرکن یہ وہ ہمارے کس مصرف کا ہے۔

جیک اس کے ایک سرے پر آہنی ٹکڑا ہے۔ وہ البتہ ہمارے کام آسکتا ہے۔

میں یہ سچ ہے۔ آؤ اس کو اٹھا لائیں۔

ہم تینوں اٹھ کر کھاڑی کی طرف دوڑے گئے۔ میں اس وقت قدرے کمزور تھا۔ کیونکہ خون بہ جانے سے نقاہت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ تو آگے نکل گئے۔ اور میں پیچھے ہی رہ گیا۔ یہ دیکھ کر جیک الٹے پاؤں لوٹ آیا۔ اور

مجھ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ پہلے تو بیہوشی کے باعث میں اُس مقام کو نہ دیکھ سکا۔ لیکن اب جو میں نے آگے بڑھ کر چاروں طرف کو نگاہیں دوڑائیں تو وہ مقام مجھے بہت ہی سہاونا معلوم دیا۔

اُس وقت جس جزیرے میں ہم کھڑے تھے۔ وہ پہاڑی تھا۔ اُس میں ہر طرف ہرے بھرے اور گنجان درختوں کے کنج پائے جاتے تھے۔ اور سبز جھاڑیاں بھی بکثرت تھیں۔ میں اُن میں سے کسی کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔ میں نے صرف ناریل کے درختوں کو تو پہچان لیا۔ اُن کی تصویریں دیکھی تھیں۔ اس خوبصورت پر فضا ساحل کے ساتھ ساتھ دور تک ایک ریتلا قطعہ چلا گیا تھا۔ جس کی سفید اور جھلملاتی ہوئی ریت سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ سمندر کی گرد لہریں وہاں آکر ختم ہو جاتی تھیں۔ یہ سماں دیکھ کر مجھے ایک گونہ حیرت ہوئی۔ کیونکہ اپنے وطن میں میں نے دیکھا تھا۔ کہ جب سخت طوفان کے بعد سمندر میں سکون ہو جاتا تھا تو بھی لہریں ساحل سمندر پر آکر زور سے ٹکراتی تھیں۔ لیکن جب میں نے سطح سمندر پر نگاہ ڈالی۔ تو اس کی وجہ معلوم ہو گئی۔ کیونکہ کنارہ سے ایک میل کے فاصلے پر سمندر کی عظیم لہریں جو ہیں مارتی ہوئی مونگے کی ایک چٹان سے ٹکرا کر رہ جاتی تھیں۔ اور اس سے ایک بڑا شور پیدا ہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی سفید جھاگ کے بادل اُٹھتے تھے۔ بعض وقت یہ جھاگ اُڑ کر بہت بلندی تک پہنچ جاتا تھا۔ اور اس کے قطروں کے نیچے کو گرتے وقت ایک قوس قزح بن جاتی تھی جو بہت ہی خوبصورت معلوم دیتی تھی۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ مونگے کی چٹانیں تمام جزیرہ کے ارد گرد پھیلی ہوئی ہیں۔ جو سمندر کی لہروں کے مقابلے میں ایک قدرتی شیشہ کا کام دیتی ہیں۔ اس شیشے سے آگے سمندر سخت حالت تلاطم میں تھا۔ مگر چٹانوں اور جزیرے کے ساحل کے درمیان پانی ایسا ساکن تھا۔ جیسا کہ تالابوں میں ہوتا ہے۔

ان عجیب و غریب اور شاندار چیزوں کو دیکھ کر مجھے جو خوشی حاصل ہوئی۔ اُسے

یں موزوں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ مگر انہیں دیکھتے ہی مجھے اس ساری کائنات کے خالق کا خیال آگیا۔ اور میں اس کی شان یزدی کی حمد و ثنا کرنے لگا۔ پیٹرکن کے چہرے سے بھی یہی عیاں ہوتا تھا کہ وہ بھی اسکی اس منظر کو دیکھ کر دل کو شاد اور خالق کی حمد کر رہا ہے۔

یہ نظارہ اس لئے اور بھی زیادہ دل فریب معلوم دیا کہ اثنائے سفر میں ہمیں کوئی سرسبز اور خوشگوار مقام نہیں ملا تھا۔ جب ہم دونو خاموش کھڑے ہوئے اس شاندار منظر کو دیکھ اور خدا کی قدرت کی تعریف کر رہے تھے تو ہمیں مرحبا کے نعرے نے جو پیٹرکن کی زبان سے یکایک زور کے ساتھ نکلا تھا چونکا دیا۔ اور ہم نے الفور سمندر کی طرف کو نگاہ اٹھائی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ نعرہ پیٹرکن نے مارا تھا۔ اسوقت وہ بندر کی مانند کود پھاند رہا تھا۔ اپنا تمام زور لگا کر کسی چیز کو جو کنارے پر پڑی تھی اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

جیک (میرا بازو پکڑ کر) "بھئی یہ بھی کیسا عجیب لڑکا ہے۔ آؤ جلدی چل کر دیکھیں کہ وہ کیا کر رہا ہے"۔

جب ہم اسکے نزدیک پہنچے تو وہ ہم کو دیکھکر بولا۔ ارے یار جلدی آؤ ہمارا مطلب حل ہو گیا ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کے ہم اسوقت سب سے محتاج ہیں اور تلاش میں سرگرداں ہیں۔

جب ہم بالکل ہی قریب پہنچ گئے۔ تو دیکھا۔ کہ پیٹرکن ایک کلہاڑے کو جو پتوار میں گڑا ہوا تھا نکالنے کی بے سود کوشش کر رہا ہے۔ یہ وہی کلہاڑا تھا جسے جیک نے اس وقت رسیاں کاٹنے کے لئے چلایا تھا جب وہ ان میں پھنس گیا تھا۔ اور جو پتوار میں لگ کر اس میں سما گیا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ وہ اس میں گڑا رہ گیا۔ پیٹرکن نے اس کے باہر نکالنے کے لئے سخت جد و جہد کی۔ مگر وہ نہ نکلا۔

جیک (کلہاڑے کو دیکھ کر) "واقعی بھئی یہ تو بڑی قیمتی چیز ہاتھ لگی ہے! ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔ یہ کلہاڑا سوچا تو ہوں سے زیادہ کارآمد ثابت ہو گا۔

اُس کی دھار بالکل تیز ہے"۔

پیٹر کن نے "میں کلہاڑے کے دستے کی چنگی کا ذمہ وار ہوں۔ اسکو کھینچتے کھینچتے میرے بازو رہ گئے ہیں۔ ہماری قسمت اچھی ہے۔ دیکھو پتوار کے پھل کے ارد گرد لوہے کا حلقہ بھی ہے۔ جو اس لئے لگا دیا گیا تھا۔ کہ کہیں پتوار پھٹ نہ جائے۔ کلہاڑے کے ملنے سے ہمیں ایک اچھی چیز مل گئی۔ جیک متوجہ ہو کر کلہاڑی کی دھار کے ذریعے حلقہ کی کیل کو بڑی ہوشیاری سے نکالنے لگا۔ چونکہ کیلیں خوب گڑی ہوئی تھیں اور کلہاڑے سے کاٹ کر نکالنے میں کلہاڑے کی دھار کند ہو گئی تھی۔ اس لئے ہم نے پتوار کو جلا کر کیل نکالنے کا ارادہ کیا۔

جیک۔ (پتوار کو کام میں لانے کے بعد) تو بھی اب میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں۔ کہ ہم کو جزیرے کے اُس کونے پر چلنا چاہئے۔ جہاں جہاز پاش پاش ہوا تھا اور چل کر دیکھیں کہ کوئی چیز بہ کر تو وہاں نہیں آ گئی۔ وہ مقام یہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ گو مجھ کو اُمید نہیں۔ کہ وہاں کوئی چیز ہاتھ لگے۔ اور سونے کا بندوبست کریں گے۔

پیٹر کن۔ بولا "منظور!" پیٹر نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ہم ہمیشہ جیک کی بات کو بلا چون و چرا مان لیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ہم دونوں سے عمر اور قد اور طاقت جسمانی میں کہیں بڑھ کر تھا اور ساتھ ہی بڑا ہوشیار بھی۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ بڑی عمر والے آدمی سے اپنا سرغنہ بنانے میں پیش و پیش نہ کرتے۔ اور ایسے کاموں میں جن میں جان کو جوکھوں ہوتی ہے۔

جب ہم کنارے کنارے اُس مقام کی طرف جا رہے تھے۔ تو تمام سفید چٹانیں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی ترچھی شعاعوں کے پڑنے سے چمک۔ اور ہم کو خیرہ کر دی تھیں۔ اُس وقت پیٹر کن نے کہا کہ سوائے بیرون کے جو کثرت سے اس جزیرے میں ہیں ہمارے پاس اور کوئی چیز نہیں ہے۔

پیٹر کن۔ جیک۔ اب ہم کیا کریں؟ شاید یہ بیر زہریلے ہوں"۔

جیلٹ (وثوق کے ساتھ) "خوف نہ کرو۔ ان میں سے کئی قسم کے بیر تو ویسے ہی ہیں کہ ہمارے ہاں کے پہاڑوں اور جنگلوں میں پائے جاتے ہیں۔ میں نے دو تین پرندوں کو بھی بیر کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ پرندے ان کے کھانے سے نہیں مرتے۔ تو ہم ان کے کھانے سے ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔" ایک درخت کی طرف دیکھ کر "دیکھو پیٹر کن اس میں ناریل بھی لگے ہوئے ہیں۔

پیٹر کن (اوپر کو دیکھ کر) بیشک ہیں تو۔" یہ کہہ کر وہ فی الفور گلہری کی مانند درخت پر چڑھ گیا۔ اور تین ناریل توڑ لایا۔ یہ ناریل اچھے سے تھے۔

جیلٹ "تم ان ناریلوں کو رکھو۔ ہمیں اپنا ضروری کام کر لینا چاہئے۔ پھر ہم کھانے کی فکر کریں گے۔"

پیٹر کن "بہت خوب" اور یہ کہہ کر اس نے ان کو اپنی پتلون کی جیبوں میں ڈال لیا۔" اور پھر "اصل میں میرا ارادہ نہیں ہے کہ ناریل ابھی کھا لیے جائیں۔ لیکن مجھ کو پیاس بہت لگ رہی ہے۔ اے کاش یہاں ایک چشمہ ہوتا۔ مجھے تو امید نہیں ہے کہ یہاں کوئی چشمہ ہو۔ جیلٹ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ تم کو ہر ایک چیز کا علم ہے۔ تم نے بھی نصف درجن درختوں کے نام بتلائے ہیں۔ اور تم کہتے ہو کہ تم پہلے یہاں کبھی نہیں آئے۔"

جیلٹ (مسکرا کر) "تم کو ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں ہر بات سے واقف نہیں ہوں۔ میں سفرنامے اور قصے کہانیاں پڑھنے کا نہایت درجہ شائق ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ کو بہت سی ایسی باتوں کا علم ہے۔ جن سے تم بالکل ناواقف ہو۔"

پیٹر کن (حقارت آمیز نگاہ سے) "جیلٹ یہ سب فضول ہے۔ اگر تم اپنی واقفیت کا ذریعہ کتابوں کو قرار دیتے ہو۔ تو تم میری نگاہ میں گر جاؤ گے۔ میں نے بہت سے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ جو ہمیشہ اپنی واقفیت کا ذریعہ کتابوں ہی کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب ان کو مشکلات حل کرنے کا اتفاق ہوا۔ تو وہ بندروں سے بھی بدتر نکلے۔

جیک (طنزاً) تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جنھوں نے کبھی کتابوں کی صورت نہیں دیکھی۔ اور بہت سی باتوں سے بالکل لاعلم ہیں۔ اور جو چیزیں وہ دیکھ لیتے ہیں اُن کو اُن کا علم بھی پورا نہیں ہوتا۔ جو اتنا نہیں جانتے کہ ناریل ناریل کے درخت میں لگتا ہے یا کسی دوسرے درخت میں "

اِس طنز آمیز جواب کو سنکر میں بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ وہ جواب پیٹرکن کی جہالت پر ایک طعن تھا۔

پیٹر کن۔ ہو نہ۔ ممکن ہے کہ تمہارا خیال درست ہو۔ مگر میرے نزدیک ایسے آدمی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ جس کی واقفیت کا مدار کتابوں پر ہو اور دیگر ذرائع پر نہو۔

جیک۔ ایسے آدمی کی قدر تو میں بھی نہیں کرتا۔ لیکن کتابوں کو نظرِ حقارت سے دیکھنے کی یا مجھے کتابوں کا مطالعہ کرنے کے باعث حقیر جاننے کی کوئی کافی وجہ نہیں ہے۔ فرض کرو پیٹرکن کہ تم ایک جہاز بنانا چاہو۔ اور میں تم کو اُس کے بنانے کا طریقہ بتلاؤں۔ تو کیا تم اس سے مستفید نہ ہوؤ گے "

پیٹر کن (ہنسکر) "ہاں اس سے مجھے بے شک نفع ہوگا "

جیک۔ فرض کرو۔ میں جہاز کے طریقۂ ساخت کو ایک خط میں لکھ کر تمہارے پاس بھیج دوں۔ تو کیا تم کو اُس سے کچھ فائدہ ہوگا "

پیٹر کن "نہیں شاید نہیں "

جیک "اچھا فرض کرو۔ میں ترکیب جہاز سازی کو کسی کتاب میں چھپا دوں تو کیا وہ کم مفید ہوگی "

پیٹر کن "بھئی واہ! تم تو غاسفر نکلے۔ غاسفر بننا اور بھی زیادہ بُرا ہے "

جیک "بات کاٹ کر مسٹر پیٹر کن۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تم نے کہا تھا کہ مجھے پلیس

لگ رہی ہے۔ اب تم ہمت کر کے اس درخت پر چڑھ جاؤ۔ ایک کچا اور سبز ناریل توڑ لاؤ۔

پیش کن۔ پہلے تو حیرت سے مُنہ تاکتا رہا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ جیک تاکید کر رہا ہے۔ وہ ناریل کے درخت پر چڑھ گیا۔

جیک "اب تم اس میں چاقو سے چھید کرو۔ اور مُنہ لگا کر پی جاؤ۔"

پیش کن نے ایسا ہی کیا۔ جس وقت وہ ناریل کا پانی پی رہا تھا تو اُس کی آنکھیں اُبل آئیں۔ اُس کی صورت پر حیرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور وہ پانی کو غٹ غٹ پینے لگا۔ اس کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور پھر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ اُس کی یہ حرکات دیکھ کر ہمیں ہنسی آگئی۔ لیکن اُس نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ اس نے ناریل کا پانی قریباً ختم کر کے دم لیا۔

پیش کن "بھئی جیک یہ تو آب حیات ہے! اور تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ ذرا تم بھی اس کا مزہ چکھو۔" یہ کہکر اُسنے ناریل میرے مُنہ سے لگا دیا۔ میں نے اسے پیا۔ وہ شیریں تھا اور قدرے ترش۔ اُسے پی کر طبیعت تر و تازہ و خوش ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے تھوڑا سا پانی جیک کو بھی پلایا۔

جیک۔ "اُسے شکی۔ کج ہم پیش کن میں نے تمام عمر ایسا عرق نہیں پیا۔ وطن میں دکانداروں سے خرید کر معمولی قسم کے کھوپڑے تو بیسیوں دفعہ کھائے ہونگے۔ لیکن ایسا شیریں کبھی نہیں کھایا تھا اور نہ دودھ پیا تھا۔ البتہ ایک کتاب میں میں نے مزید پڑھا تھا۔ کہ خام ناریل میں شیریں پانی ہوتا ہے۔ اور اب اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔"

پیش کن۔ "بھئی جیک یہ تو بتاؤ۔ پختہ ناریل کی گری کیسی ہوتی ہے؟"

جیک "اس کے اندر گری ہوتی ہے۔ جس سے پیاس تو نہیں بجھتی مگر بھوک دور ہو جاتی ہے۔ اس کا کھانا مفید صحت ہے۔"

پشیمان ہو۔ ایک ہی درخت کے پھل سے بھوک اور پیاس دونو دور ہو جاتی ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم یہاں آ گئے۔ یہ ضرور چرانا بہشت ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹوپی اوپر اچھالی۔ سیہ ساحل پر دیوانوں کی طرح دوڑنے بھاگنے لگا۔

ہم کو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس جزیرے میں بہت سی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ہم باتیں کرتے کرتے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ مگر وہاں ایک چیز بھی نہ ملی۔ اگرچہ ہم نے تمام جگہ دیکھ ڈالی۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تاہم لوٹتے وقت ہم نے ایک کالی چیز کو پانی میں بہتے دیکھا۔ ہم نے اسے دوڑ کر پکڑ لیا۔ وہ سیاہ چمڑے کا بوٹ تھا۔ چند قدم کے فاصلے پر اور بوٹ بہتے ہوئے آ رہے تھے۔ جو ماہی گیروں کے معلوم ہوتے تھے۔ ہم نے فوراً پہچان لیا۔ کہ وہ ہمارے ہی کپتان کے تھے۔ وہ طوفان میں ایسے ہی بوٹ پہنے ہوئے تھا۔ مجھے پہلے تو یہ خیال گزرا۔ کہ کپتان غرق ہو گیا۔ مگر جیک نے کہا۔ کہ اگر کپتان کے پاؤں میں یہ بوٹ ڈوبتے وقت ہوتے۔ تو وہ ضرور کہیں نہ کہیں ساحل پر جا پڑتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ کپتان نے ان کو سمندر میں پھینک دیا۔ تاکہ وہ بآسانی تیر سکے۔

جب ہم اپنی اصلی جگہ پر واپس آ گئے۔ تو شام کی تاریکی اپنا تسلط جمانے لگی۔ اس لئے ہم نے پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنے کے ارادے کو اگلے روز کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔ ہم نے آگ جلا کر روشنی کر لی۔ ہمارے پاس شاخیں اور ایک نامعلوم درخت کے بہت سے پتے تھے۔ ہم نے اس کی شاخوں کا چھوٹا سا جھونپڑا بنا لیا۔ تاکہ اس کے سایہ میں رات کاٹ سکیں۔ اور پتوں کا بستر بنا کر کھانا کھانے کا انتظام کیا۔

ہم ناریل کے بلند درختوں کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ ہوا کے نرم نرم

جھونکوں سے پتوں میں ایک قسم کی دھیمی سی سرسراہٹ سی پیدا ہو رہی تھی۔ آسمان میں تارے چمک رہے تھے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح مہربان ماں اپنے معصوم بچے کو گود میں سلا کر اس کو دیکھتی اور سمندر کی لہریں جو مونگے کی چٹانوں سے ٹکرا کر شور پیدا کرتی تھیں۔ ہمیں لوری دے رہی تھیں۔ ہم یہ سماں دیکھ ہی رہے تھے کہ آرام سے ہماری آنکھوں پر نیند کے پردے ڈال دیئے اور صبح تک ہم میٹھی بھری نیند سوتے رہے۔

پانچواں باب

جب میں دوسرے دن صبح کو اٹھا۔ تو میری طبیعت بہت بشاش تھی۔ ارد گرد کا منظر بہت دل خوش کن اور فرحت افزا معلوم ہوا۔ وہ سماں بہت سہانا تھا۔ میں پتوں کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ میری نگاہ نارئیل کے پتوں کو چیر کر نیلگوں آسمان تک جا پہنچی۔ مطلع صاف شفاف تھا۔ سفید بادلوں کے چند ٹکڑے آسمان پر سیر کرتے پھرتے تھے۔ میں ان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ میرا دل ہر لحظہ زیادہ زیادہ مسرور ہوتا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں میرے خیالات مہربان خالق کی طرف رجوع ہوئے۔ جیسے کہ اس سے پہلے دن بھی ہوئے تھے۔ جب کہ میں نے لہروں کو چٹان سے ٹکراتے دیکھا تھا۔ اور مجھے اپنی بائبل کا دفعتاً اور خود بخود خیال آ گیا۔ میں نے رخصت ہوتے وقت اپنی والدہ سے ہر روز باقاعدہ بائبل پڑھنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں اپنے اس عہد پر قائم رہا۔ لیکن جب مجھے یہ خیال آیا۔ کہ بائبل مقدس جہاز ہی میں رہ گئی۔ تو مجھے سخت قلق ہوا۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو یہ کہہ کر

تسلّی دی۔ کہ میں اپنے وعدے کے دوسرے حصّے کو وفا کرونگا یعنی ہر روز صبح شام دعا مانگا کرونگا۔ اِس پر میں چپکے سے اُٹھا۔ اور جھاڑیوں کی طرف دعا مانگنے چلا گیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ میرے رفیقوں کی میٹھی نیند میں کسی قسم کا خلل واقع ہو ٭

جب میں دعا مانگ کر واپس آیا۔ تو میں نے اُن کو سوتے پایا۔ میں پھر اپنے پتّوں کے بستر پر لیٹ گیا۔ اور اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ اُسی وقت میری نظر ایک چھوٹے طوطے پر جا پڑی۔ یہ پرندہ اُس شاخ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جو پیٹرکن کے سر پر جھک رہی تھی۔ اس طوطے کے پر سبز۔ خوشرنگ اور بہت ہی خوب صورت تھے۔ میں اور خیالات کو بالائے طاق رکھ کر اس ننھے سے پرند کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب میں اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تو وہ اپنی گردن آہستہ آہستہ اِدھر اُدھر گھما رہا اور ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ پہلے ایک آنکھ سے پھر دوسری سے۔ میں نے پہلو بدل کر دیکھا تھا۔ تو پیٹرکن کا منہ کھلا ہوا پایا۔ یہ پرندہ اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس وقت میں نے خیال کیا۔ کہ اگر یہ طوطا بیہوش ہو جائے۔ یا اُس کا پاؤں پھسل جائے۔ تو وہ شاخ پر سے سیدھا پیٹرکن کے منہ میں جا گرے۔ اور وہ بھی اُس کو دل لگی سمجھیگا ٭

یکایک طوطے نے اپنا سر جھکایا۔ اور زور سے پیٹرکن کی طرف منہ کر کے چیخ ماری۔ شور سنکر پیٹرکن اُٹھ بیٹھا۔ اور بہت گھبرا گیا۔ اتنے میں طوطا اُڑ گیا ٭

پیٹرکن "اے نامراد!" اُس نے پرندے کی طرف گھونسا اُٹھایا۔ پھر جمائی لی۔ آنکھیں ملنے لگا۔ اور مجھ سے پوچھا۔ کیا وقت ہے۔ میں اُس کا سوال سُنکر مُسکرایا۔ اور میں نے کہا کہ ہماری گھڑیاں سمندر کی تہ میں ہیں۔ مگر سورج کو نکلے ہوئے کوئی گھنٹہ بھر ہوا ہوگا ٭

اس وقت پیٹ کن کو یاد آیا۔ کہ ہم کہاں ہیں۔ جب اس نے صاف شفاف نیلگوں آسمان کی طرف دیکھا۔ اور خوشبو دار نسیم بحری کو محسوس کیا۔ اس کی آنکھوں سے خوشی ٹپک رہی تھی۔ اس وقت اس نے زور سے لفظ "مرحبا" کہا۔ اور پھر ایک جماہی لی۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کی نگاہ جھاڑیوں کو چیرتی ہوئی سطح سمندر پر جا پڑی۔ وہ یکایک اٹھا۔ اور زور سے خوشی کا نعرہ مارا۔ کپڑے اُتار کر پھینک دیئے۔ پھر سفید ریت پر دوڑتا ہوا آگے کو بڑھا۔ اور سمندر میں جا کودا۔ اس کا شور و غل سنکر جیک بھی جاگ اٹھا۔ وہ سخت پریشان نظر آیا۔ مگر پیٹ کن کو پانی میں تیرتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر وہ بھی یکایک اٹھا۔ گویا کوئی بڑی مہم سر کرنے کو جا رہا ہے۔ اٹھتے ہی اس نے اپنے کپڑے اُتار دیئے۔ اپنے بال جھاڑے۔ اور شیر ببر کی مانند چھلانگ مار کر ریت کے قطعہ پر سے گزر گیا۔ اور سمندر میں کود پڑا۔ جیک تیرنے اور غوطہ زنی میں مشّاق تھا۔ جس وقت وہ سمندر میں جا کودا۔ تو ایک منٹ تک نظر نہ آیا۔ اس کے بعد وہ خوشی کا نعرہ مارتا ہوا۔ یکایک پانی کے نیچے سے نکلا۔ اور سمندر کے کنارے سے کئی گز کے فاصلے پر نمودار ہوا۔ میں یہ دیکھکر ضبط نہ کر سکا۔ دل ماہئے بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ چنانچہ میں نے بھی کپڑے اُتار ڈالے۔ اور جیک کی طرح بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر میں تھا سست۔ میرا پاؤں ایک جھنڈ میں اُلجھ گیا اور گر پڑا۔ اس کے بعد میرا پاؤں ایک پتھر سے رگڑ گیا۔ اور زمین پر دھم سے گر پڑا۔ ہمت کر کے پھر بھاگا۔ لیکن بدقسمتی سے پھر گر پڑا۔ پیٹ کن مجھ کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ اس نے مجھے زور سے سست گاؤدی کہکر پکارا۔ اور جیک زور سے چلا کر کہنے لگا۔ رالف دوڑ کر آؤ میں تمہاری مدد کرونگا۔ غرض میں جوں توں کر کے سمندر میں جا کودا۔ میں بھی تیراکی میں کچھ کم مشّاق نہ تھا اور غوطہ زنی کے ہنر میں بھی ہوشیار تھا۔ مگر جیک کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ جو درحقیقت اس فن میں طاق تھا۔ مگر پیٹ کن کو اپنے سامنے کوئی حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ کیونکہ اسے تیرنا بہت کم آتا تھا۔ اور غوطہ زنی سے بالکل ناواقف تھا۔ پیٹ کن ہلکے اور اتھلے پانی میں تیرتا رہا۔ اور کنارے کے قریب قریب دوڑتا رہا۔ مگر جیک

اور میں گہرے پانی میں چلے گئے ہم گاہے گاہے غوطے بھی مارتے تھے جب میں نے پہلے پہل سمندر کی تہ کو دیکھا۔ تو بہت حیران ہوا۔ اور محظوظ بھی۔ وہاں پانی بالکل ساکن تھا۔ جیسا کہ تالابوں کا ہوتا ہے۔ چونکہ وہاں ہوا نہ تھی۔ پہلے اوپر سے لے کر تلی تک پانی بالکل ساکن تھا۔ سمندر کی تلی اس مقام پر بیس تیس گز نیچی تھی۔ جب ہم نے اُتھلے پانی میں غوطہ مارا۔ تو خیال کیا کہ تلی میں ریت اور پتھر ملیں گے۔ مگر برعکس اس کے وہاں ہم نے ایک قسم کا باغ پایا۔ کھاڑی کی تمام تہ پر طرح طرح کے رنگ اور جسامت والے مونگے کے پیڑ تھے۔ بعض حصے تو بڑے بڑے کھمبوں کی مانند تھے۔ بعض انسان کے دماغ کی مانند نظر آئے۔ اُن میں تنے اور شاخیں بھی دیکھی گئیں۔ لیکن سب سے عمدہ ایک قسم کا شاخدار تھا۔ اس کے بعض حصے ہلکے خوب صورت۔ گلابی رنگ کے تھے۔ بعض بالکل سفید تھے۔ بعض مونگے کے پودوں کے درمیان نہایت خوب صورت رنگ کی سمندری گھاس تھی۔ بے شمار مچھلیاں نیلی۔ سرخ زرد۔ سبز اور دھاری دار اس زیر آب باغ کے تختے پر کلولیں کرتی پھرتی تھیں وہ ہم سے بالکل نہ ڈرتی تھیں۔ جب ہم سانس لینے کے لئے سطح آب پر آتے۔ تو میں اور جیک ایک دوسرے کے قریب ہی نکلے۔

جیک "رالف۔ کیا تم نے ایسی عجیب چیز اپنی زندگی میں کبھی پہلے بھی دیکھی ہے؟"

میں۔ "نہیں۔ مجھے تو پرستان معلوم ہوتا ہے۔ ہم شاید خواب دیکھ رہے ہیں"

جیک۔ "خواب دیکھ رہے ہیں! میں تو کچھ کچھ خیال کر رہا ہوں کہ ہم حقیقت عالم میں چیزیں دیکھ رہے ہیں۔ اگر درحقیقت خواب ہے۔ تو میں ایک دفعہ خواب اور دیکھوں گا" یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ ہی غوطہ مارا۔ پانی کے نیچے ہم ایک دوسرے کے قریب قریب رہے۔ میں یہ بات دیکھ کر حیران ہوا۔ ہم اپنے ملک کے سمندروں کی نسبت وہاں زیادہ

دیر تک زیر آب رہ سکتے تھے۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ وہاں گرمی زیادہ تھی۔ ہم کو بعد ازاں معلوم ہوا۔ کہ ہم لگاتار دو تین گھنٹے تک پانی کے نیچے رہ سکتے ہیں۔ ہمارے بدن پر زیادہ دیر تک پانی میں رہنے کا کوئی ناگوار اثر نہ ہوا۔ جب جیک یہ تک جا پہنچا۔ تو اس نے مونگے کے پودوں کے تنوں کو پکڑ لیا۔ اور گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل سال بھر کے بچے کی مانند تہ آب میں رینگنے لگا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس نے موتی کے جانور کے دو گھونگے اٹھا لئے۔ اور دیر تک ان کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا۔ گویا وہ ان کو اپنے ساتھ باہر لانا چاہتا ہے۔ میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اور چند صدف اٹھا لئے۔ اس کے بعد اس نے یکایک ایک مچھلی کو پکڑنا چاہا۔ جس کے بدن پر نیلی اور زرد دھاریاں تھیں۔ مگر اس کی دم پکڑنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ وہ ہاتھ سے پھسل گئی۔ اس پر وہ میری طرف لوٹا۔ مگر وہ نے الفور تیر کی مانند سطح آب کی طرف چلا۔ میں بھی اس کے ساتھ ہی سطح پر آ نکلا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ جلدی جلدی سانس لے رہا ہے اور کھانس رہا ہے۔ اور اس کے منہ سے پانی جاری ہے۔ مگر چند منٹ بعد وہ سنبھل گیا۔ اور ہم ساحل کی طرف تیرتے چلے گئے۔

جیک۔ "رالف۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے پانی کے نیچے ہنسنے کی کوشش کی تھی"۔

میں۔ "میں نے بھی دیکھا تھا۔ کہ جب مچھلی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ تو تم نے ہنسنے کی کوشش کی تھی۔ اگر مچھلی ہاتھ آ جاتی۔ تو کھانے کے کام آتی"۔

جیک۔ "کھانے کے کام! یہ دیکھو صدف ہیں۔ آ ہاہا!

پیٹرکن تم یہاں ہو۔ لو! ان صدفوں کو چیر کر ڈال دو۔ اور ہم اتنے میں کپڑے پہن لیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ وہ ناریل کے ساتھ بڑے مزیدار معلوم ہوں گے"۔

پیٹر کن پہلے سے ہی باہر نکل کر اور کپڑے پہنکر بیٹھ رہا تھا۔ اس نے صدفوں کو اُٹھایا۔ اور کلہاڑے سے کرم ان کے دو ٹکڑے کرڈالے۔ اور چلّا دیا۔ آہاہا یہ تو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ میں ان کو بہت پسند کرتا ہوں "

جیاک "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسی مزے دار چیز ہاتھ لگ گئی ہے۔ پیٹر کن اب میں تمکو بخوبی سنبھال سکونگا۔ تم بلّی سے بہتر نہیں تیر سکتے جب تم کوئی شرارت کروگے۔ تو تم کو کھانے کو صدف نہ ملینگے "

میں۔ بہت خوش ہوں۔ کہ کھانے کے واسطے ایسی عمدہ نعمت ہاتھ لگ گئی۔ مجھ کو اِس وقت بہت بھوک لگ رہی ہے "

پیٹر کن۔ ایک صدف میرے منہ کے قریب لاکر "رالف یہ ڈال کر منہ بند کرلو" میں چپکے سے ایک صدف کھا گیا۔ وہ سچ مچ بڑی لذیذ تھی "

اس کے بعد ہم نے دن بسر کرنے کی تیاریاں شروع کردیں۔ آگ کے لئے ہم کو زیادہ تکلیف برداشت نہ کرنی پڑی۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک آتشی شیشہ تھا۔ جس سے فوراً آگ بنا سکتے تھے۔ ہم نے آگ جلاکر صدف کباب کئے اور ناریل کے ساتھ کھانے لگے۔ جس وقت ہم کھارہے تھے۔ تو ہم نے اس بات پر گفتگو شروع کی۔ کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اور اِس بارے میں جو رائے ہم نے قائم کی۔ اس کا مفصل بیان اگلے باب میں پایا جائے گا "

چھٹا باب

جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو ہمنے اپنا مختصر سا سامان ایک چٹان کی کھوہ میں چھپا دیا۔ جو ہمارے ڈیرے سے چند قدم کے فاصلہ پر تھی۔ اور ہم نے یہ توقع کی۔ کہ یہ غار بعدازاں ہمارے گودام کا کام دیگی اس کے بعد ہم نے ایک درخت کی دو شاخیں کاٹ کر لٹھ بنائے۔ ایک تو پیٹر کن کو دیا گیا۔ اور دوسرا مجھے کلہاڑا جیک ہی کے پاس رہا۔ یہ پیشبندی ہم نے اس لئے کی۔ کہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اردگرد کے علاقے کی سیر کرنا اور اس کو بخوبی دیکھنا اور نیز کسی آبادی اور بستی کا پتہ لگانا چاہتے تھے۔ ہمیں بالکل معلوم نہ تھا کہ ہم کو کس قسم کے نئے خطروں کا سامنا ہوگا۔ اِس لئے حتے المقدور سامان سے تیار ہو گئے ✦

جب ضروری سامان تیار ہو گیا۔ تو ہم نے آگ بجھا دی۔ ہم اپنے ڈیرے سے باہر نکلے۔ اور ساحل کے کنارے کنارے کچھ فاصلے تک گئے۔ ہم ایک وادی کے قریب جا پہنچے۔ وہاں ایک نالہ جاری تھا۔ وہاں سے ہم جزیرے کے اندرونی حصے کی طرف لوٹے۔ جیک ہم سب میں دلیر اور سمجھدار تھا۔ اِس لئے وہ ہمارا رہبر بنا۔ اُس نے کلہاڑا اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ اُس کے پیچھے پیٹر کن تھا۔ جس کے کندھے پر ایک بہت بھاری ناتراشیدہ لٹھ تھا۔ اور سب سے پیچھے میں تھا۔ جس وقت ہم اپنے ڈیرے سے روانہ ہوئے۔ تو میرا دل و دماغ ایک عجیب و غریب خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ مجھ کو اِس بات کا بالکل خیال نہ رہا۔ کہ کہیں خطرے سے بھی دوچار ہونا پڑیگا۔ اِس لئے میں اپنا لٹھ وہیں بھول آیا جہاں سے کہ ہم گزرے

وہاں درخت اور جھاڑیاں بکثرت تھیں۔ مگر اس قدر گنجان نہ تھیں۔ کہ ہمیں گزرنے میں تکلیف ہوتی۔ ہم نالہ کے کنارے بڑھتے چلے گئے۔ گاہے گاہے ہمیں ادھر ادھر بھی مڑنا پڑا۔ چونکہ درختوں کے اوپر پتے بکثرت تھے۔ اسلئے میں اپنے سامنے کا منظر دور تک نہ دیکھ سکتا تھا ۔

ہم ایک پہاڑی کی چوٹی کے قریب جا پہنچے۔ راستے میں ہمیں کسی قسم کے خطرے سے مقابلہ نہ کرنا پڑا۔ لیکن ایک حادثہ پیش آیا۔ ہم ایک پہاڑی کے نچلے حصہ کے قریب سے گزر رہے تھے۔ جس کے اوپر کیلے کے درخت بکثرت اگ رہے تھے۔ اس کے پتوں کے سبب سے ہم کو آگے کی چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔ جیاک اس گنجان جھاڑی سے گزر کر آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ کہ اتنے میں عجیب قسم کا شور سننے میں آیا۔ ہم ٹھٹک گئے۔ اور کچھ خائف بھی ہوئے ۔

پیٹرکن (لٹھ سنبھال کر) یہ کیا ہے! ہم نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر جیاک نے کلہاڑا دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ دوسرے ہاتھ سے پتوں کو ایک طرف ہٹا کر آگے کی جانب دیکھنے کی کوشش کی۔ اس نے تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا۔ مجھ کو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ

شور پھر ہوا۔ پہلے سے زیادہ۔ ہم سب کے سب چند قدم پیچھے ہٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو کر کھڑے ہوگئے۔ میں اپنا لٹھ بھول آیا تھا اور میں نے دوسرا لٹھ کسی درخت کی شاخ کاٹ کر بنانے کی کوشش نہ کی۔ اس لئے میں نے اپنے کوٹ کا بٹن لگایا۔ اور گھونسے سنبھال کر تیار ہوگیا۔ مگر پھر بھی میں اس وقت بہت بے چین تھا۔ میرا دل کانپ رہا تھا۔ میرے رفیقوں نے بعد ازاں کہا۔ کہ عجیب شور سنکر ان کے دل میں ان باتوں کا خیال آگیا۔ جو ہم نے جنوبی جزائر کے باشندوں اور

جنگلی جانوروں کی بابت پڑھی یا سنی تھیں۔ کہ وحشی لوگ سفید آدمیوں کو پکڑ کر زندہ جلا دیتے ہیں۔ یکایک شور بڑے زور سے ہونے لگا۔ اس کے بعد ہی جھاڑیوں کے درمیان ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اس کے بعد ہی ایک اور زور کا دھماکا ہوا۔ گویا کہ بڑے بڑے قد آور جانور سرپٹ ہماری طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ مگر ایک لمحہ کے بعد ایک بہت بھاری چٹان دھماکے کے ساتھ گر پڑا۔ اس کے بعد پتھروں اور گرد کا ایک بادل اٹھا۔ جو ہمارے نزدیک سے بڑی تیزی سے لڑھکتے نیچے چلے گئے۔ اور جھاڑیاں اور درخت اس کے نیچے دب گئے۔

پیٹرکن دپیشانی کا پسینہ پونچھ کر کہا یہی شور تھا! میں خیال کر رہا تھا۔ کہ جنوبی سمندر کے جزائر کے تمام جنگلی آدمی اور جانور ہمارے اوپر حملہ کرنے اور ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اور یہاں صرف ایک چٹان ہی گری۔

جیک۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر یہی چٹان ہمارے اوپر آ گرتی۔ تو وحشیوں کے حملہ کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ یہ بالکل درست تھا۔ اور میں نے خداوند کا شکر ادا کیا۔ کہ ہم بال بال بچ گئے۔ ہم اس کے نزدیک گئے۔ اور خوب غور سے مشاہدہ کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ چٹان ہے۔ جہاں سے ہمیشہ ہر قسم کے پتھر گرتے ہی رہتے ہیں۔ چاروں طرف چٹانی ٹکڑے پھیل رہے تھے۔ اگر ہم اچانک چونک نہ اٹھتے۔ تو ہم تھوڑی دیر کے بعد عجیب شور کی وجہ دریافت کر لیتے۔ خیر ہم آگے بڑھے وہاں سے ہم نے ایک سبق سیکھ لیا۔ کہ آئندہ پھونک پھونک کر قدم رکھیں گے۔ تاکہ کہیں اس قسم کے چٹانوں کے نیچے دب کر نہ مر جائیں۔ ہم تھوڑی دیر کے بعد پہاڑی کے دامن میں جا پہنچے۔ ہم نے اوپر چڑھنے کی تیاری کی۔ وہاں جیک نے ایک چیز دریافت کی۔ جس سے ہم کو بہت خوشی ہوئی۔

یہ ایک خوبصورت شکل کا درخت تھا۔ جیک نے اس کا نام روٹی کا درخت بتایا۔

پیٹرکن۔ (سادہ دلی سے) "کیا یہ مشہور درخت ہے؟"

جیک۔ "ہاں۔"

پیٹرکن۔ "یہ تو بڑا عجیب درخت ہے۔ میں نے کبھی اس کا نام نہیں سنا۔"

جیک۔ "ایسا تو مشہور نہیں ہے جیسا کہ میں نے پہلے خیال کیا تھا۔ اے نادان۔ آؤ اب اس کو دیکھ لے۔"

پیٹرکن۔ بڑی خوشی سے جیک کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے بتایا۔ کہ یہ درخت جنوبی سمندروں کے جزیروں میں ایک نہایت مفید اور کارآمد درخت سمجھا جاتا ہے۔ اس میں سال میں دو تین مرتبہ پھل آتے ہیں۔ وہ صورت میں گیہوں کی روٹی سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ بہت سے جزیروں کے باشندے زیادہ تر اسی درخت کے پھل کھا کر بسر اوقات کرتے ہیں۔

پیٹرکن۔ "اس عجیب جزیرے میں ہر چیز ہماری ضروریات کے واسطے موجود ہے۔ کچے ناریل لیمونیڈ کا کام دیتے ہیں۔ اور درختوں میں پھلوں کی بجائے روٹیاں لگتی ہیں۔ اگرچہ پیٹرکن حسب معمول دل لگی کر رہا تھا۔ لیکن تاہم جو کچھ اس نے کہا۔ وہ سب درست تھا۔

جیک۔ اس روٹی کے درخت سے ایک قسم کا گوند بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ان جزائر کے باشندے اپنی ڈونگیاں جوڑ لیتے ہیں۔ ہری ہری شاخوں کے چھلکے کا کپڑا بنایا جاتا ہے۔ اور لکڑی بہت مضبوط و پائدار ہوتی ہے۔ اس سے دیسی لوگ اپنے گھر تعمیر کرتے ہیں۔ اب تم خیال کر سکتے ہو۔ کہ ہماری ضروریات ہر طرح پوری ہو جائینگی۔ یہاں تقریباً ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ صرف استعمال کی قابلیت چاہئے۔"

پیٹرکن۔ "کیا تم کو یقین ہے کہ ہماری ضروریات کا سامان موجود ہے؟"

جیک۔ "بیشک مجھکو پورا یقین ہے۔ میں نے اس کا حال ایک دفعہ

پڑھا تھا۔ اور مجھ کو بخوبی یاد ہے۔ مگر افسوس ہے۔ میں بہت سے
درختوں کا حال بھول گیا ہوں۔ ہم نے ان کو آج ہی دیکھا ہے ۔
تم دیکھتے ہو۔ پیٹرکن! میں ہر ایک چیز کا ماہر نہیں ہوں"

پیٹرکن (جیک کی پیٹھ ٹھونک کر) "خیر جیک کچھ مضائقہ نہیں
مگر تم بہت کچھ جانتے ہو۔ حالانکہ تمہاری عمر کے لڑکے زیادہ تر کاٹھ کے اُلو
ہوتے ہیں۔ تم ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکے ہو۔ اگر تم اسی طرح ترقی
کرتے رہے۔ جس طرح کرتے آئے ہو۔ تو تم ۔۔"

ابھی فقرہ ختم ہی نہ ہونے پایا تھا۔ کہ جیک نے پیٹرکن کو جھاڑیوں پر
گرا دیا۔ وہ وہاں سے اُٹھ نہ سکا۔ اس لئے وہیں پڑا رہا۔ اور ہم روٹی کے
درخت کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے ۔

درخت کے پھلوں کو دیکھ کر ہمارے دل بہت محظوظ ہوئے۔ ہم نے
خوشی خوشی پہاڑی کے ڈھلوان پہلو پر چڑھنا شروع کیا۔ جب ہم چوٹی
پر جا پہنچے ۔ تو ہمیں ایک شاندار اور دلکش منظر نظر آیا۔ ہم نے معلوم
کیا کہ اس جزیرے کی سب سے بلند پہاڑی وہ نہیں۔ بلکہ کوئی دوسری ہے
جو کچھ فاصلہ پر تھی۔ اور یہ کہ دو نو چوٹیوں کے درمیان ایک وسیع وادی
حائل ہے۔ اس وادی میں بھی سبز اور اچھے اچھے درخت بڑی کثرت
سے تھے۔ بعض تو تاریکی مائل سبز اور بعض ہلکے سبز تھے۔ بعض کے اوپر
پتے بہت زیادہ تھے۔ بعض کے اوپر بہت تھوڑے۔ بعض کے اوپر
خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے۔ اور قوس قزح کی سی کیفیت پیدا
کر رہے تھے۔ تمام وادی پھولوں کے باعث ایک دلفریب گلزار نظر آ رہی
تھی۔ انہی درختوں میں ہم نے روٹی کے درخت بھی دیکھے۔ وہ درخت
پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ وہاں تاڑ اور ناریل کے درخت بھی بے شمار
تھے۔ جب ہم خوب سیر کر چکے۔ اور ہمارا اشتیاق سیر ہو گیا۔ تو اس پہاڑ

سے اُترے۔ ہم پُر فضا اور شاداب وادی سے گزرے۔ اور دوسری بلند ترین چوٹی پر چڑھنے لگے۔ اُس کے اوپر درخت ہی درخت تھے۔ مگر چوٹی برہنہ اور کئی مقام سے شکستہ تھی +

جس وقت ہم چوٹی پہ چڑھ رہے تھے۔ تو ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی جس نے ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ ایک درخت کا ٹھونٹ تھا۔ اُس کا تنہ پہلے کاٹ لیا گیا تھا۔ اس سے ہم نے نتیجہ نکالا۔ کہ وہاں پہلے بھی کسی انسان کا گذر ہوا ہوگا۔ ہمارے دل میں رہ رہ کر خیال آیا۔ کہ شائد جزیرہ آباد ہے۔ گو ہم کو آبادی کے نشانات نظر نہ آئے۔ ہم نے اس درخت کے ٹھونٹ کو دوبارہ دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ کائی اور سبزی اُگی ہوئی تھی۔ جس سے یہ عیاں ہو رہا تھا۔ کہ وہ درخت بہت مدت پیشتر کاٹا گیا تھا +

پیٹرکن ۔ شائد کچھ مدت پہلے یہاں کوئی جہاز آیا۔ اور جزیرہ کے کنارہ پر چند سے قیام کیا ہوگا۔ درخت کا تکڑ جہاز کی مرمت کی گئی ہوگی۔ ہم سب یہی خیال کرنے لگے۔ کیونکہ یہ قرین قیاس معلوم ہوا۔ کہ ساحل کے قریب سے اہل جہاز ایک درخت کاٹ کر لے گئے ہوں۔ اور اپنے جہاز میں لگا لیا ہو۔ یہ درخت اس پہاڑ پر سب سے اونچا معلوم ہوتا تھا۔ اُس کے اردگرد کی زیر درختی صرف چند سال کی معلوم ہوتی تھی +

جیک ۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی جہاز یہاں آیا ہو۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وحشی یہاں آئے۔ اور درخت کاٹ کر لے گئے۔ مگر ہائیں! یہ کیا ہے؟ یہ کہتے ہی جیک نے کائی اور سبزی کو کلہاڑہ سے چھیلنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تین نشان دکھائی دئے۔ ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی آدمی نے اپنا نام مختصر طور پر کھود دیا ہے۔ گو نشانات صاف تھے۔ مگر حروف کی صورت پہچاننا محال تھی۔ جیک نے خوب دیکھ بھال کر کہا۔ کہ "ج - س" کی مانند نظر آتے ہیں۔ مگر کچھ صاف معلوم نہ ہوا۔ وہ حروف بے پرواہی سے کھودے

گئے تھے۔ مدت تک اُن کے اوپر مینہ برستا رہا۔ اس لئے ان کا پہچاننا دشوار تھا۔ مگر ہم ان حرفوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے۔ اور دیر تک خیالی گھوڑے دوڑاتے رہے۔ کہ ان حرفوں کا کیا مطلب ہے۔ مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ چونکہ دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ اسلئے ہم فی الفور چوٹی پر چڑھ گئے ٭

ہم کو یہ چوٹی تمام جزیرہ میں بلند ترین معلوم ہوئی۔ اُس کے اوپر چڑھ کر ہم نے جزیرہ کی زمین کو جو ہمارے اردگرد نقشے کی طرح پھیل رہی تھی دیکھا اوسی کو ہم اپنا گھر بنانے چلے تھے۔ میں ہمیشہ یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ آدمی جبتک ایک چیز کی مفصل کیفیت سے واقف نہ ہو جائے۔ تو وہ اُس کو بخوبی طور پر سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے میں ناظرین سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھ کو معاف فرمائیں۔ کیونکہ میں اس جزیرہ کا کچھ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں :-

اس جزیرہ میں صرف دو پہاڑ تھے ایک تقریباً پانچسو فٹ بلند تھا اور دوسرا ایک ہزار فٹ۔ اسی کے اوپر ہم کھڑے تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک شاداب اور سرسبز وادی واقع تھی۔ یہ وادی جزیرہ کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک چلی گئی تھی۔ درمیانی حصے بلند۔ مگر دونوں کنارے سمندر کی طرف ڈھلوان تھے۔ اونچے پہاڑ کا وہ پہلو ڈھلوان تھا۔ جو جزیرہ کے اوس حصہ کی طرف واقع تھا۔ جہاں ہمارا جہاز پاش پاش ہوا تھا۔ اس پہاڑ کے دامن میں ایک خوبصورت سبزہ زار تھا۔ جو ساحل سمندر تک چلا گیا تھا۔ جزیرہ کے دوسرے حصے پر جدھر سے ہم آئے تھے۔ چھوٹی سی پہاڑی تھی۔ اُس کے دامن میں تین وادیاں تھیں۔ ایک تو یہی تھی۔ جس سے گذر کر ہم بلند ترین پہاڑی کے قریب پہنچے تھے۔ اس وادی کے دونوں طرف دو اور گھاٹیاں واقع تھیں۔ ان میں کوئی ندی نالہ نہ تھا مگر سبزی بہت کثرت سے تھی۔ اور انواع و

اقسام کے پھولدار پودے۔ بیلیں اور ہرے درخت تھے +

اس جزیرے کا قطر تقریباً دس میل تھا۔ چونکہ اس کی شکل گول تھی اسلئے اُس کا محیط تیس میل سے کم نہ ہوگا۔ اگر ساحل کی پہاڑیوں کو بھی شامل کیا جائے جو شائد تیس میل سے زیادہ ہو۔ جزیرہ کے ساحلوں پر چاروں طرف سفید اور ریت بچھائی جاتی تھی۔ خلیج سے نہریں ٹکراتی تھیں۔ اور اُس کے اوپر ختم ہو جایا کرتی تھیں۔ ہم نے وہاں سے یہ بھی دیکھا۔ کہ مونگے کی چٹان جزیرہ کے چاروں کونوں پر پھیل رہی ہے۔ مگر بعض مقامات پر وہ بہت بڑی تھی اور بعض پر چھوٹے۔ جس کی اوسط چوڑائی آدھ میل سے کم نہ ہوگی۔ چونکہ یہ چٹان بلند نہ تھی۔ اس لئے لہریں اُس کے اوپر چڑھ جایا کرتی تھیں اور وہاں اُن کا تمام زور ختم ہو جاتا تھا۔ اس قسم کی لہریں ہمیشہ آتی رہتی تھیں۔ سمندر میں ایک تلاطم رہتا تھا۔ مگر ساحل کی طرف جا کر لہریں اکثر بڑا شور برپا کرتی تھیں۔ کھاڑی کا پانی بالکل ساکن رہتا تھا۔ سمندری چٹان میں تین تنگ سوراخ تھے۔ ایک تو ایک وادی کے سامنے واقع تھا۔ دوسرا ہماری وادی کے سامنے۔ جس کا نام بعد ازاں ہم نے وادی ہلاکت رکھ دیا تھا۔ ان دونوں سوراخوں کے قریب دو سبز چھوٹے جزیرے پیدا ہو گئے تھے۔ اُن کے اوپر جھاڑیاں تھیں۔ اور تاڑ کے پیڑ بھی تھے یہ چھوٹے جزیرے اسی سمندری چٹان پر واقع تھے۔ اور بہت عجیب معلوم ہوتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کسی نے یہ پودے اس غرض سے لگائے ہیں کہ آتے جاتے مسافر اس سے پہچان لیں۔ کہ کھاڑی کے اندر جانے کا راستہ اسی کے قریب ہے۔ جس روز ہمارا جہاز تباہ ہوا تھا۔ اس روز کپتان جہاز اسی جزیرہ کے پاس آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر بادبان بالکل نہ ٹوٹ جاتا۔ تو ضرور وہ پہنچ جاتا۔ کھاڑی کے اندر بھی کئی چھوٹے چھوٹے خوبصورت جزیرے تھے۔ جو ہمارے ڈیرے کے سامنے واقع

تھے۔ اس سے آگے جا کر سمندر میں کئی اور جزیرے تھے۔ یہ جزیرے ہمارے جزیرے سے چھوٹے اور بظاہر غیر آباد تھے۔ وہ جزیرے مونگے کے تھے۔ سمندر کے پانی کی سطح سے تھوڑے ہی بلند تھے۔ مگر تاڑ اور ناریل کے درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

ہم نے بلند ترین پہاڑی کی چوٹی سے ان تمام چیزوں کو دیکھا۔ اور چاروں طرف کے علاقے کی خوب سیر کی۔ جب ہمارا جی بھر گیا۔ تو ہم نے واپس آنے کی ٹھان لی۔ لوٹتے وقت ہم نے انسان کی موجودگی کے کئی ایک نشانات دیکھے۔ ان میں سے ایک تو کھمبا یا لٹھ تھا۔ اور دو ایک ٹکڑے لکڑی کے تھے۔ جو کلہاڑے سے کاٹ کر مربع نما بنائے گئے تھے۔ مگر یہ بہت پرانے اور بوسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ ایسی ایسی عجیب چیزیں دریافت کرتے ہوئے ہم اپنے ڈیرے پر واپس آ گئے۔ راستے میں کئی چارپائے دیکھے۔ مگر معلوم نہ ہوا کہ آیا وہ پرانے زمانے کے تھے یا چند سال سے نقل مکان کر کے آئے تھے۔ ان چارپایوں کو دیکھ کر دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ اس جزیرے میں حیوانی خوراک کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے ڈیرے کو خوشی خوشی لوٹ آئے۔ شام کے وقت کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ سیر و سپاٹے سے دل بہت بہل گیا تھا۔ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ کہ جزیرہ بالکل غیر آباد ہے۔ سب سے پہلے پنٹیاکن نے گفتگو شروع کی تھی۔ بعد ازاں ہم اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گئے۔

ساتواں باب

اس کے بعد ہم کئی دن تک اپنے ڈیرہ سے دور نہ گئے۔ بلکہ اپنے جھونپڑے کو زیادہ آرام دہ بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور مستقل طور پر زندگی بسر کرنے کی بابت تجاویز نکالتے اور اُن پر عملدرآمد کرتے رہے ہم خاموش بیٹھنے والے نہ تھے۔ ہم نے ناریل کے پکانے کے تجربات کئے۔ مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ اوس کے بعد ہم نے تمام سامان اٹھایا اور ایک غار میں چھپا دیا۔ اور اوس کو اپنا گھر بنالیا۔ مگر وہاں ہم کو زیادہ تکلیف ہوئی۔ اسلئے ہم کو غار سے نکل کر پرانے جھونپڑے کے نیچے ہی رہنا پڑا۔ ہم اکثر سمندر میں غسل کیا کرتے تھے۔ اور باتوں میں وقت کاٹ دیا کرتے تھے۔ جیک اور پیٹرکن گفتگو کرتے تھے۔ اور میں کان لگا کر سنا کرتا تھا +

ایک روز پیٹرکن ساحل سمندر کی طرف آیا۔ جہاں وہ مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ اور ایک کرخت لہجہ میں کہنے لگا "میں تم سے کہتا ہوں۔ جیک میں ایسی چھوٹی مچھلیاں پکڑنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ سمندر میں چل کر تیرو۔ میں گہرے پانی میں غوطہ مار کر مچھلیاں پکڑ لاؤنگا!"

جیک "پیٹرکن" "اورے پیٹرکن۔ مجھے خیال بھی نہ تھا۔ کہ تم مچھلیاں پکڑنا تکلیف سمجھتے ہو۔ ورنہ میں تم کو پہلے ہی اس سردردی سے آزاد کردیتا خیر ذرا ٹھہر جاؤ" جیک ایک عجیب نظر سے ایک لکڑی کے کندہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور کچھ دل میں سوچ رہا تھا۔ اس نے اوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھا

اور پوچھا " اگر ایک کشتی بنائیں۔ تو کیا اچھا ہو "
پیٹرکن " یہ خوب دور کی سوجھی! انتظار کرنا صرور ہی ہے۔ ابھی شروع کردو "
جیک " بہت اچھا۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہم ایک درخت کو کاٹینگے۔ اور اوس کا تنہ پانی میں ڈال دینگے۔ جب تم مچھلیاں پکڑنا چاہو۔ تو تیر کر اوس کے اوپر جا بیٹھو "
میں " اگر ایک چھوٹی کھنٹی بنا لو۔ تو کیا اچھا ہو "
جیک " ہاں یہ تجویز تو اچھی ہے مگر ہمارے پاس رسّے نہیں ہیں۔ شاید بعد ازاں کوئی چیز ایسی مل جائے۔ جس سے ہم شہتیروں کو ایک دوسرے سے جکڑ سکیں۔ مگر سر دست اسی سے کام نکالنا چاہئے "
جب یہ بات قرار پا چکی۔ تو ہم جھونپڑے سے تھوڑے فاصلہ پر گئے وہاں ایک درخت کھڑا تھا۔ جو ہمارے مفید مطلب تھا۔ اور عین سمندر کے کنارہ پر۔ تاکہ اوس کو کھینچنے اور گھسیٹنے میں زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے جونہی ہم درخت کے قریب پہنچے۔ جیک نے اپنا کوٹ اتار دیا۔ اور کلہاڑا لے کر اوس کو کاٹنا شروع کر دیا۔ وہ پاؤ گھنٹہ تک دم لئے بغیر کاٹتا رہا۔ اوس کے بعد وہ آرام کرنے بیٹھ گیا۔ تو میں نے کاٹنا شروع کیا۔ اوسکے بعد پیٹرکن کی باری آئی۔ جب وہ تھک گیا تو جیک نے پھر کلہاڑا پکڑا۔ چند ہی منٹ کے بعد ایک ہولناک دھماکے کے ساتھ درخت زمین پر گر گیا۔
جیک " مرحبا! اب اس کے تنہ کو الگ کردو "
یہ کہتے ہی اوس نے تنے کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ایک کندہ چھ گز کے قریب لمبا کاٹ لیا گیا۔ جب یہ ہو چکا تو اوس نے شاخیں کاٹ کر تین ڈنڈے نکالے تاکہ اون کی مدد سے بھاری کندہ کو سرکا کر سمندر تک لیجائیں۔ اونکے بغیر کندہ کو دھکیلنا محال تھا۔

جب ہم گندے کو دھکیل کر ساحل سمندر تک لے گئے اور اس کو پانی میں ڈال دیا۔ تو ہم نے لکڑیوں سے پتوار کا کام لینا شروع کیا۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہ تھا۔ لیکن جب ہم اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ تو ہم کو یہ اندیشہ لاحق ہوا۔ کہ یہ گول گندہ اُلٹ جائے گا۔ اور ہم پانی میں جا گریں گے۔ ہمیں اس بات کا زیادہ خیال نہ تھا۔ کہ اس کے اوپر ایسے آرام سے بیٹھے رہیں گے۔ جیسے کسی کشتی پر۔ مگر ہم اتنا ضرور چاہتے تھے کہ کپڑے تر کئے بغیر ہی مچھلیاں پکڑ سکیں۔ لیکن ہماری پتلونیں بھیگ گئیں۔ کیونکہ ہماری ٹانگیں گندے کی ہر دو جانب لٹک رہی تھیں ہم نے اپنی پتلونوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ وہ بہ آسانی سکھائی جا سکتی تھیں۔ آدھ گھنٹے کی مشق کے بعد ہم اس قابل ہو گئے۔ کہ گندے کو اُلٹنے سے روک سکیں۔ جب وزن بالکل درست ہو گیا۔ تو پیٹرکن نے پتوار رکھ دیا۔ اور کانٹے میں صدف لگا کر اسے پانی میں ڈال دیا۔ اور جیک سے کہنے لگا "لو بھئی ہوشیار ہو! ڈوری ہل رہی ہے۔ کوئی مچھلی آ پھنسی ہے۔ وہ چکر کھینچ کر لے جانا چاہتی ہے۔ اے لو وہ بھاگ گئی ہے"

جیک "کیا اس نے چگہ کھایا بھی تھا یا نہیں؟"

پیٹرکن "ہاں اس نے چگہ منہ میں ڈالا۔ لیکن جس وقت میں نے کانٹے کو کھینچنا چاہا۔ تو اس نے منہ کھول دیا اور بھاگ گئی"

جیک "جب دوسری مرتبہ آئے۔ تو اس کو نگل جانے دو" اور کہتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا۔ کیونکہ پیٹرکن کے چہرے پر رنج کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے پھر کانٹا پانی میں ڈالا۔ جب مچھلی پھر لگی۔ تو وہ چلایا اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب قسم کی روشنی نمودار ہوئی۔ اے لو وہ پھر آ گئی! وہاں دیکھو۔ اب دیکھو نہیں اس نے چھوڑ دیا ہے۔ ہاں اب پھر آ لگی ہے۔ بس نہیں اب چلی گئی لیکن وہ تو اس کو نگلتی ہی نہیں ہے"

جیک۔ اُس کو آہستہ آہستہ اوپر کھینچ لو۔"

پیٹر کن نے ویسا ہی کیا۔ مگر مچھلی چلی گئی۔ وہ سخت مایوس ہوا اور اُس نے ٹھنڈی آہ بھری۔"

جیک۔ "کچھ فکر مت کرو۔ ہم یہاں سے چلے چلیں گے۔ اور آگے جاکر ڈالیں گے۔" یہ کہہ کر جیک نے پتوار سے کندے کو آگے دھکیلا۔ مگر ہم سرکنے ہی نہ پائے تھے کہ ایک مچھلی چٹان کے نیچے سے نکلی۔ اس کا سر بھاری تھا۔ مگر دھڑ ہلکا تھا۔ وہ چگہ کو فی الفور نگل گئی۔

پیٹر کن (ڈنبی کو کھینچتے ہوئے) اب کی تو وہ پھنس گئی ہے۔ اُس نے چگہ بالکل نگل لیا ہے۔ اُف یہ کیسی بھاری ہے!"

مچھلی کشمکش کرتی اور تڑپتی ہوئی سطح آب پر آئی۔ ہم اُس کو دیکھنے کے لئے آگے جھکے۔ اس لئے بوجھ ایک طرف جا پڑا۔ پیٹر کن نے اپنے بازو اُس کے ارد گرد ڈال دئے۔ اور ہم چشم زدن میں سب کے سب پانی میں ڈبکیاں لینے لگے۔ جب ہم سطح آب پر نمودار ہوئے۔ جیسے کہ ڈوبتے چوہے کرتے ہیں۔ تو ہم نے قہقہہ مارا اور کندہ کو پکڑ کر اُس کے اوپر جا بیٹھے۔ پیٹر کن مچھلی کو پکڑے رہا۔ جس وقت ہم پانی میں گرے۔ تو وہ ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی تھی۔ مگر مچھلی کچھ اچھی نہ تھی۔ اس لئے اس کا پکڑنا فضول تھا۔ لیکن پیٹر کن اُس کے لئے مرا جاتا تھا۔ اس لئے اُس کو کندہ پر رکھ لیا۔ ہم نے دوسرا چگہ لگایا اور کانٹا پانی میں ڈالا۔

جب ہم مچھلیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تو ہمارا دھیان ایک لہر کی جو سمندر میں پیدا ہو رہی تھی۔ چلا گیا۔ پیٹر کن نے کہا۔ کندہ کو اُس طرف لے چلو۔ اُس نے خیال کیا کہ کوئی بڑی مچھلی چلی آرہی ہے۔ ہم اُس کو شاید پکڑ سکینگے۔ مگر جیک نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔

پیٹرکن۔ کانٹے کو کھینچ لو۔ پتوار اُٹھاؤ۔ اور بھاگ چلو۔ وہ شارک مچھلی ہے" شارک کا نام سُنتے ہی جس قدر خوف ہمارے دلوں میں پیدا ہُوا۔ اُس کو بیان کرنا محال ہے۔ مگر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہماری ٹانگیں پانی میں لٹک رہی تھیں۔ اگر ہم اُن کو اوپر اُٹھا لیتے۔ تو کندہ کے اُلٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ پیٹرکن نے بنسی کو کھینچ لیا۔ اور پتوار پکڑ کر اپنی تمام قوت سے کندے کو کھینا شروع کیا۔ ہم نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مگر وہاں سے ساحل فاصلے پر تھا۔ کندہ بہت بے ڈھنگا اور وزنی تھا۔ اور پانی میں بہت آہستہ آہستہ چلتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے شارک کو اپنے ارد گرد تیرتے دیکھا۔ اُس کے تیرنے پر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پانی کے باہر نکلے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اُس کے تیز اور غیر مستقل حرکات سے جیک نے معلوم کر لیا۔ کہ وہ ہمارے اوپر حملہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس لئے اُس نے کہا کہ اپنی جان بچانے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرو۔ اپنی ساری قوت سے پتوار چلاؤ۔ اُسنے بھی کھینے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ پھر وہ یکایک چلا اُٹھا۔ "دیکھو۔ وہ آ رہی ہے!" چشم زدن میں ہم نے مچھلی کو اپنے پاس ہی غوطہ مارتے دیکھا۔ اور وہ الٹی ہو گئی۔ مگر ہم نے اپنے پتواروں سے پانی میں بہت ہل چل پیدا کر دی۔ جس سے وہ کچھ ڈر گئی۔ کیونکہ ہم نے پھر اُس کو چکر کاٹتے دیکھا +

جیک (دبی زبان میں) مچھلی اُس کے آگے ڈال دو۔ اگر ہم اُس کو کسی طرح تھوڑی دیر تک ٹال سکیں۔ تو ساحل پر صحیح سلامت پہنچ جائیں گے۔"

یہ سنکر پیٹرکن نے فی الفور مچھلی پھینک دی۔ پھر پتوار اُٹھا کر کندے کو ڈھکیلنا شروع کیا۔ جس وقت مچھلی سطح آب پر گری۔ تو ہم نے شارک

کو اُلٹتے دیکھا۔ اُس کی سفید چھاتی دکھائی دی۔ کیونکہ شارک مچھلیاں
اپنا شکار پکڑتے وقت اُلٹی ہو جاتی ہیں۔ اُن کے مُنہ چھاتی کے قریب
ہوتے ہیں۔ حالانکہ اوروں کے سر کے قریب ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہی
اُس نے اپنا مُنہ کھولا۔ جو پانی سے باہر نکل آیا۔ اُس کے جبڑے میں خوفناک
بڑے بڑے دانتوں کی دوہری قطار دکھائی دے رہی تھی۔ مردہ مچھلی
اوس کے مُنہ میں جا پڑی۔ اور شارک فوراً غائب ہو گئی۔ لیکن جیک
نے یہ خیال کرنے میں کہ ایک مچھلی لیکر شارک ٹل جائیگی۔ غلطی کی۔ کیونکہ وہ
چند ہی منٹ میں پھر لوٹ آئی۔ اور چکر لگانے لگی۔ اس لئے ہم خوف زدہ
ہوئے +

جیک (چلا کر) پتوار اُٹھا لو۔ مچھلی ہمارے پیچھے پیچھے آ رہی ہے۔ اب میرا
حکم فوراً مان لو۔ ہماری زندگی کا دارومدار اسی کے اوپر ہے۔ رالف پیٹرکن
حتے المقدور اپنے جسم کو سادھے رہو۔ شارک کی طرف نہ دیکھو۔ صرف
کندہ کا وزن درست رکھو"۔ ہم نے اوس کا کہنا مان لیا۔ ہم ہر ایک
جس سے زندگی بچنے کی امید تھی۔ بخوشی کرنے کو تیار تھے۔ ہم کو
جیک کی دانشمندی اور جسارت پر کمال بھروسہ تھا۔ ہم چند منٹ تک
جو کئی گھنٹے کے برابر معلوم ہوئے۔ خاموش بیٹھے رہے۔ مگر میں پیچھے
کی جانب دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے جیک کو بُت کی طرح ساکت پایا۔
اُس نے اپنا پتوار اوپر اُٹھا رکھا تھا۔ اوس کے ہونٹ خوب بند تھے۔
تیوری چڑھی ہوئی تھی۔ نگاہ پانی پر تھی۔ میں نے شارک کو دیکھا اور
خائف ہو گیا۔ وہ ہمارے کندہ کے قریب تھی۔ اور جیک کے پاؤں پر
حملہ کرنے والی تھی۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں چیخ مارے بغیر نہ رہ سکا
چشم زدن میں شارک اُلٹی۔ جیک نے فوراً ٹانگ پیچھے کھینچ لی۔ اور کندہ
پر رکھ لی۔ اوس کا منہ کندہ سے آ کر لگا اور خوفناک دانت دکھائی دیئے جیک نے فی الفور اوسکے

جبڑے میں اپنا چپو ار ٹھونس دیا۔ اور حلق تک بھیک گیا یہ کام ایسا دشوار اور دقت طلب تھا۔ کہ جیک کو کھڑا ہونا پڑا۔ اس لیے کندہ الٹ گیا۔ اور ہم پانی میں جا پڑے۔ مگر ایک ہی منٹ کے بعد گھبرائے ہوئے اوپر آگئے +

جیک چلا کر ۔ اب ساحل کی طرف بھاگ چلو۔ پیٹر کن میرے گلے سے لپٹ جاؤ۔ اور ساری طاقت سے آگے بڑھو"

پیٹر کن ۔ جیک کے گلے سے جا لپٹا۔ اور جیک اپنی تمام قوت سے تیز رو کشتی کی طرح پانی کو چیرتا ہوا ساحل کی طرف چل دیا۔ میں ہر قسم کے بوجھ سے بالکل آزاد تھا۔ اس لیے اس کے ساتھ ساتھ تیرتا رہا۔ ہم تھوڑی ہی دیر میں اوتھلے پانی میں جا نکلے۔ اور اس کے بعد ساحل پر صحیح سلامت پہنچ گئے۔ ہم بہت تھک گئے تھے۔ اور بہت ڈر گئے تھے +

آٹھواں باب

مچھلیوں کا شکار اور شارک مچھلی سے مٹ بھیڑ

جب ہم نے اس جزیرے میں سکونت اختیار کی۔ سب سے پہلا حادثہ شارک والا تھا۔ ہمیں کئی دن تک کسی قسم کا خوفناک حادثہ پیش نہیں آیا۔ ہم گھنٹوں تک سمندر میں تیرتے رہتے۔ اور کبھی شارک کے حملہ کا گمان نہیں ہوا۔ اس کے بعد ہم نے یہ ارادہ کر لیا کہ جب تک بیڑا نہ بنالیں۔ تب تک کبھی گہرے پانی میں نہ جائینگے۔ صبح کے وقت گہرے پانی میں غسل کرنا اور تیرنا ہی روز سے ترک کر دیا اور ساحل کے قریب اتھلے پانی پر ہی اکتفا کیا۔ ہماری خیر اسی میں تھی۔ کہ ہم گہرے پانی میں غسل کرنے سے باز رہیں۔ اس حادثہ سے ہمارے حوصلے پست ہو گئے۔ پیٹر کن بھی جو شرارت اور دل لگی کے سوا اور کوئی بات ذکر نا تھا ہمارے ساتھ ہمدردی کئے بغیر نہ رہ سکا۔ جب کبھی ہم اس مضمون پر

گفتگو کرتے۔ تو وہ ہماری باتوں کو تمسخر اُڑانے سے قصداً پرہیز کرتا۔ قاعدے کی بات ہے۔ کہ جب انسان مشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ عجیب اور کارگر تجاویز اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ہمیں شارک والے حادثے نے مجبور کیا۔ کہ ہم کہیں گہرا پانی دریافت کریں جس میں خوب تیر سکیں اور شارک مچھلی کے حملوں سے محفوظ بھی رہیں۔ آخرکار ڈھونڈتے ڈھونڈتے چٹانوں کے درمیان ہم نے ایک تالاب دریافت کر لیا۔ وہ ہماری اُمید سے بڑھ کر نکلا۔ یہ تالاب ہمارے ڈیرہ سے دس پندرہ منٹ کے راستہ کے فاصلے پر تھا۔ اس کی صورت ایک چھوٹی خلیج کی سی تھی۔ وہ چاروں طرف سے چٹانوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس تک سمندر کے پانی کی آمدورفت کیلئے صرف ایک تنگ اور چھوٹا سا راستہ تھا۔ اس طرف سے شارک جیسی بڑی مچھلیوں کا گذرنا محال تھا۔ البتہ پتلی چھوٹی شارک وہاں سے گذر سکتی تھی۔ اس خلیج کے اندر جسے ہم باغ آب کے نام سے یاد کرنے لگے۔ مونگے کے جزیرے اور سمندری پودے اُن پودوں سے بدرجہا عمدہ۔ دلکش۔ اور عجیب تھے۔ جو ہم نے پہلے سمندر کے ساحل پر گہرے پانی میں دریافت کئے تھے۔ اُن کے رنگ بہت دل پسند اور دل فریب تھے۔ وہاں پانی ایسا صاف شفاف تھا۔ کہ تلی تک کی باریک چیزیں بخوبی دکھائی دیتی تھیں علاوہ ازیں ایک چٹان اس خلیج کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ جس کے اوپر چڑھ کر ہم پانی میں کود سکتے اور غوطہ لگا سکتے تھے۔ اس چٹان پر بیٹھ کر پیٹر کوگن ان تمام عجائبات کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ جو پہلے ہم نے ساحل پر دیکھے تھے۔ اس میں پہلے پہل ہمنے آبی جانوروں کے اقسام و عادات اور سے واقفیت حاصل کی ہمنے بہت سی نئی نئی چیزیں دریافت کیں۔ جنکی نسبت ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ گذری ہونگی۔ جہاں ہم لے اور بیل جزیرے بھی تھیں۔ وہاں ہم نے مونگے کے ننھے ننھے کیڑے بھی دیکھے؛

جیک نے مجھے بتایا کہ بحرالکاہل کے تمام جزائر کو اسی قسم کے ناچیز ننھے کیڑوں

نے بنایا ہے۔

میں تازہ ماہی۔ گل حوا۔ کیکڑوں اور سمندری خارپشتوں کی شکل وصورت سے بہت گہری دلچسپی لینے لگا۔ دیگر آبی جانوروں کی عجیب صورت بھی کم دلچسپی کی موجب نہ تھی۔ میں نے اسی پر قناعت نہ کی۔ کہ جسقدر غوطہ لگا کر دیکھ لوں۔ بلکہ میں اُن کو اکثر مونگے کے پودوں کے سوراخوں میں بھی ہاتھ ڈالکر دیکھا کرتا تھا۔ میں اُن سوراخوں میں گھونگے اور دوسری چیزیں ٹھونس دیا کرتا تھا۔ ہمارا آتشی شیشہ میرے لئے ایک بیش قیمت آلہ ثابت ہُوا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ چیزیں اپنی اصلی قامت سے بڑی معلوم ہُوا کرتی ہیں۔ اسلئے اس آتشین شیشہ سے میں سمندری جانوروں کی شکل و شباہت کو اچھی طرح دیکھ اور معلوم کر لیتا تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہم بہت اچھی طرح رہنے لگے۔ ہمارا وقت ہنسی خوشی سے گذرنے لگا۔ ہمیں نہ کسی قسم کا خوف ستاتا تھا۔ اور نہ کسی قسم کی فکر دامنگیر تھی۔ کئی دن سے ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اس جزیرہ کی چاروں طرف چکر لگا کر دیکھیں۔ اور معلوم کریں کہ وہاں اور کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک اور غرض اس سیاحت کی یہ تھی۔ کہ کوئی عمدہ مقام تلاش کریں جہاں ہم ایک عمدہ اور مستقل قیامگاہ بنا سکیں۔ اس کی یہ وجہ نہ تھی۔ کہ ہماری پہلی قیامگاہ ہماری مرضی کے موافق نہ تھا۔ اوسکا قرب وجوار دلپسند نہ تھا۔ بلکہ ہم وہاں بڑی آسایش سے رہتے تھے اور گردو نواح کا منظر بہت خوشگوار تھا لیکن اگر کوئی اس سے عمدہ اور بہتر مقام ہو تو ہمیں اس سے کیوں مستفید نہ ہونا چاہئے؟

اس لئے ہم نے اس امر پر سرگرمی کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ لیکن جیک نے کہا۔ کہ جزیرہ کی سیر کرنے سے پیشتر یہ ضروری ہے۔ کہ عمدہ اوزار اور سامان حفاظت کے بہم پہنچایا جائے۔ کیونکہ ہمارا ارادہ نہ صرف ساحل کی ہی سیر کرنے کا تھا۔ بلکہ بہت سی وادیوں کے دیکھنے کا بھی تھا۔ اور واپس آتے وقت کئی قسم کے جنگلی جانوروں کے ساتھ مقابلہ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ جسکے اوس

جزیرہ میں ملنے کا گمان تھا +

جیلک :۔ یہ ہم ہمیشہ ناریل اور صدفوں پر بسر اوقات نہ کرتے رہینگے۔ وہ بذات خود اچھے ہیں۔ مگر ہم کو کبھی کبھی گوشت بھی کھانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ مزید اراور صحت کے لئے مفید بھی ہے۔ اس جزیرہ میں بہت سے پرند بھی ہیں۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمیں تیر اور کمان بنانے چاہیئے۔ جنکے ذریعہ ہم پرندوں کا باآسانی شکار کرسکیں۔"

پیٹرکن :۔ خوب! جیلک۔ تم کمانیں بناؤ! اور میں تیر بناؤں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں پرندوں کو پتھر سے مارتے مارتے تھک گیا ہوں۔ جب سے ہم یہاں آئے ہیں۔ میں نے پتھروں سے پرندوں کا شکار کرنا چاہا۔ مگر ایک جانور بھی نہ مرا۔"

میں :۔ تمہیں شائد یاد نہیں ہے تم نے ایک روز تو مجھے اپنے پتھر سے نشانہ بنایا تھا۔"

پیٹرکن :۔ بیشک تمہیں بات یاد خوب رہتی ہے۔"

جیلک :۔ تم کل تک تین کمانیں اور تیر نہیں بنا سکتے! اور ایسا کرنا وقت ضایع کرنا ہے کیونکہ ہم پہلے ہی سے سیر وسپاٹے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ فرض کرو۔ تم تیر کمان اپنے لئے بنالو! اور ہم لٹھ لے چلیں۔ تو کیا اچھا نہ ہوگا؟"

جیلک :۔ یہ تو درست ہے۔ دن بہت چڑھ گیا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ میں سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ایک کمان ہی بنا سکوں۔ اوس کے بعد میں آگ کی روشنی میں بیٹھکر کام کروں گا۔ اوس سے پیشتر ہمارا یہ دستور رہا۔ کہ ہم سرشام ہی سوجایا کرتے تھے۔ کیونکہ کوئی کام نہ تھا جسے رات میں کرتے۔ ہم دن ہی میں سخت کام کرتے کرتے تھک جایا کرتے تھے۔ مثلاً مچھلیاں پکڑنا جھونپڑا آراستہ کرنا! ور سمندر میں تیرنا۔ بادیہ پیمائی کرنا اور کھانے پینے کی چیزیں تلاش کرنا وغیرہ۔ ہمارا روزمرہ کا کام تھا! اسلئے ہم سورج غروب ہوتے ہی سوجاتے تھے لیکن جب تیر کمان بنانے کی ضرورت ہوئی۔ تو آگ کی روشنی میں کام کرنا پڑا +

پیٹر کن "کیا تیز آگ کی روشنی میں تم کام نہ کر سکو گے"؟

جیک "کیوں نہیں۔ مگر ہمیں خلاف معمولی آگ تاپنا پڑے گی اور یہ ٹھیک نہیں ہوگی"

پیٹر کن "بے شک۔ میں اس بات کو بالکل بھول گیا۔ ایسی تیز حرارت تو ہمارے بدن کو کباب کر ڈالے گی"۔

جیک "تم تو کباب پکانے رہے ہو۔ لیکن اس جزیرے میں ایک قسم کے ناریل کا درخت ہوتا ہے جسے جلا کر چراغ کا کام لیتے ہیں۔ مجھے اس کی حقیقت معلوم ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اسے کیونکر جلایا جاتا ہے"۔

پیٹر کن (بات کاٹ کر) "تو تم اسے کیوں نہیں لاتے۔ تم نے ہم سے پہلے کیوں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور کیوں اس سے کام لینے کی کوشش نہیں کی"؟

جیک "اصل میں میں نے اس درخت کو نہیں دیکھا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر میں درخت کو دیکھوں تو اسے پہچان بھی سکوں۔ مجھ کو اس کی مفصل کیفیت معلوم نہیں ہے"۔

پیٹر کن "میری بھی یہی کیفیت ہے۔ میں بھی اکثر بھول جاتا ہوں۔ کسی بات کو زیادہ عرصے تک یاد رکھنا مشکل ہے۔ میں تو آدھ ہی گھنٹے کے بعد بھول جاتا ہوں۔ مجھے اپنے پہلے سفر کے حالات بھی صحیح صحیح معلوم نہیں۔ اس قدر یاد ہے کہ سفر بھر کپتان سے جھگڑتا ہی رہا۔ اور میں تیرتا تیرتا وطن پہنچا تھا"۔

میں "پیٹر کن جانے دو۔ میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں"۔

پیٹر کن سمجھا۔ کہ میں اس کی بات کو لغو سمجھتا ہوں۔ اس نے اندازِ بدل کر جواب دیا "شاید تم یقین نہ کرو۔ مگر اصلی واقعہ یہی ہے"۔

جیک۔ خیر تم مفصل داستان بیان کرو کپتان سے تمہاری کس طرح بگڑی۔ جس سے تم کو تیر کر واپس جانا پڑا تھا"۔

پیٹر کن "میں شروع ہی سے ہوکی کے کھیل کا بہت شائق ہوں۔ جب

روز میں جہاز پر سوار ہونے کو تھا۔ اُس سے کچھ دیر پہلے میں اپنے ہم سبقوں اور ہم مکتبوں کے ساتھ ہو کی کھیل رہا تھا۔ اُس وقت میری عمر بہت کم تھی۔ جس وقت کھیل بڑی سرگرمی سے جاری تھا۔ میرا چچا آیا۔ اور مجھے الگ لیجا کر کہنے لگا کہ مجھے کہیں دوسرے شہر میں ایک بہت ضروری کام کے لئے جانا ہے۔ اِس لئے میں جلدی واپس نہ آسکونگا۔ میں تم سے ابھی رخصت ہونا چاہتا ہوں یہ کپتان تم کو جانتا ہے۔ تمہاری راہ تکتا ہوگا۔ لیکن چونکہ تم کو خود جہاز تلاش کرنا پڑے گا۔ اس لئے اُس کا نام اور حلیہ یاد رکھو۔ تم سمجھتے ہو۔ میں کیا کہتا ہوں۔ میں سُن سب رہا تھا۔ مگر سمجھا خاک بھی نہیں۔ کیونکہ میرا دل تو کھیل کی طرف تھا۔ اور اپنی پارٹی کو فریق کو مارتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اِس لئے میں زیادہ بے چین ہو گیا۔ جس وقت چچا صاحب نے اپنی گفتگو ختم کی اور مجھ کو خدا حافظ کہا۔ تو میرے دل میں تین ستولوں کا دھندلا سا خیال تھا۔ یاد نہ رہا۔

دوسرے دن ہر آدمی مجھے خدا حافظ کہنے لگا۔ عورتیں دلخراش دردناک آواز سے رو رہی تھیں۔ میرا دل بھی یہ حالت دیکھ کر بھر آیا۔ اس لئے میں بندرگاہ کی طرف جہاں اور سینکڑوں جہاز کھڑے تھے۔ جلدی نہ جا سکا۔ اِس لئے وقت کے باعث مجھے پھر بندرگاہ پر پہنچنے کے لئے بھاگنا پڑا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو وہاں بہت سے ستولوں کا ایک جنگل نظر آیا۔ اور میں تمیز نہ کرسکا وہ کونسا جہاز ہے۔ جس پر مجھے سوار ہونا ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا۔ بیٹا کُپن۔ تم تو بالکل بھول گئے ہو۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا۔ کہ مجھے ہر قلیبن کی شکل اور تین ستول والے جہاز پہ پہنچنا ہے۔ جونہی میں نے اُسے دیکھا میں اُس پر سوار ہو گیا۔ اور جہاز روانہ ہو گیا۔ یکایک کپتان میرے پاس آیا اور کہنے لگا "بدمعاش تم کہاں سے آئے ہو اور تمہارا یہاں کیا کام ہے؟"

میں - رڈولپ آمار کرم حضور کپتان صاحب - میں آپ کا نیا شاگرد اور اُمیدوار ہوں ٭

کپتان - نیا اُمیدوار! میرے یہاں کوئی نیا اُمیدوار مقرر نہیں کیا گیا ہے جتنے اُمیدوار ہیں - وہ پہلے ہی جہاز پر ہیں - تم مجھے چکمہ دینا چاہتے ہو - تم ہوائی گیرے ہو - تم کو یہاں سے بھاگنا پڑے گا - یہ کہتے وقت کپتان غصّے کے مارے جہاز کے تختہ پر زور زور سے پاؤں مارتا رہا - کیونکہ اُسے جہاز کے ٹھیرانے اور ایک کشتی اُتارنے اور مجھے ساحل پر واپس بھیجنے میں آدھ گھنٹہ خراب کرنا پڑتا ہے - علاوہ ازیں بندرگاہ کے باہر تیز ہوا چل رہی تھی - اس لئے جہاز کو واپس لے جاکر مجھے کنارہ پر اُتارنے کا کام دل لگی نہ تھا - جب ہم بندرگاہ کے پل پائے سے گزر گئے تو وہاں چند کشتیوں کو بندرگاہ کے اندر جاتے دیکھا - کپتان میرے پاس آکر کہنے لگا - بدمعاش تم کو یہاں سے بھاگنا ہوگا - یہ کہہ کر اس نے میری کن پٹی پر زور سے ایک تھپڑ رسید کیا - اور پھر کہا تیرنا آتا ہے ؟

میں - جی ہاں ٭

کپتان - بہت اچھا تیرنے کے لئے تیار ہو - یہ کہہ کر اس نے مجھے مچھلی کی طرح اُٹھایا - اور سمندر میں پھینک دیا - کشتی والوں نے مجھ کو دیکھ کر کشتی کھینچنا بند کر دیا - لیکن جب انہوں نے دیکھا - کہ میں تیر سکتا ہوں تو وہ آگے چلے گئے - اور مجھ کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا - اب رالفنا تم خیال کر سکتے ہو - کہ مجھے کس طرح تیر کر گھر واپس جانا پڑا ٭

جیک قہقہہ مار کر ہنسا اور پیٹر کن کی پیٹھ ٹھونکی ٭

پیٹر - اب تم ہمیں اس درخت کا حال بتاؤ - جس کے پھل جلانے کے کام آتے ہیں ٭

جیک - بہت اچھا - لیکن اب مجھے اس درخت کا مفصل حال معلوم نہیں ہے

اس کا پھل اخروٹ کے برابر ہوتا ہے۔ پتّے سفید ہوتے ہیں۔

پیٹیں کون۔ آہاہا! میں نے آج ایک درخت اسی قسم کا دیکھا ہے۔

جیک۔ "سچ مچ! کیا وہ یہاں سے فاصلہ پر ہے؟"

پیٹیں کون نے کوئی آدھ میل کے فاصلے پر۔"

جیک (کلہاڑا اُٹھا کر) "چلو پیٹیں کون دکھاؤ۔ تم نے وہ درخت کہاں دیکھا تھا؟"

چند ہی منٹ کے بعد ہم جنگل کی طرف چل دیئے۔ پیٹیں کون آگے آگے جا رہا تھا۔

ہم تھوڑی دیر کے بعد اسی درخت کے قریب جا پہنچے جس کی تلاش میں نکلے تھے۔ جب جیک اس کو دیکھ بھال چکا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی درخت ہے جس کے پتیاں جلانے کے کام آتی ہیں۔ اس کے پتّے سفید ہوتے ہیں۔ اور ادگرد کے سیاہی مائل درختوں میں ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔ ہم نے اس کے پھل توڑ توڑ کر جیبیں بھرنی شروع کر دیں۔ اتنے میں جیک بولا "پیٹیں کون۔ اب اس ناریل کے درخت کے اوپر چڑھو۔ اور ایک لمبی شاخ کاٹ لاؤ۔" کہنے کی دیر تھی۔ کہ پیٹیں کون چڑھ گیا تھوڑی دیر میں ایک شاخ کاٹ لایا۔ مگر بڑا اونچا ہونے کی وجہ سے اسے کچھ دقت بھی پیش آئی۔ کیونکہ پیٹیں کون اونچے درختوں کے اوپر چڑھنے کا عادی نہ تھا۔ شاخ بہت بڑی تھی۔ ہم اس کی لمبائی دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ تھوڑے فاصلے سے ناریل کا پیڑ بہت بلند معلوم ہوتا ہے۔ صرف چوٹی ہی پر شاخیں یا پتّے ہوتے ہیں۔ اور تنہ بالکل خالی ہوتا ہے۔ چوٹی کے پتوں اور شاخوں کا جھرمٹ ہوا میں خوب لہراتا ہے۔ جب ایک لمبی شاخ کاٹ کر نیچے پھینکی گئی۔ تو ناپنے پر وہ ۱۵ فٹ نکلی۔ اس کی ہر دو جانب باقاعدہ قطاروں میں پتّے تھے جن کی نوکیں سوئی کی مانند تیز

نہیں ہمیں سب سے عجیب بات یہ معلوم ہوئی۔ کہ اس شاخ کے موٹے حصے پر ایک قسم کا کپڑا سا لپٹا ہوا تھا۔ پیٹر کن نے کہا کہ یہ کپڑا شاخ کو تنے سے الگ نہیں ہونے دیتا تھا۔ یعنے بڑی مشکل سے ہم اسے الگ کیا ہے۔ وہ دراصل چھلکا تھا۔ ایسے چھلکے درخت کے اردگرد لپٹے ہوئے تھے۔ میں جب اس چھلکے کو کپڑا کہہ کر پکارتا ہوں تو میں مبالغہ نہیں کرتا۔ میں نے جس قدر عجائبات جنوبی سمندروں کے جزیروں میں دیکھے۔ ان کا ذکر کرتے وقت بہت ہشیار رہتا ہوں۔ تاکہ مبالغہ سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ حقیقت بیان کی جائے تاکہ پڑھنے والوں کو دھوکہ نہ ہو۔ یہ چھال موٹے سوتی کپڑے کی مانند تھی۔ جب ہم نے اسے غور سے دیکھنا شروع کیا تو بمشکل ہم یقین کر سکتے کہ آیا اسے انسانی ہاتھوں نے بنایا ہے یا وہ قدرت کے فیاض ہاتھ کی صنعت کاری ہے۔ ہم نے اس چھال کو بڑی احتیاط سے جدا کیا۔ اسکا عرض ایک فٹ اور طول دو فٹ تھا۔ ہم اسے ایک بیش قیمت چیز سمجھ کر اپنے گھر لے گئے ❖

جیک نے ایک پتا اٹھا کر اس کے بیچ والے حصے کو نکال ڈالا۔ اور اسے لے کر ہمارے ساتھ ہی جھونپڑے کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھلوں کو پکایا۔ پھر ان کا چھلکا اتار ڈالا۔ اس کے بعد اس نے ان میں سوراخ کیا۔ پھر اس نے ان کو ناریل کے پتے کے درمیانی حصے کی لکڑی میں پرو دیا۔ پھر اس نے سب سے اوپر والی پھل کو جلا دیا۔ اسکی روشنی صاف اور بہت خوب صورت نکلی۔ ہمارا دل یہ روشنی دیکھ کر خوش ہوا۔ پیٹر کن یہ دیکھ کر کوئی پانچ منٹ تک اس کے اردگرد ناچتا اور اچھلتا کودتا رہا۔ کیونکہ وہ مارے خوشی کے نیم دیوانہ ہو رہا تھا ❖

جیک۔ بتی بجھا کر رکھ دو۔ اب ایک گھنٹے کے بعد آفتاب غروب ہو جائیگا اس لئے وقت ضائع نہ کرو۔ میں تیر کمان بنانے کے لئے درخت کی شاخ کاٹ کر لاتا ہوں۔ تم اپنے لئے ڈنڈے بنانے کے واسطے مضبوط لکڑی کاٹ

لاؤ۔ اور ہم سورج چھپتے ہی تیر کمان اور لٹھ بنانے بیٹھ جائیں گے" یہ کہکر چیلنجر نے کلہاڑا کندھے پر رکھا۔ اور چل دیا۔ اس کے پیچھے پیچھے پیٹر کن بھی ہو لیا۔ میں نے ناریل کے چھلکے کو اٹھایا۔ اور اس کے ریشوں کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ میں اسی میں غرق رہا اور میرے رفیق اپنا کام کر کے واپس آ گئے۔

پیٹر کن۔ (قہقہہ مار کر) "میں نے تم سے کہا نہ تھا۔ کہ رالف کہیں اٹھ کر نہ جائے گا۔ رالف تم گئے گذرے ہو۔ تم سے کچھ امید نہیں ہو سکتی۔ یہ تو تمہارے لئے لٹھ ہے۔ جب ہم یہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ تو میں نے چھال کا ٹکڑا تمہارے ہاتھ میں دیکھ کر خیال کیا تھا۔ کہ تم اسی کو دیکھتے رہو گے۔ اور کچھ نہ کرو گے۔ اسی واسطے میں دو لٹھ لیتا آیا۔"

میں۔ پیٹر کن۔ میں اس عنایت کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ تم نے اتنی بڑی مہربانی کر کے بھی مجھے لعنت ملامت دی۔ جس کا میں بوجہ آرام طلبی و سستی کے ہر طرح مستحق ہوں۔

پیٹر کن۔ "لعنت ملامت؟ میں تم کو اب بھی تاڑ سکتا ہوں۔ لیکن اس کا کوئی عملی اثر نہ ہو گا۔ کیونکہ تم اول درجے کے بے شرم ہو۔"

جب آفتاب غروب ہو گیا۔ اور چاروں طرف رات کی تاریکی محیط ہو گئی۔ تو ہم نے درخت کے پھلوں کو جلا کر بتی کا کام لیا۔ ہم نے اسے دو شاخوں میں اٹکا کر اپنے جھونپڑے کے اندر رکھ لیا۔ اور ہم پتوں کے فرش پر بیٹھ گئے۔

جیک۔ "میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کمال کو اپنے لئے مخصوص کر لوں جاہتا ہوں۔ میں کسی زمانے میں عمدہ نشانہ باز تھا۔ مگر تم کیا کر رہے ہو؟ یہ کہہ کر اس نے پیٹر کن کی طرف دیکھا۔ اس وقت وہ ایک لمبے لٹھ کا سرا جھونپڑے کے اندر کھینچ لایا تھا۔ اور ایک آہنی کیل اس کے ایک سرے میں ٹھونکنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

پیٹر کن۔ (دل لگی سے) "میں نیزہ بردار سواروں میں بھرتی ہونے چلا ہوں

تم جانتے ہو۔ یہ لٹھ بہت بھاری ہے۔ میرے کمزور بازوؤں سے بمشکل اُٹھ سکے گا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں اِس بہانے سے بہت کچھ کر سکتا ہوں؟"

جیک :۔ "اگر لمبے لٹھ سے مراد قوت ہے۔ تو تم یقیناً کسی سے مغلوب نہ ہو سکو گے۔ جو لٹھ پیٹر کن کاٹ کر لایا تھا۔ وہ بارہ فٹ لمبا تھا۔ وہ بہت مضبوط اور سخت تھا۔ مگر ساتھ ہی ہلکا بھی تھا۔ اس کے ایک سرے کو پتلا بنانے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ وہ عمدہ ہتھیار کا کام دیتا۔"

میں :۔ "یہ خیال تو بہت اچھا ہے؟"

پیٹر کن :۔ (بھالے کی طرف اشارہ کرکے) کیا یہ بھالا بنایا جائے؟"

جیک :۔ "ہاں!"

پیٹر کن :۔ "واہ تم نے خیال کی بھی ایک ہی کہی۔ اگر تمہارے بدن پر بھالا مارا جائے تو میرے خیال کی عملی تصدیق ہو جائے گی۔"

میں :۔ (ہنس کر) "میرا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ یہ لٹھ بہت عمدہ ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ اپنے ارادے کو بدل ڈالوں۔ میں لٹھ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے میں اس کپڑے کی گوپھن بنا لونگا۔ میں کسی زمانے میں گوپھن چلانے کا بہت شائق تھا۔ میں نے ایک دفعہ پڑھا تھا۔ کہ حضرت داؤد نے دیو جولیت فلسطی کو گوپھن کے پتھر سے مار لیا تھا۔ اسی روز سے مجھے شوق چرایا۔ چنانچہ میں نے اس میں کمال پیدا کر لیا۔"

میں نے گوپھن بنانی شروع کر دی۔ دیر تک ہم اپنے اپنے کام میں مشغول رہے اور ایک دوسرے سے گفتگو نہ کی۔ آخر کار پیٹر کن نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ اور بولا "جیک اپنے رومال کی ایک اور دھجی دے دو۔ تاکہ میں یہاں اس کے سرے پر لپیٹ لوں۔" جیک نے اس کی درخواست قبول کی۔ اور رومال چیر کر ایک دھجی نیک نیتی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔ کہ پیٹر کن نے اسکا

«ہاتھ پھیلا یا» ناریل کے درخت پر بیسیوں رومال ہیں۔ تم کچھ ذرا مت کرو"۔
میں پیٹی کمن کی ظریفانہ باتوں کو کیسے شوق سے یہاں لکھ رہا ہوں۔
جب ہم بیٹھے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے۔ تو ہم نے فاصلہ پر ایک بہت ہی دہشت ناک شور سنا۔ جس سے ہم چونک اٹھے۔ یہ شور سمندر کی طرف سے آرہا تھا۔ مگر چونکہ دور تھا۔ اس لئے ٹھیک معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ کس طرف ہے۔ ہم جھونپڑے سے باہر نکلے۔ اور ساحل سمندر کی طرف بھاگے گئے اور کان لگا کر سننے لگے۔ رات کے وقت یہ ہولناک غل صاف صاف سنائی دیتا تھا۔ یہ آواز بڑی ہی مکروہ اور ڈراونی تھی۔ اور گدھے کی آواز سے ملتی تھی۔ اس وقت چاند نکل آیا تھا۔ اس لئے ہر چیز صاف صاف دکھائی دے رہی تھی۔ مگر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی۔ جسے عجیب شور کا مصدر قرار دے سکتے۔ جس مقام سے دہشت ناک آواز آرہی تھی۔ اسی مقام سے ہوا کا جھونکا بھی آرہا تھا۔ مگر جب ہم سمندر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تو ہوا اور شور دونوں بند ہو گئے۔
پیٹی کن۔ "یہ کس جانور کی ڈراونی آواز ہے؟" اس نے چپکے سے یہ سوال پوچھا۔ اور ہم خود بخود تینوں ایک دوسرے کے قریب قریب آگئے۔
جیک۔ "میں نے اس عجیب آواز کو دو دفعہ پیشتر بھی سنا تھا۔ مگر ایسی بلند اور صاف نہ تھی۔ جیسے آج سننے میں آئی۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ یہ آواز پہلے دھیمی سنائی دیتی تھی اس لئے میں تم سے اس کا ذکر نہ کیا۔ اور خاموش ہو رہا"۔
ہم اسے دیر تک سنتے رہے۔ مگر وہ پھر سنائی نہ دی۔ اس لئے ہم واپس چلے آئے۔ اور اپنا کام پھر شروع کر دیا۔
پیٹی کن۔ سر بڑی سنجیدگی سے) "یہ بہت خوفناک آواز تھی۔ رالف تم بھوتوں اور چڑیلوں کے قائل ہو؟"

ہیں:" بالکل نہیں۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عجیب دہشت ناک آواز نے میرے دل کو تھرا دیا۔ اور میں کچھ خائف ہو گیا ہوں"۔ جیک "تمہارا کیا خیال ہے!"

جیک:" میں چڑیلوں بھوتوں کا قائل نہیں ہوں۔ اسی لئے میں نہیں ڈرا۔ میں نے کبھی کوئی بھوت چڑیل نہیں دیکھی۔ اور نہ مجھے ایسے آدمی سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جس کے سر پر بھوت سوار ہو۔ میں ہمیشہ دیکھتا رہا ہوں۔ کہ عجیب آوازوں کی اصلی وجہ کچھ عرصے بعد معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جب مشاہدہ کیا گیا۔ تو کوئی بڑا اہم نتیجہ نہ نکلا۔ مگر میں اس وقت کچھ نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ آواز کس جانور کی ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ میں تھوڑے ہی عرصے بعد اس کی وجہ دریافت کرونگا۔ اگر یہ چڑیل نکلی۔ تو میں"

پیٹر کن (بات کاٹ کر)" تو تم اسے نگل جاؤ گے"

جیک:" ہاں میں اسے کچی ہی کو ڈکار جاؤں گا۔ اب میرے دو تیر اور ایک کمان بالکل تیار ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب ہم کو سو جانا چاہئے"

اسی اثنا میں پیٹر کن نے اپنا بھالا درست کر لیا۔ اور ایک آہنی نوک اس کے ایک سرے پر بڑی ہوشیاری سے لگا لیا۔ میں نے ناریل کی چھال کی گوپھن بنائی۔ اور جیک نے پانچ فٹ لمبی کمان اور دو تیر۔ اور انکے سروں پر دو پین پر لگا دیئے۔ مگر وہ خار دار نہ تھے۔ جیک نے کہا۔ اگر تیروں کے سروں پر پر ہوں۔ تو وہ خوب جاتے ہیں۔ پر دار تیر بغیر خار بہت کام دیتا ہے۔ مگر خار دار تیر بغیر پر کسی کام کا نہیں ہوتا۔

کمان کی رسی وہی تھی۔ جو ہم جہاز پر سے اٹھا لائے تھے۔ ہم نے زائد رسی کو کمان کے سرے پر لپیٹ لیا۔ اگرچہ ہم نے اگلے دن کی سیاحت و شکار کی تیاریاں کر لی تھیں۔ مگر میں نے ان ہتھیاروں کی مشق

گوئی چاہیے۔ تاکہ ایسا نہو۔ کہ وقت پر دھوکہ دے جائیں۔ اس لئے ہم اگلے
دن مشق کرتے رہے۔ یہ ہم نے اچھا کیا۔ کیونکہ ہمارے ہتھیار ناقص نکلے۔
اور یہ بھی معلوم کر لیا گیا کہ ہم ان کے استعمال میں ماہر نہیں ہیں۔ پہلے
جیک نے تجربے سے معلوم کر لیا۔ کہ کمان بہت سخت ہے۔ اس لئے
اس کو چھیل کر پتلا کرنا پڑا۔ اور بھالا بھی معمول سے زیادہ بھاری نکلا۔ اسلئے
اس کو بھی کاٹنا پڑا۔ مگر گوپھن عمدہ ثابت ہوئی۔ لیکن چونکہ عرصے
سے مشق نہیں کی تھی۔ اس لئے میں اس کے استعمال سے ناواقف
تھا۔ پہلا پتھر پیٹر کن کی ٹوپی میں جا لگا۔ خوبیٔ قسمت سے اس کا
جولیت کا سا حشر ہوتے ہوتے رہ گیا۔ تمام دن کی مشق سے ہمیں ہتھیاروں
کا استعمال آ گیا۔ مگر پیٹر کن چابک دست تھا۔ اس لئے وہ بھالے کو
بلا تکلف استعمال کر سکتا تھا۔ اس نے ناریل کے درخت کو اپنا تختۂ مشق
بنایا۔ جس میں اسے نمایاں کامیابی ہوئی۔

ہم دن بھر کام کرتے کرتے چکنا چور ہو گئے۔ اس لئے رات کا کھانا
کھاتے ہی اپنے اپنے بستروں پر دراز ہو گئے۔ اور صبح کے وقت خوب
تر و تازہ ہو کر اٹھے۔ اور کھانا کھانے کے بعد اپنی مہم پر جس کے لئے دو
تین دن پہلے سے تیاریاں کر رہے تھے روانہ ہو گئے۔

نواں باب

جزیرے کے گرد سفر کی تیاری

جب سورج کی سنہری کرنیں مشرق سے نکل کر بحرالکاہل کی ہموار سطح پر پھیل گئیں۔ تو جیلٹ اُٹھا۔ اور پیٹرکن کو جگانے کے لئے اُسکے کان میں زور سے چیخ ماری۔ اور کھاڑی کی طرف بھاگ گیا۔ اور حسب معمول غسل کرنے کے لئے پانی میں جا کودا۔ ہم اس روز حسب معمول اپنے باغ آب میں نہ نہائے۔ بلکہ وقت بچانے کے لئے نزدیک ہی نہا لئے۔ اور صبح کا کھانا جلد جلد کھا کر ایک گھنٹے کے اندر اندر سفر کی لئے تیار ہو گئے جیلٹ نے اپنی کمر کے گرد ناریل کے چھلکے کا کمربند باندھ لیا۔ اور اس میں کلہاڑا لٹکا لیا۔ اس نے مجھے بھی ایک کمربند باندھنے اور لٹھ ساتھ لینے کے لئے کہا۔ کیونکہ جیلٹ نے کہا کہ اگر کسی درندے سے سامنا ہو گیا۔ تو گوپھن کام نہ دے گی۔ پیٹرکن کے پاس ایک لمبا خوفناک بھالا تھا اس لئے ہم اسے لٹھ یا کسی اور چیز کے لئے مجبور نہ کر سکے۔ اور نہ اس کو بھالا گھر چھوڑ جانے کی ترغیب دے سکے۔ اس نے کہا۔ دست بدست لڑائی میں بھالا کسی کام نہیں آ؟

ہم نے اپنے ہمراہ خوراک لے جانا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ ہمیں یہ خیال تھا کہ ناریل کے پیڑ بکثرت ملینگے۔ اور ہم ان کے پھل کھا کر پیٹ بھر لینگے۔ میں نے آتشی شیشہ اپنی جیب میں رکھ لیا۔ تاکہ اگر آگ جلانے کی ضرورت پڑے تو فی الفور جلا لیں +

پیٹرکن ہم دونوں کے بیچ میں تھا۔ اور ریت پر چل رہا تھا۔ جزیرے میں عام طور پر ہمارے چلنے کے دو طریقے تھے۔ جب ہم جنگلوں اور جھاڑیوں میں پھرا کرتے تھے تو ہم ایک دوسرے کے پیچھے ایک قطار میں چلتے۔ کیونکہ

اس طرح چلنے میں آرام ملتا تھا۔ ایسی حالت میں جیک سب سے آگے چلتا تھا۔ اس کے پیچھے پیٹر کن۔ اور سب کے پیچھے میں رہتا تھا۔ لیکن جب ہم ریت کے اوپر چلتے۔ تو تینوں برابر برابر ہوتے اور کسی کو آگے پیچھے رہنے کی شکایت نہ رہتی۔ جیک ہم سب سے لمبا تھا۔ وہ پانی کے کنارے پر چلتا۔ پیٹر کن۔ بیچ میں۔ مگر ناٹا اور بڑا ہی بے پرواہ آدمی تھا۔ وہ بات ایک کان سے سنتا تھا۔ دوسرے سے اڑا دیتا۔ اس لئے جیک اسے اکثر ٹہوکا کرتا تھا۔

ہم اپنے ڈیرے سے خاصے فاصلے پر نکل گئے۔ آدھ میل کے فاصلے پر ایک موڑ تھا۔ وہاں سے ہمارا جھونپڑا آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ ہم کچھ فاصلے تک خاموش اور تیز قدمی کے ساتھ چلے گئے۔ اور ہر چیز کو دیکھتے بھالتے رہے۔ زمین کا پشتہ گزر جانے کے بعد جو ہماری وادی کا ایک پہلو تھا۔ ہم نے ایک اور چھوٹی وادی دیکھی۔ جو بہت گہری تو نہ تھی۔ مگر شاداب اور بہت ہی دل کش تھی۔ اس میں ہر قسم کے پھول دار درخت اور بیلیں تھیں۔ ہم نے اس کو پہلے پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکھا تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ ایسی خوشگوار اور دل فریب ہے۔ جس وقت ہم وادی میں داخل ہو کر بڑی ہوشیاری سے اس کی دیکھ بھال کرنی چاہتے تھے۔ ٹھیک اسی وقت پیٹر کن نے یکایک ہمیں ٹھیر الیا۔ اور ہماری توجہ ایک بہت ہی عجیب چیز کی طرف جو ساحل سمندر پر تھی پھیر دی۔

پیٹر کن "وہ کیا شے ہے۔" یہ کہہ کر اس کی طرف اس نے اپنے بھالے سے اشارہ کیا۔ حالانکہ وہ چیز وہاں سے آدھ میل کے فاصلے پر تھی۔ جوں ہی کہ اس نے دیکھا سفید پانی کی ایک لہر چٹانوں کے اوپر نمودار ہوئی۔ یہ لہر کوئی پچاس گز کے فاصلہ پر معلوم ہوتی تھی۔ وہاں چٹانیں بہت بے ڈھنگی تھیں۔ اور سمندر تک چلی گئی تھیں۔ یہ اچنبھا دیکھ کر ہم حیران ہو گئے۔

ہم گفتگو کر رہے تھے - کہ دوسری لہر اٹھی - یہ بھی اسی مقام پر تھی - ہمیں اچھی طرح یقین ہو گیا کہ پانی اور جھاگ کی لہریں گرگیوں اٹھتی تھی اسکی وجہ سمجھ میں نہ آئی - اس لئے ہم نے وہاں جاکر دیکھنے کا قصد کر لیا +

چند ہی منٹ بعد ہم وہاں جا پہنچے - وہ مقام بہت ڈھلوان اور اونچا نیچا تھا - اور پانی کے گرنے سے بہت مرطوب ہو گیا تھا - وہاں جوتے پہن کر گزرنا محال تھا - علاوہ ازیں زمین میں بہت سے سوراخ اور گڑھے تھے ہم وہاں کھڑے تھے - کہ یکایک ایک لہر اٹھی - اور قریب ہی ہم نے ایک دھیمی گڑگڑاہٹ جو بعد میں زیادہ بلند ہو گئی - اور تھوڑی ہی دیر بعد ایک موٹا فوارہ ایک سوراخ سے پھوٹ نکلا - اور ہوا میں زور کے ساتھ بلند ہو گیا - وہ جیک کے نزدیک ہی تھا - اور ہمارے کپڑوں سے تقریباً چھوتا ہوا نکلا مگر ہم چھلانگ مار کر ایک طرف جا کھڑے ہوئے - مگر پانی ہمارے اوپر آکر گرا - اور ہم تر بتر ہو گئے - لیکن پیٹر کن چونکہ دور تھا - اس لئے وہ بھیگنے سے بچ گیا - اس کے کپڑوں پر صرف چند ہی قطرے پڑے اس نے ہمیں شرابور دیکھ کر زور سے قہقہ مارا اور کہنے لگا کہ دیکھو سنبھلو - دوسرا اور آتا ہے وہ بات ختم کرنے بھی نہ پایا تھا - کہ دوسرے چھید سے ایک اور فوارہ نکل آیا - اس نے ہمیں اور زیادہ بھگو دیا +

پیٹر کن - خوب کھلکھلا کر ہنسنے لگا - جب اس کے قریب ہی گڑگڑ کی آواز پیدا ہوئی - تو اس کی ہنسی بند ہو گئی +

پیٹر کن "اب یہ کہاں سے نکلے گا - میں حیران ہوں" وہ درحقیقت حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا - اور بھاگنے کی فکر میں تھا - کہ زور سے ایک آواز آئی - اور پانی کا فوارہ پیٹر کن کی ٹانگوں کے درمیان ہو کر نکلا - پیٹر کن پانی کے زور سے دور جا پڑا - اور بالکل تر ہو گیا - وہ ایسے زور سے گرا کہ ہمیں یہ یقین ہو گیا کہ اسکے چوٹ آئی - اور کوئی ہڈی ٹوٹ گئی ہو گی -

اِس لئے ہم اُس کی طرف بھاگے۔ مگر خوش قسمتی سے وہ گھاس کے ڈھیر پر گرا تھا۔ اور اُٹھنے کے لئے کوشش کر رہا تھا اُس کی خراب حالت دیکھ کر ہمارے ہنسنے کی باری آئی۔ لیکن ہمیں ٹھیک ٹھیک معلوم نہ تھا۔ کہ آیا اُس کے چوٹ لگی یا نہیں۔ اور ہم یہ بھی نہ جانتے تھے۔ کہ دوسرا فوارہ کہاں سے نکلے گا۔ اس لئے ہم اُٹھانے میں مصروف ہو گئے میں یہاں یہ کہہ دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ فوارہ بہت پُر زور تھا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ کتنا بلند تھا۔ کیونکہ ایک تو جھاگ نے آنکھیں دھندلا دیں۔ اور دوسرے پیٹرکن کے گرنے نے حیران کر دیا۔

پیٹرکن (تاسف سے) "اب کیا کرنا چاہئے"

جیک "آگ جلا کر کپڑے خشک کر لینے چاہئیں۔

میں "یہاں لکڑیاں اور گھاس بھی ہے" اس کے بعد خشک شاخ اٹھا کر ہم جنگل کی طرف چل دئیے۔ اس حادثے کے ایک گھنٹے بعد ہمارے کپڑے خشک ہو گئے۔ جس وقت ہمارے کپڑے خشک ہو رہے تھے۔ تو ہم کھاڑی کے قریب ٹہلتے چلے گئے۔ اس وقت ہم نے دیکھا۔ کہ جب کوئی بڑی لہر اٹھتی اور چٹان سے ٹکراتی۔ تو فی الفور فوارے نکلتے تھے اس سے ہم نے نتیجہ نکالا۔ کہ چٹان کے اندر کوئی پانی کی نالی ہوگی۔ جس میں لہروں کا پانی جا پڑتا ہوگا۔ اور کسی طرف نکلنے کا راستہ نہ پا کر صرف تنگ سوراخوں میں سے نکل آتا ہوگا خیر کچھ ہی ہو۔ مگر ہمیں سوائے اُس کے اور کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی۔ اور چونکہ یہ وجہ معقول تھی۔ اس لئے ہم نے اُسے قبول کر لیا۔ اور زیادہ سر دردی کرنے کی پرواہ نہ کی۔

جیک "رالف وہ دیکھو پانی میں کیا چیز ہے۔ کیا وہ شارک ہے؟"

ہم اُس وقت وہاں سے روانہ ہونے کو تھے۔ مگر فوراً ایک چٹان کے "سِرے" پر جو پانی پر جھکا ہوا تھا۔ جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور جھک کر دیکھنے

لگے۔ وہاں مینے ایک سبزی مائل اور زرد شے دیکھی۔ جو آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھی۔ میننے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔ یہ ایک قسم کی مچھلی معلوم ہوتی ہے جیک "پیٹر کن۔ تم اپنا بھالا اُٹھا لاؤ اب اُس کی ضرورت ہے"

مگر جب بھالا لایا گیا۔ تو وہ چھوٹا نکلا۔ اور اُس چیز تک نہ پہنچ سکا۔

پیٹر کن۔ تم نے کہا تھا کہ بھالا بہت لمبا ہے"

جیک نے بھالے کو زور سے اُس چیز کی طرف نشانہ تاک کر مارا۔ اگرچہ نشانہ تو ٹھیک لیا گیا تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ خطا کر گیا۔ کیونکہ اُس کا دستہ اوپر نکل آیا۔ جب بھالا نکال لیا گیا۔ تو وہ چیز وہیں رہی۔ اور اپنی دُم آہستہ آہستہ ہلاتی رہی۔

جیک "یہ بڑا عجیب جانور ہے"

بلاشبہ یہ جانور بہت عجیب تھا۔ ہم نے بار بار بھالا پھینکا۔ مگر اُسے ہم وہاں سے ہٹا نہ سکے۔ اور نہ بھالے نے اُس کے بدن پر کچھ اثر کیا۔ اسلئے ہم آگے کو چل دئے۔ میں اِس عجیب جانور کی صورت دیکھ کر بہت حیران ہُوا۔ دیر تک میرے دل میں اُسی کا خیال رہا۔ لیکن مینے یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لی کہ فرصت کے وقت آکر اُسے پھر دیکھوں گا۔

دسواں باب

نئے میووں کا پانا

نئی وادی میں علاوہ اُن درختوں کے جو ہم نے وادئ ہلاکت میں دیکھے تھے۔ دو تین قسم کے عجیب درخت دیکھے۔ ہم نے ایک عجیب قسم کی سبزی بھی دیکھی۔ اُس کی نسبت جیک نے کہا۔ کہ غالباً یہ وہی سبزی ہے۔ جس کا ذکر ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے۔ اور ٹارو کہلاتی ہے۔ ہم نے وہاں رتالو بھی بکثرت سے دیکھے۔ چونکہ یہ چیزیں ہمارے لئے بالکل نرالی وضع کی تھیں۔ اس لئے ہم نے اپنے تئیں بڑا خوش نصیب سمجھا۔ کہ خدا نے ہمیں ایک ایسے جزیرے پر لا ڈالا۔ جو ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ مگر کچھ عرصے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ وہاں کے تمام جزیرے اسی قسم کے ہیں۔ بلکہ بعض ہمارے جزیرے سے زرخیز اور کئی اعتبار سے بہتر ہیں۔ ہم نے رتالو کی جڑیں اکھاڑ کر اپنے اپنے جیب میں بھر لیں۔ اور یہ قصد کیا کہ گھر جا کر رات کے وقت کھائیں گے۔ ان کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ ہم نے وہاں بہت سے خوب صورت پرندے بھی دیکھے اور چار پایوں کے نشانات بھی۔ اسی اثنا میں سورج ڈھل گیا۔ اس لئے ہم ساحل سمندر کی طرف لوٹ آئے۔ اور جہاں چٹانوں میں سے پانی پھوٹ رہا تھا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے دوسری وادی میں جا نکلے۔ یہ وادی جزیرے کے آر پار واقع تھی۔ وہ اس جزیرے میں سب سے بڑی اور سب سے دل کش تھی۔ جہاں ہر قسم کے درخت تھے۔ بعض بڑے بڑے اور بعض چھوٹے چھوٹے۔ بعض سرسبز اور بعض ہری مائل تاریک۔ بعض درخت بالکل نرالے تھے۔ ہم نے اس قسم کے درخت

اور وادیوں میں نہ دیکھے تھے۔ اس وادی میں ہوکر ایک ندی بہ رہی تھی جو اور ندیوں سے بہت بڑی تھی۔ اس وادی کی زمین وادیِ بالکت سے زیادہ عمدہ تھی۔ اس میں اوپر خود رو پودے۔ بیلیں اور خوب صورت درخت بہ کثرت اُگے ہوئے تھے۔ انہی درختوں کے درمیان روٹی کے درخت بھی تھے۔ اور پھلوں سے لدے تھے۔ جس اخروٹ کے پھل بتی کا کام دیتے ہیں۔ وہ بھی وہاں بڑی کثرت سے تھے۔ جو صنوبر کی قسم کے درخت بھی تھے۔ علاوہ ان کے جا بجا ناریل اور تاڑ کے بلند درخت بھی تھے۔ اور باقی ماندہ وہاں کا منظر بہت ہی دل فریب اور خوش گوار تھا۔ میں نے یہ کیفیت دیکھ کر خداوند تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ اس نے انسان کے استعمال اور فائدے کے لئے کیسے کیسے عجیب درخت پیدا کر دئے ہیں۔ اور کیسے خوب صورت اور شاداب قطعات زمین بنائے ہیں۔

جس وقت ہم چپ چاپ خدا کی قدرت اور صنعت کی تعریف کر رہے تھے۔ اور اس کے عجیب و لاثانی کاموں کو دیکھ کر انگشت بدنداں تھے۔ تو جیک نے سخت حیرت زدہ ہو کر نعرہ مارا۔ اور ایک چیز کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ وہ دیکھو بڑ کا درخت ہے" ہم اٹھ کر دیکھنے چلے۔ تو پیٹرکن نے پوچھا۔ "اور بڑ کا درخت کیا بلا ہے!"

جیک "یہ بہت ہی عجیب درخت ہے جسے تم ابھی دیکھ لوگے۔ اگر میں غلطی نہ کروں یہاں اس کا نام آیا ہے۔ یہ کیسا بڑا درخت ہے۔

پیٹرکن۔ وہ تو ایک نہیں۔ بلکہ کئی درخت ہیں۔

جیک "یہاں ایک ہی ہے یہ تم کو دیکھنے سے معلوم ہوگا" جب ہم وہاں پہنچے۔ تو وہ ایک ہی درخت نکلا۔ حالانکہ ہم نے سمجھا تھا۔ کہ بہت درخت ہونگے۔ اس کی چھال ہلکے رنگ کی تھی۔ اور خوب چمک دار پتے بھالے کی شکل کے اور چھوٹے چھوٹے تھے۔ لیکن سب سے عجیب بات یہ تھی۔ کہ شاخیں جو تنے سے

نکل کر آڑے طور پر پھیل گئی تھیں۔ اُن سے ریشے اور تنے نکل کر زمین میں پیوست ہو گئے تھے۔ اور بجائے خود درخت بن گئے تھے۔ اُن کے اوپر بھی چھال تھی۔ اور شاخوں کے لئے تھونیوں کا کام دے رہے تھے۔ بعض ان میں ایسے مضبوط تھے۔ کہ اصلی تنے اور ریشے میں تمیز کرنا محال تھا۔ علاوہ اس کے سیکڑوں ریشے لٹک رہے تھے۔ جو ہوا کے جھونکے سے ہلتے تھے۔ ہم اس پر اسنے درخت کی آل اولاد دیکھ کر ایسے حیران ہوئے۔ اور خیال کرنے لگے کہ اگر اس درخت کو کافی جگہ مل جائے۔ تو وہ تمام جزیرے میں پھیل جائے گا۔ وہاں سے آگے چل کر ہم نے ایک اور بھی عجیب درخت دیکھا۔ اس کی عجیب ساخت ہمارے بہت مفید مطلب ثابت ہوئی۔ یہ شاہ بلوط کا عالی شان درخت تھا۔

جس وقت ہم شاہ بلوط کے ایک چھوٹے درخت کو دیکھ رہے تھے تو جیک نے کلہاڑے سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا۔ اس کی لکڑی بہت پختہ تھی۔ جس کے چھوٹے تختے بنائے جا سکتے تھے۔ اس لئے یہ درخت ہمارے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا۔

اس کے بعد ہم اپنے جھونپڑے کی طرف لوٹے۔

ہم نے بہت سے پرند بھی دیکھے۔ جن کے پروں کی رنگت نہایت خوب صورت اور بڑی شوخ تھی۔ ہم نے کئی دفعہ کوشش کی۔ کہ کسی پرند کو ماریں یا پکڑیں۔ جیسے تیر کمان اور گوپھن چلا دی۔ مگر نشانہ ہر دفعہ خطا کرتا رہا۔ جب شام ہو گئی تو کبوتروں کا ایک غول پاس سے گزرا جینے گوپھن سے ایک پتھر اُن پر پھینکا۔ اور خوش قسمتی سے ایک کو مار لیا۔ اس کے بعد ہی ہم ایک آواز سن کر متحیر ہو گئے۔ نگاہ اُٹھا کر دیکھا۔ تو بطخوں کا غول ساحل سمندر کی طرف جا رہا تھا۔ ہم

وہاں سے ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قریب تر جا پہنچے۔ تو میںنے جیک سے کہا۔ کہ چلو ایک آدھ بطخ کے مارنے کی کوشش کریں۔ ہم نے پیٹرکن کو ساحل کی طرف بھیجدیا۔ کہ وہ آگ جلائے۔ ہم دوسری طرف بطخوں کے شکار کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور آدھ گھنٹے تک ادھر ادھر تلاش کرتے رہے۔ مگر بطخیں وہاں نہ ملیں۔ ہم لوٹنے ہی کو تھے۔ کہ ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھنے میں آئی۔ اس لئے ہم ٹھٹک گئے ہمارے سامنے دس گز کے فاصلے پر ایک عالی شان درخت کھڑا تھا۔ اس کے تنے کا قطر کم از کم پانچ فٹ تھا۔ اس کی چھال خاکستری تھی۔ اس کی شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ پتے سبز و خوشرنگ تھے۔ اس میں خوب صورت زرد رنگ کے پھل تھے۔ جن کے بوجھ سے شاخیں نیچے جھک رہی تھیں۔ درخت کے نیچے گرے ہوئے پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اور اُن کے درمیان بیس کے قریب چھوٹے بڑے سؤر سوئے پڑے تھے۔ ان کی ایسی غفلت کی نیند سونے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے گرے ہوئے پھل خوب تن کر کھائے ہونگے۔ ہم اُن کو دیکھ کر ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ خراٹے بھر رہے تھے۔

جیک (دھیمی آواز سے) رالف ایک اچھا بڑا پتھر اپنے گوپئے میں رکھو۔ اور اس موٹے سؤر پر زور سے مارو۔ میں اُس دوسرے جانور کو تیر لگاؤں گا۔ یہ کہہ کر اس نے دونو جانوروں کی طرف اشارہ کیا۔

میں ”کیا تم مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ ہم اُن کو پہلے جگا لیں؟ سوتے جانور کو مارنا بڑی بے رحمی کا کام ہے۔“

جیک اگر میں تماشہ دیکھنا چاہتے ہو تو اُن کو اٹھا دو! مگر ہم تو اُن کا گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم کو یقین نہیں۔

کہ ہم ان کو مار لینگے - اس لئے تم نشانہ لگاؤ - مینے جیک کا کہنا مان لیا - اور گوپھن میں ایک بڑا پتھر رکھ کر ایسا نشانہ لگایا - کہ پتھر سؤر کے پہلو میں جا لگا - اور ایک ایسی آواز پیدا ہوئی - جیسی ڈھول پیٹنے سے پیدا ہوتی ہے - مگر جانور کے جسم پر اس کا زیادہ مہلک اثر نہ ہوا - وہ صرف چیخ مار کر اٹھا - اور بھاگ گیا - اتنے میں جیک نے چلّے میں تیر جوڑ کر چھوٹے سؤر کے مارا - تیر کان چھیدتا ہوا زمین میں تمرانہ ہو گیا *

جیک " میرا نشانہ خالی لگا *"

یہ کہہ کر وہ تیر اٹھا کر آگے تیزی سے بڑھا - چھوٹے سؤر نے خوفناک چیخ ماری - اور باقی سؤروں کے ساتھ بھاگ گیا - وہ جھاڑیوں میں جا گھسے - ہم دیر تک ان کا چنگھارنا اور چیخ مارنا سنتے رہے *

جیک یہ تو بہت برا ہوا - جانور چھلا گئے ہیں *

میں " در حقیقت بہت برا ہوا "

جیک " خیر اب چلو - اور پیٹر کن سے جا ملو - کیونکہ دیر ہوتی جاتی ہے "

ہم بلا توقف جنگلوں اور جھاڑیوں میں سے گزر کر تیز قدم ساحل سمندر کی طرف چلے گئے - جب ہم پہنچے - تو دیکھا - کہ آگ جل رہی ہے - اور بہت سا ایندھن پڑا ہے - اور کئی ضروری چیزیں بھی پڑی تھیں - مگر پیٹر کن وہاں نہ تھا - ہم بہت حیران ہوئے - مگر جیک نے کہا - کہ وہ شاید پانی لینے گیا ہو - اس لئے جیک نے زور سے آواز دی - کہ ہم یہاں آپہنچے ہیں - اور ہم ایک چٹان پر بیٹھ گئے - مینے اپنا کوٹ اتار دیا - اور کلہاڑا لے کر لکڑیاں چیرنا شروع کیا - میں اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہ پایا تھا - کہ فاصلہ سے خوفناک چیخیں سنی گئیں - اور سؤروں کا دردناک شور بھی سنا گیا اور خوشی کے

نعروں کی آواز بھی آئی ہے"

میں "میرا خیال ہے۔ کہ پیٹرکن کا سؤروں سے مقابلہ ہو گیا۔"

جیک "جب لوہے سے لوہا بھڑتا ہے تب مزہ ---"

پیٹرکن "اہاہا" جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ ہم فوراً اُسی طرف بھاگے اور دیکھا۔ کہ پیٹرکن چلا آتا ہے۔ اور ایک سؤر کا بچہ بھالے میں پرو رکھا ہے۔

جیک "شاباش برادر! شاباش! آفرین تمہاری مردانگی پر! تم سب سے زیادہ ہوشیار نشانہ باز ہو۔" یہ کہہ کر اُس نے اُس کی پیٹھ ٹھونکی۔

پیٹرکن۔ "جیک۔ دیکھو۔ تم اُس سوراخ کو پہچانتے ہو؟ اور تم اُس تیر کو بھی دیکھتے ہو؟"

اُس نے جانور کو زمین پر رکھ دیا۔ اور اُس کا چھیدا ہوا کان دکھایا۔

جیک "ہاں۔ میں خوب جانتا ہوں۔"

پیٹرکن "تم کو ضرور پہچاننا چاہئے۔ خیر۔ تم اور باتوں کو چھوڑ دو۔ پہلے کھانے کی فکر کرو۔ مجھ کو سخت بھوک لگ رہی ہے۔ سؤروں کے گلّے پر حملہ کرنا دل لگی نہیں ہے۔ اُن کے ساتھ اُن کی دادی ہے جو اُن کی سرگروہ ہے۔"

ہم نے اُس کے بعد کھانا پکانے کی تیاری کی۔ جب ہم نے ایک میز نما چٹان پر سب چیزیں پکا کر اور تیار کر کے چن لیں۔ تو ہمارے سامنے بہت سی مزے دار چیزیں موجود تھیں۔ بھنا ہوا چھوٹا سؤر تھا۔ اور تارو۔ آلو اور آلوچے۔ جنگلی کبوتر کا کباب وغیرہ وغیرہ۔ ان میں پیٹرکن نے گنا بھی شامل کر دیا۔ یہ گنا اُسے ایک خدمت سے [illegible]۔ اور اُسی وقت جبکہ وہ ہم سے علیحدہ ہو کر چلا آیا تھا اور کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کر رہا تھا۔

پینٹی کن "درختوں کی کیاری مربع تھی۔ جو ضرور کسی آدمی نے لگائی ہوگی"۔

جیک "ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اِن علامات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں کچھ مدت پہلے ضرور وحشی رہتے ہونگے"۔

سور کے پکانے میں ہم کو ایک بڑی مشکل پیش آئی۔ ہمیں اس سے پہلے کسی سور کے چرانے اور کاٹنے کا کام نہ کرنا پڑا تھا۔ ہمارے پاس سوائے کلہاڑے کے اور کچھ نہ تھا۔ اور چاقو تو ہم اپنے ڈیرے ہی میں چھوڑ آئے تھے۔ آخر کار جیک اُٹھا اور کہنے لگا "اب فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ پینٹی کن تم اُٹھو اور اس کو پکڑو۔ اس کی پچھلی ٹانگ کو کندے پر رکھو" اُس نے پچھلی ٹانگ کو مع ران کاٹ کر الگ دھر دیا "اب دوسری کو لاؤ" اُس کو بھی اُس نے فی الفور ایک ہی ضرب سے اُڑا دیا۔ جیک نے اُن دونو رانوں میں کئی سوراخ کر دئے۔ اور ایک تیز سرے والی لکڑی اُن میں ٹھونس دی۔ اور اُن کو آگ کے پاس لے جا کر رکھ دیا۔ تاکہ وہ پک جائیں۔ اسکے بعد جنگلی کبوتر کا پیٹ چاک کیا گیا۔ اور نمکین پانی میں ملا کر دھویا گیا۔ اور اُس کو بھی جلتی آگ کے پاس رکھ دیا۔ تاکہ وہ بھی کباب ہو جائے۔ جب گوشت پک رہا تھا۔ تو ہم نے ریت میں ایک گڑھا کھودا۔ اور اس میں آلو۔ رتالو اور آلوچے ڈال دئے اور اوپر ریت ڈال کر آگ جلا دی۔ اور وہ بھی پکنے لگے۔ رتالو گول سے تھے۔ اُن کا چھلکا کھردرا اور بھورے رنگ کا تھا۔ یہ بہت شیریں اور لذیذ تھے۔ آلو بھی شیریں اور بہت ہی مزے دار تھے۔ اور شفتالو بھی ویسا ہی نکلے۔ سور اور کبوتر کے گوشت کا ذائقہ بھی میٹھا اور بہت خوشگوار تھا۔ درحقیقت ہمارا رات کا کھانا بہت ہی عمدہ اور لذیذ تھا۔ اس کو شاہانہ

کھانا کھا جا سکتا ہے۔ اور ہم نے ویسا کھانا کئی ہفتے سے نہ کھایا تھا۔ جیک "ایسا کھانا جہاز پر بھی نہ ملا تھا۔"
پیٹر کن "اگر ہم اسی طرح اچھی اچھی نعمتیں کھاتے رہے تو ہم بڑے پیٹو بن جائینگے۔" اس پر جیک نے کہا۔ کچھ فکر نہ کرو۔ ہمارا چند روز سے یہی حال رہا ہے۔ کہ سوائے تن پروری کی تشویش کے ہمیں کوئی کام نہیں ہے۔ اور ہر وقت اچھی اچھی مزے دار چیزیں تلاش کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ الغرض ہم نے اپنا کھانا خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور اخیر میں شفتالوؤں پر ہاتھ صاف کیا۔ جب اس سے فارغ ہو گئے۔ تو شاخوں کے پلنگ پر لیٹ گئے۔ اور اوپر مونگے کی چٹان سائبان کا کام دے رہی تھی۔

گیارھواں باب

عجیب پرند اور دریافتیں

جب ہم صبح کو اٹھے تو دیکھا کہ سورج بہت چڑھ گیا ہے۔ اس سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر رات کو خوب پیٹ بھر کھانا کھایا جائے تو آدمی صبح کو جلدی اٹھ نہیں سکتا۔ مگر جب آنکھ کھلی۔ اور اٹھ بیٹھے۔ تو ہمیں جسم میں قدرے زیادہ توانائی معلوم ہوئی۔ ہم نے حسب معمول کھاڑی میں جا کر غسل کیا۔ اس سے طبیعت تر و تازہ اور ہلکی ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے کھانا کھایا۔ اور سیر کو چل دئے۔ ہم بمشکل ایک میل گئے ہونگے۔ کہ طبیعت بہت بشاش اور شگفتہ معلوم ہونے لگی۔ جو اکثر ایسے شاداب اور خوشگوار علاقے کی صحت

آف زاب وہوا کے اثر کے باعث ہو جاتی ہے"۔ ایک موڑ آیا۔ ہم دوسری طرف لوٹے۔ ہماری نظر ایک خوب صورت مجمع الجزائر۔ پر جا پڑی اور اسی وقت وہی خوفناک آواز آئی۔ جو چند روز پیشتر رات کے وقت سُنی گئی تھی۔ ہم اس دہشت ناک آواز کو سُن کر خائف ہو گئے۔ مگر ایسے نہ ڈرے جیسے کہ چند دن پہلے۔ کیونکہ اُس وقت رات تھی۔ اور اس وقت دن تھا۔ میں نے اپنے ذاتی تجربے سے معلوم کیا ہے۔ کہ رات کے وقت آدمی زیادہ ڈر جاتا ہے۔ مگر دن کو بہت کم۔ آواز سُنتے ہی پیٹر کن نے بھالا آگے کی طرف پھینک دیا۔ اور بولا "یہ کیا بلا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر رات دن ہم اسی خطرے کی حالت میں رہینگے۔ تو ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ جس قدر جلد یہاں سے چل دیں۔ اُسی قدر بہتر ہے۔ گو یہاں طرح طرح کی نعمتیں حاصل ہیں۔ مگر ہم ہمیشہ اندیشناک تو رہینگے"۔ اس کے بعد زور سے ایک ہولناک شور اٹھا۔

جیک۔ "یہ آواز ایک جزیرہ سے آتی ہے"۔

پیٹر کن۔ "یہ تو کسی گدھے کی روح ہوگی۔ کیونکہ میں نے ایسی عجیب آواز پہلے کبھی نہیں سنی"۔ ہم نے مجمع الجزائر کی طرف بغور دیکھنا شروع کیا۔ اور ہمیں سب سے بڑے جزیرے پر عجیب مخلوق نظر آئی۔

پیٹر کن: "حیرت زدہ ہو کر" وہ سپاہی معلوم ہوتے ہیں۔" اگر سچ پوچھو۔ تو پیٹر کن کا خیال مجھے درست معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اتنے فاصلے سے وہاں سپاہیوں کی ایک جماعت معلوم ہوتی تھی۔ وہاں سب کے سب کھڑے تھے۔ اور کچھ آگے پیچھے کوچ کر رہے تھے۔ بعض قطاروں اور مربعوں میں کھڑے تھے۔ اُن کے جسم پر نیلے کوٹ اور سفید پتلونیں تھیں۔ جس وقت ہم اُن کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تو ہیبت ناک آواز پھر آئی +

پیٹر کن " وہ رجمنٹ حبشیوں کو قتل کرنے کے لئے بھیجی گئی ہوگی " یہ سنکر جیک نے ایک قہقہ لگایا۔ پیٹر کن وہ تو پنگن (ایک قسم کی بحری چڑیا) ہیں!"

پیٹر کن " پنگن ؟"

جیک " ہاں پنگن اور کچھ نہیں۔ وہ سمندری پرند ہیں۔ میں تم کو وہاں لے جاکر دکھادوں گا۔ کہ وہ بحری پرند ہیں۔ جب ہم اپنے جھونپڑے میں چلینگے۔ تو ایک کشتی بنانا شروع کرینگے۔ جس میں بیٹھ کر ہم ارد گرد کے جزائر کی سیر کرینگے +

پیٹر کن " آخر یہ بدروحیں اور سپاہی پنگن ہیں۔ بہت خوب۔ اگر وہ سمندری پرند ہیں۔ تو ہمیں اپنے سفر پر بلا توقف روانہ ہوجانا چاہئے تاکہ یہ جزیرہ چاروں طرف سے دیکھ لیا جائے +

جس وقت ہم جارہے تھے۔ تو میں اس نئی دریافت پر غور کرنے لگا۔ ان عجیب پرندوں کی صورت میرے دل پر نقش ہوگئی۔ کیونکہ جیک نے ان کا مفصل حال ہم سے بیان نہ کیا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ کشتی جلد بنائی جائے۔ اور میں جاکر ان عجیب پرندوں کو بخوبی دیکھ لوں۔ مگر آہستہ آہستہ یہ خیالات دل سے نکل گئے۔ اور میں ارد گرد کے عجائبات دیکھنے میں مشغول ہوگیا۔ اور نئی چیز کو خوب غور اور شوق سے دیکھنے لگا +

ہم ادھر ادھر خوب سیر کرتے رہے۔ جزیرے کا دو تہائی حصہ سطے کرلیا۔ جب رات ہوئی۔ تو وہ بھی پہلی رات کی مانند سفر میں گذاردی اور ارادہ کیا کہ اگلی رات کو اپنے جھونپڑے میں جاکر سوئینگے۔ دوسرے دن کی سیاحت میں کوئی نئی بات پیدا نہ ہوئی۔ پرند اور ساحل سمندر

تھا اسی قسم کا تھا جس قسم کا پہلے دن نظر آیا تھا۔

ہم نے جنگل میں سوروں کے غول دیکھے۔ مگر ہم نے اُن کو شکار نہ کیا۔ کیونکہ ضرورت کے مطابق بہت سامان خورونوش دستیاب ہو گیا تھا۔ ہمنے اُنکے پاؤں کے نشانات دوسری جگہ بھی دیکھے۔ اور اُنھی میں ایک اور جانور کے پاؤں کا نشان دیکھا۔ اگلے دن صبح کے وقت ایک مقام پر بھی نشانات بڑی کثرت سے دیکھے۔ اور کچھ فاصلے پر جا کر ایک تنگ ڈنڈی دکھائی دی۔ اور نشانات جنگل تک چلے گئے۔ راستے میں بہت سی جھاڑیاں تھیں۔ جن سے ہم مشکل گزر سکے۔ ہمارے دلمیں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اس جانور کو تلاش کرنا چاہیئے۔ کہ کیا ہے ✦

ہم اُسی تنگ ڈنڈی اور گنجان بیلوں اور جھاڑیوں سے گذر کر ایک کشادہ قطعہ پر جا نکلے۔ ہم نے وہاں ایک دھیمی چیخ سنی۔ اور ایک سیاہ رنگ جانور کو ایک جگہ پر کھڑا دیکھا ✦

جیک رچلے میں تیر چڑھا کر "یہ جنگلی بلی ہے"۔ مگر جیک نے جلدی میں تیر چلا دیا۔ وہ نشانہ پر نہ لگا۔ لیکن بلی اپنی جگہ سے نہ بھاگی۔ بلکہ تیر کے پاس آہستہ آہستہ جا کر اُس کو ناک سے سونگھنے لگی ✦

جیک چلایا "یہ عجیب جانور ہے۔ مینے ایسی بلی کبھی نہیں دیکھی" ✦

پیٹر کن دبھالا حملہ کے لیئے اُٹھا کر) "یہ تو پالتو جنگلی بلی ہے" ✦

میں اس کے کندھے پر ہاتھ دھر کر) پیٹر کن "ٹھیرو۔ یہ جانور اندھا معلوم ہوتا ہے۔ جس وقت چلتا ہے تو شاخوں سے ٹکراتا ہے"۔ یہ کہہ کر میں بلی کی طرف لپکا۔ آخر کار ہم نے معلوم کر لیا۔ کہ بلی نہ صرف اندھی تھی۔ بلکہ بہری بھی تھی۔ کیونکہ اس نے ہمارے پاؤں کی آہٹ نہ سُنی۔ جب ہم بالکل قریب پہنچے۔ تو وہ چھلانگ مار کر الگ جا رہی۔ اپنی دُم اور پشت اُٹھا کر غرانے لگی ✦

پیٹر کن (ہاتھ بڑھا کر) "میری پیاری بلی"۔ اور اس کو اس طرح سے

پچکارنے لگا۔ جس طرح گھر کی بلّی کو۔ جب بلّی نے پیٹر کن کی محبّت آمیز آواز سُنی۔ تو اُس کا تمام غصّہ کافور ہو گیا۔ وہ پیٹر کن کی طرف بڑھی۔ اُس نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ بلّی پیٹر کن کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ اور گھر گھر کرنے سے ظاہر کرنے لگی۔ کہ وہ بہت خوش ہے۔ پیٹر کن نے اُسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور کہنے لگا "یہ ہرگز جنگلی بلّی نہیں ہے۔ یہ پالتو ہے۔" ہم پیٹر کن کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور بلّی کو اُس کی گود میں دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ بلّی کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ اپنا سر کبھی پیٹر کن کی گالوں سے رگڑتی۔ اور کبھی اُس کی ٹھوڑی کو چاٹتی۔ اور کبھی بلند آواز سے گھر گھر کرتی۔ وہ اُس وقت مارے خوشی کے دیوانی ہو رہی تھی۔ اُسکی یہ حالت دیکھ کر ہمنے یہ خیال کیا۔ کہ اُسے پہلے کسی آدمی کے پاس رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ سو وہ یا تو اتفاقاً بھٹک گئی۔ یا ارادتاً چھوڑ دی گئی۔ اور مدّت دراز سے اسی جزیرے میں رہتی ہے۔ اس لئے دوبارہ انسان سے مل کر بہت خوش ہو رہی ہے۔ جب ہم بلّی کو پیار کر رہے تھے۔ تو جیک نے اِردگِرد دیکھ کر کہ کسی آدمی نے درخت کاٹ کر اِس قطعہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ یہ تبر کا کام ہے یہاں کٹے ہوئے درختوں کے نشان ہیں۔ ہم نے اُٹھ کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جیک کا خیال درست تھا۔ اسکے بعد ہمنے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ دیکھیں۔ پگڈنڈی کہاں جا کر ختم ہوتی ہے۔ پیٹر کن۔ بلّی کو بغل میں لیکر چل نکلا۔ چند منٹ کے بعد بلّی اُسکی بغل ہی میں سو گئی۔ پگڈنڈی ندی کے کنارے ایک جانب کو کچھ فاصلہ پر چلی گئی۔ ہم چلتے چلتے ایک مقام پر پہنچے۔ وہاں ایک بھدّے پل کے کھنڈرات پائے گئے۔ جسکے پتھر اکھڑ کر ندی میں گر گئے تھے۔ اور جو ندی کے کنارے پر تھے۔ اُنکے اوپر کائی اُگی تھی۔ ہم حیرت زدہ مگر چپ چاپ آگے بڑھتے چلے گئے۔ چند گز آگے جا کر ایک دو ڈی کے درخت کے نیچے ایک جھونپڑا نظر پڑا۔ اس جھونپڑے کو دیکھ کر جو جو خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوئے۔

میں اُن کو بخوبی بیان نہیں کر سکتا۔ ہم دیر تک انگشت بدنداں کھڑے دیکھتے رہے۔ کیونکہ اس جھونپڑے کے اِردگرد ویرانی اور سناٹا تھا۔ اس کے بعد ہم نے اشاروں میں گفتگو شروع کی۔ کیونکہ منہ سے بات نہیں نکلتی تھی اور ایک غیر فطرتی خوف نے ہمارے کلیجے کو دہلا دیا۔ پیٹکن بھی ہکا بکا تھا۔ حالانکہ وہ ہمیشہ ظریفانہ انداز سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اس غیر آباد اور ویران جھونپڑے کے اِردگرد ایک قسم کی اُداسی شہر خموشاں کی سی چھا رہی تھی۔ جس نے ہمارے دلوں کو خوف زدہ کر دیا۔ چند لمحے کے لئے ہمارے حواس خطا ہو گئے۔ اِس جھونپڑے کی بیرونی وضع بہت عجیب تھی۔ وہ انسانی بستی سے بہت دور تھا۔ وہ پرانا تھا اور خستہ شکستہ حالت میں پڑا تھا۔ اس کی بناوٹ سیدھی سادی تھی۔ کوئی بارہ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا تھا۔ اور کوئی سات آٹھ فٹ بلند تھا۔ اس میں ایک ہی کھڑکی تھی۔ دروازہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ اور بھدّے تختے لگ رہے تھے۔ چھت کے اوپر ناریل اور کیلے کے چوڑے پتے ڈالے گئے تھے۔ کائی اور سبز گھاس بڑی کثرت سے اُس کے اوپر اُگ رہی تھی۔ لکڑی کے کام میں جابجا بیسیوں سوراخ تھے۔ چھت قریباً تمام گر پڑی تھی۔ اگر موٹی موٹی بیلوں کا جال پھیلا ہوا نہ ہوتا۔ تو شائد تمام چھت گر پڑی ہوتی۔ روئی کے درخت اور دوسری قسم کے درختوں کی شاخوں نے اُسے بالکل چھپا رکھا تھا۔ جن کے باعث بڑا سایہ پیدا ہو گیا تھا۔ گھر کے قریب جانے سے پیشتر ہم دیر تک آہستہ آہستہ گفتگو کرتے رہے۔ لیکن جب ہم اُسکے قریب تر گئے۔ تو میرے دل میں بڑا خوف پیدا ہوا۔

پہلے تو جیک نے کھڑکی ہی میں کھڑے ہو کر اندر نگاہ ڈالی۔ مگر درختوں کی شاخیں اور بیلوں کے جال روشنی کی راہ میں مزاحم ہو رہے تھے۔ اور جھونپڑے کے اندر تاریکی تھی۔ اس لئے کوئی چیز دکھائی نہ دی

ہلنے دروازے کی بتی کھولنے کی کوشش کی۔ چٹخنی لوہے کی تھی۔ مگر زنگ خوردہ تھی۔ یہی حال قبضوں کا تھا۔ جب تختہ پیچھے ڈھکیلا گیا۔ تو آواز پیدا ہوئی۔ جب ہم اندر جا گھسے۔ تو دیر تک چپ چاپ کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھتے رہے۔ اندر کوئی سامان نہ تھا۔ صرف ایک چوبی تپائی تھی۔ اور ایک آہنی ہانڈی بھی جسے زنگ نے چھلنی کر دیا تھا۔ کونے میں ایک چارپائی تھی۔ جس کے اوپر دو ٹھٹھریاں تھیں۔ جو خاک کے ڈھیر میں دب رہی تھیں۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ ہم ان کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھے۔ ایک ٹھٹھری تو انسان کی تھی اور دوسری کتے کی جو آدمی کی ٹھٹھری کے اوپر پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے اِن چیزوں کو خاص دلچسپی سے دیکھنا شروع کیا۔ جب ہم ان کو دیکھ رہے تھے۔ تو ہماری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ کچھ دیر کے بعد ہم میں یہ گفتگو شروع ہوئی کہ اگر ہو سکے۔ تو اس بدنصیب آدمی کی تاریخ اور اسکے نام کا پتہ لگایا جائے۔ جس کا ایسا غمناک حشر ہوا ہے اور جس کا غمگسار اور نوحہ کرنے والا وفادار کتا اور ایک بلی تھی مگر ہمیں نہ تو کوئی کتاب ملی۔ اور نہ کاغذ کا پرزہ۔ مگر ہم کو گلے سڑے کپڑوں کے چیتھڑے اور ایک پرانا کلہاڑا ملا۔ ان کے اوپر کسی قسم کے نشان نہ تھے۔ کیونکہ وہ مدت کے تھے۔

اس سے ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ پہاڑ کی چوٹی کے کٹے ہوئے درخت کے ٹھنٹھ کے اوپر جو حروف کندہ تھے۔ اور اَور چیزیں جو دورانِ سیاحت میں ملیں۔ وہ سب اسی آدمی کی تھیں۔ ہمارے دل بہت افسردہ ہوئے۔ کہ جس طرح اِس بدنصیب آدمی کا افسوسناک حشر ہوا ہے ہمارا بھی ہوگا بشرطیکہ کوئی جہاز اِس طرف نہ آئے۔ یا وحشی لوگ ہماری دستگیری نہ کریں۔ اِس کے بعد ہم سوچنے لگے۔ کہ یہ آدمی یہاں کس

طرح آیا ہوگا۔ اور کس ارادے سے آیا ہوگا؟ میرا خیال تھا۔ کہ کوئی جہاز اِس جزیرے کے ساحل کے قریب برباد ہو گیا ہوگا۔ اور یہ آدمی معہ کُتّے اور بلی کے زندہ بچکر یہاں آ گیا ہوگا۔ باقی لوگ غرق ہو گئے ہونگے۔ جیک کا خیال یہ تھا کہ وہ جہاز چھوڑکر آ گیا ہوگا اور اپنے ساتھ کُتّے اور بلی بھی لیتا آیا ہوگا۔ تاکہ دل اُداس نہو۔

جس وقت ہم اردگرد کی چیزوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔ تو پیٹر کن نے کہا۔ جیک یہاں ایک اور چیز بھی ہے۔ جو ہمارے لئے کارآمد ثابت ہوگی۔

جیک (لپک کر) "وہ چیز کن کیا ہے؟"

پیٹر کن۔ ایک پرانا پستول اور اُس نے پستول اوپر کو اُٹھایا۔ کیونکہ وہ مٹی اور کوڑے کرکٹ کے نیچے دبا پڑا تھا۔"

جیک۔ اگر ہمارے پاس بارود ہوتی۔ تو یہ پستول درحقیقت مفید ہوتا۔ اب تو اِس سے کمان اور گوپھن زیادہ کام کی چیزیں ہیں۔

پیٹر کن۔ تم سچ کہتے ہو۔ کہ بارود کے بغیر وہ کسی کام کا نہیں ہے۔ مگر ہم اُسے ساتھ لے جانا چاہئے۔ ایک گھنٹے میں ہم اِدھر اُدھر کی چیزیں دیکھ چلے۔ تو پیٹر کن نے بلی کو اُٹھا لیا اور ہم نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی۔ جس وقت جھونپڑے سے نکلے۔ تو جیک کا سر دروازے کی چوکھٹ سے ٹکرایا۔ وہ بہت ہی گل گئی تھی۔ اور جس لگنے ہی سے گرنے کے قریب ہو گئی۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ اُسے اچھی طرح گرا دیں۔ اور ٹھٹھری کے اوپر ایک پتھر بنا دیں۔ اِسلئے جیک نے کلہاڑا مار کر چوکھٹ کو گرا دیا۔ اُسکے ساتھ ہی تمام جھونپڑا ہی نیچے آ پڑا۔ پھر ہم وہاں سے چلے گئے۔ اپنے ساتھ اُنکی ہانڈی۔ پستول اور زنگ خوردہ کلہاڑا بھی لیتے گئے۔ کیونکہ وہ ہمارے کام کا تھا۔ باقی ماندہ وقت میں ہم سفر کر رہے تھے۔ اور بڑی وادی کا دوسرا سرا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جو

باقی ماندہ وادی کی مانند تھا۔ جب تک ہم اپنے جھونپڑے میں نہ پہونچ گئے۔ ہمارے دلوں پر رنج کا بوجھ رہا۔ جس وقت ہم اپنے ڈیرے میں آ گئے۔ اور ہر ایک چیز اسی حالت میں پائی۔ جس طرح چھوڑ گئے تھے۔

بارھواں باب

کشتی بنانا

آرام کرنا جسم دل و دماغ کے لئے بہت مفید ہے۔ ہمیں آرام کی سخت ضرورت تھی۔ جب ہم گھر لوٹ کر آئے۔ جب وہ سفر جس کا بیان گزشتہ باب میں آیا ہے۔ ختم ہو چکا۔ تو ہم نے آرام کو بہت ہی شیریں اور طبیعت کو خوش کن پایا۔ ہمارا سفر کوئی لمبا سفر نہ تھا۔ مگر ہم تمام دن مارے مارے پھرتے اور ہر ایک چیز کو بنظر غور دیکھتے پھرے۔ اس سے ہمارے جسم بہت تھک گئے۔ بہت سی عجیب عجیب چیزیں دیکھتے دیکھتے جی اکتا گیا اور معروفیت سے دماغ پریشان ہو گیا تھا۔ ہمیں بہت سی ایسی خوفناک اور غم انگیز چیزیں دیکھنی پڑی تھیں۔ جن کے دیکھنے کا شان و گمان بھی نہ تھا۔ ان کے دیکھنے سے ہمارے دلوں میں بہت گہرے گہرے خیالات پیدا ہو گئے تھے۔ اس لئے جب ہم گھر واپس گئے تو اپنے جھونپڑے کے نیچے اپنے قدرتی بستر پر دراز ہوئے۔ تو فوراً بہت گہری نیند آ گئی۔ میں اس امر کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم تمام رات اور دن پڑے سوتے رہے۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آفتاب مغرب میں چھپنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ہماری حالت اچھی نہ تھی۔ بدن سست تھا اور طبیعت بے چین تھی۔ غنودگی طاری تھی۔ گویا کسی رات کی بد خوابی ہے۔ ہم نے کھانا کھایا اور پھر سو گئے۔ جب ہم صبح

کے وقت بیدار ہوئے - تو طبیعت ہشاش بشاش - دل مسرور اور دماغ تر و تازہ معلوم ہوئے - ہم کو یہ اندیشہ ہوگیا کہ ہم دن اور تاریخ کا حساب نہ بھول جائیں - کیونکہ جب سے ہم کو جزیرے پر رہنا پڑا - ہم نے برابر تاریخ اور ماہ کا حساب رکھا - ہم اتوار کے دن آرام کرتے - جیسا کہ نیک عیسائیوں کا قاعدہ ہے - اور تمام دنیاوی کام کاج بند کر دیتے - اس لئے اُٹھتے ہی اس امر پر بحث شروع ہوئی - کہ ہم کتنے گھنٹے سوتے رہے - اور کس تاریخ کو پیدا ہوئے - آخر کار ہم نے شمار کر کے حساب لگا لیا اور تاریخ معلوم ہو گئی - اس کے بعد ہم غسل کرنے کے لئے چلے گئے +

پھر میں اس تالاب کی طرف کپڑے پہن کر گیا - جس میں مَیں نے چند روز پیشتر مچھلیاں ڈالی تھیں - جب وہاں پہنچا - تو مچھلیوں کو مُردہ پاکر بہت حیران ہوا - مجھ کو یہ کیفیت دیکھ کر سخت رنج ہوا - کہ مچھلیاں کیسے مر گئیں +

پیٹر کن نے کہا - تم کو اور کیا توقع تھی ؟ مچھلیاں بحر الکاہل کے نمکین پانی میں رہنے کی عادی ہیں - وہ ایسے تالابوں میں کب زندہ رہ سکتی ہیں +

میں "ہاں یار تمہارا خیال دُرست ہے" مگر تمہاری دلیل غلط معلوم ہوتی ہے +

پیٹر کن (چلاکر) "جیک یہاں جلدی آؤ - رالف پھر فلاسفی چھانٹنے لگا ہے" +

جیک (نزدیک آکر) "کیوں بھئی کیا ماجرا ہے ؟" میں نے کُل حال جیک سے بے کم و کاست کہہ دیا - اس نے مجھ سے اتفاق کیا - اور کہا - یہ پانی بہت نمکین ہے - اس میں مچھلیاں زندہ نہیں رہ سکتیں - اسلئے ضروری ہے - کہ مچھلیوں کو ڈالنے کے بعد گاہے گاہے تازہ پانی ملا دیا

کرو- تاکہ وہ پانی اُسی قدر نمکین رہے- جس قدر سمندر کا ہے"۔

میں "جیک تمہارا خیال بالکل درست ہے- مجھ کو یہ بات پہلے سوجھی تھی"۔

جیک "تمہارے تالاب میں شیریں پانی اُسی حالت میں رہ سکے گا- جس حالت میں کہ تم اُس کو سمندر کا ایک چھوٹا سا نمونہ یا خلاصہ بناؤ- جب تک تم ایسا نہ کرو گے- تم کو کامیابی نہ ہو گی"۔

میں "بہت اچھا- مگر یہ کام بہت مشکل ہے"۔

جیک "بالکل نہیں" اور اُس نے تو لیئے کی گیند بنا کر پیٹر کن کے منہ پر ماری- کیونکہ وہ چند منٹ سے اُس کی طرف عجیب نظر سے دیکھ رہا تھا اور آنکھ سے اشارے کر رہا تھا "بالکل نہیں- بہت اچھا- تم اپنے تالاب میں سمندر کے پانی کو بھر لو- تالاب کے کنارے پر نشان بنا رکھو- جب پانی نشان سے نیچے اُتر جائے تو اور پانی ملا دو- تاکہ برابر رہے- سمندر میں ہر قسم کی سمندری گھاس ہے- جا کر کچھ گھاس لاؤ- اور اپنے تالاب میں لگا دو- مگر گھاس ہری اور پتھروں پر اُگی ہوئی ہو! اگر یہ نہ ہو سکے- تو کسی چٹان کا ٹکڑا جس کے اوپر سمندری گھاس اُگ رہی ہو- توڑ کر لے آؤ- اور یہاں لا کر ڈال دو- کچھ ریت پتھر اور کنکر بھی ڈال دو- تب کہیں جا کر تالاب مکمل ہو گا- اور سمندر کا خلاصہ بن جائیگا۔

پیٹر کن (جو بڑی توجہ سے سن رہا تھا) "نہیں ایسا کرنا مناسب نہیں- اُسے پہلے ایسا بناؤ- جس میں تین لڑکے غوطہ لگا سکیں- تب تالاب سمندر کا نمونہ بنجائیگا- مگر یہ بہت مشکل کام ہو گا- کیونکہ وہ غوطہ خور لڑکے فلاسفر بھی ہونے چاہئیں- آہا! یہ کیا! یہ تو کیکڑا ہے اور عجیب کرتب دکھا رہا ہے- میں اسے ضرور پکڑ کر لے جاؤں گا"۔

ہم فوراً تالاب کے قریب گئے- ہم کو ایک کیکڑا دکھائی دیا- جیکے

مگر تب دیکھ کر ہم بہت محظوظ ہوئے۔ وہ کیکڑا معمولی قسم کا تھا۔ جو انگلستان کے ساحلوں پر بکثرت ملتا ہے۔ ہم اُس کی طرف دیکھتے رہے اور اُس کی پشت کا چھلکا پھٹتا ہوا دیکھا۔ اور ایک گوشتین لوتھڑا نکل پڑا۔ جو لگاتار پیچ و تاب کھاتا تھا۔ وہ چند ہی منٹ میں بڑھ کر بہت بڑا ہوگیا۔ اور آخر ہوتے ہوتے کیکڑے کے برابر ہوگیا۔ اسکا دھڑ اور اُس کے بازو معمولی قد کے کیکڑے کی مانند بن گئے*

پیٹر کن میں نے ایک آدمی کی بابت سُنا ہے۔ کہ اس نے اپنا پرانا جامہ اُتار پھینکا۔ مگر میں نے ایسے کیکڑے کو کبھی نہیں دیکھا تھا*

سچ پوچھو تو ہم کیکڑے کی یہ کیفیت دیکھ کر بہت متحیر ہوئے۔ وہ بہت نرم معلوم ہوتا تھا۔ مگر دوسری صبح کو اس کا چمڑا خشک ہو کر سخت ہوگیا۔ وہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ کیونکر کیکڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اور نشو و نما پاتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پیشتر ہمارا خیال تھا۔ کہ یہ ننھا سا جانور اپنے کرخت چمڑے سمیت بڑھتا ہے*

اس کے بعد چند روز تک پیٹر کن اور جیک ایک چھوٹی سی کشتی بنانے میں مصروف رہے۔ اس میں شاہ بلوط کے درخت کے تختے لگائے گئے۔ میں ہر روز اپنے تالاب کے کنارے جا بیٹھا کرتا۔ اور آتشی شیشے سے پانی کی اشیا اور اُن کی حقیقت معلوم کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے وہاں گل ہوا کو دیکھا۔ جو چٹانوں پر پیدا ہوا۔ اور ہمیشہ بڑھتا گیا۔ اسکے بازو نکلے۔ یہاں تک کہ پورے قد کا ہوگیا۔ میں نے اسی تالاب میں دیکھا۔ کہ مونگے کے ننھے ننھے کیڑے کس طرح عجیب کام کرتے ہیں۔ اور اتنے بڑے بڑے جزیرے بنا ڈالتے ہیں۔ یہ کیڑے گو ننھے تھے۔ مگر بہت خوبصورت تھے۔ وہ اپنے خون سے ایک دھاگے کے ذریعے باہر نکلا کرتے۔ اور ایک قسم کی پردار گیند سے کام کیا کرتے تھے۔ میں نے یہاں

اُن کیکڑوں کو بھی دیکھا۔ جن کے بدن کے اگلے ہی حصے پر چھلکے ہوتے ہیں۔ مگر سب سے عجیب مینے ایک جانور دیکھا۔ اُس میں عجیب طاقت تھی۔ آخر کار وہ جانور بیمار ہوگیا۔ اُس نے اپنا پیٹ اور دانت نکال پھینکے۔ اور چند ماہ میں اُس کی تمام چیزیں بالکل نئی نکل آئیں۔ مینے اسی قسم کی بیسیوں چیزیں تالاب میں آتشی شیشے سے دیکھیں۔ مگر میں اُن کی مفصل کیفیت کچھ یہاں قلم انداز کر دونگا کیونکہ مجھے اِس جزیرے کے تمام حالات اور واقعات جو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہے۔ یہاں درج کرنے ضرور ہیں +

تیرھواں باب

جیک کے ڈوبنے کا گمان

ہمارے لمبے سفر کے تین ہفتے بعد ایک روز صبح کے وقت پیٹرکن نے کہا۔ آؤ جیک آج چھٹی منائیں۔ اور کہیں سیر کرنے چلیں۔ ہر روز کشتی کے لیئے تختے کاٹتے۔ چھانٹتے۔ اور درست کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ اِس کشتی کا بنانا ایسا ہی دشوار ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح کو اپنی کشتی بنانے میں دِقت پیش آئی تھی۔ آؤ آج پہاڑ پر تفریح کے لئے چلیں۔ یا جنگلی بطخوں کا شکار کھیلیں۔ یا سؤروں پر حملہ کریں۔ تمہاری کیا رائے ہے +

جیک (کلہاڑا ٹھیک کر) اگر بھئی تمہارا بھی ارادہ ہے۔ تو میں پانی کے قدرتی فواروں کی سیر کرنے کو ترجیح دونگا۔ پچھلی دفعہ تو ایک فوارے نے تم کو زمین پر اُٹھا کر پھینک دیا تھا۔ اب کی دفعہ شاید تم کو زمین سے دو چار گز اوپر اچھال دے +

پیٹرکن (سنجیدگی سے) بھئی جیک تم تو دل لگی کے بہت شائق

ہو۔ میں فوّاروں کی سیر کرنا پسند نہیں کرتا۔ اگر تم اپنے ارادے سے باز نہ آؤ گے۔ تو مجھے اندیشہ ہے کہ باہمی بھلائی کی غرض سے جدا ہونا پڑے گا ۔

جیک (مسکراکر) " اچھا تو تم کیا چاہتے ہو؟ "

پیٹر کن " میں کچھ نہیں چاہتا۔ میرا ارادہ سیر و شکار کا ہے ۔ جس سے ورزش جسمانی اور تفریح طبع ہو۔"

میں " ہم نے اس عجیب جانور کی جو فوّاروں کے قریب تھا۔ حقیقت معلوم نہیں کی ہے۔ چلو آج اس کو دیکھ آئیں "

پیٹر کن ۔ " میں اس جانور کو جانتا ہوں "

میں " وہ کونسا جانور ہے "

پیٹر کن " وہ بہت عجیب جانور ہے " ! یہ کہہ کر وہ لکڑی کے اس کندے پر سے جس پر دیر سے بیٹھا ہوا تھا اٹھا اور کمربند باندھنے لگا ۔ جس میں اس نے ایک بھاری لٹھ ٹھونس لیا ۔

جیک ۔ " بہت اچھا۔ چلو آج پھر فوّاروں کی سیر کریں ۔ اور پتہ لگالیں کہ وہ کون جانور تھا "

پیٹر کن " تم اپنا بھالا بھی لیتے چلو۔ شاید اس کی ضرورت پڑے ۔ یہ کہہ کر وہ جھونپڑے کی طرف تیر کمان لینے گیا ۔

ہم نے فوّاروں کی سیر کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور عجیب جانور کی حقیقت دریافت کرنے کا بھی قصد کیا۔ اِس لئے ہم اپنے گھر سے روانہ ہوئے ۔ جہاں فوّارے چھوٹ رہے تھے ۔ وہ مقام ہمارے جھونپڑے سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے ۔ تو ہم چٹان کے چھجے کی طرف جو پانی کے اوپر جھکا ہوا تھا چلے ۔ اور نیچے سمندر کا پانی بغور دیکھنے لگے ۔ ہم نے اسی جانور کو وہاں دیکھا کہ وہ اپنی دم آہستہ آہستہ

آگے پیچھے ہلا رہا تھا۔

جیک :- "یہ بہت عجیب جانور ہے"۔

بیں :- "بیشک بہت ہی عجیب ہے"۔

پیٹر کن :- "دیکھو تو سہی" ہر چیز کو اپنی دم سے پیٹ رہا ہے"۔

جیک پچھلی دفعہ تم سے کچھ نہ ہوا تھا۔ تم نے ہر چند بھالے سے اس جانور کو یہاں سے اٹھانا چاہا۔ مگر تمہاری تمام کوشش بیکار گئی۔ مگر اب تم مجھ کو دو دو ہاتھ کر لینے دو۔ اگر اس جانور کا دل ہے۔ تو میں اس سے بھالے کی انی سے چھید دونگا۔ اگر اس کا دل نہ ہوا۔ تو میں بھالا ایسا تاک کر لگاؤں گا۔ کہ وہ دم دبا کر بھاگتا ہی نظر آئے"۔

جیک (قہقہ مار کر) "اچھا بھئی۔ تم بھی اپنے دل کے ارمان نکال لو"۔

پیٹر کن نے بھالا اٹھایا۔ پہلے تو اس کو ہاتھ سے تولتا رہا۔ پھر فی الفور سمندر میں پھینک دیا۔ پہلے تو جانور کی پشت میں سے گزرتا ہوا معلوم ہوا۔ مگر چشم زدن میں صاف اوپر نکل آیا۔ لیکن جانور جہاں کا تہاں رہا۔ اور دم ہلاتا رہا۔

پیٹر کن (سنجیدگی سے) "یہ عجیب بے دل جانور ہے۔ بس اب اور کیا کروں"۔

جیک :- "مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ اس کی پشت فاسفورس کی مانند چمکدار ہے۔ مگر میں حیران ہوں۔ کہ یہ یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ میں بھی بہت متعجب ہوا۔ اور جیک کے خیال کی تائید کرنی چاہی۔ کہ شاید یہ کسی فاسفورس چیز کی جھلک ہے جو ہماری نگاہ کو دھوکہ دے رہی ہے۔ کیونکہ اسی قسم کی سبز چمکدار چیزیں اثنائے سفر میں بہت سی دیکھنے میں آئی تھیں"۔

ہیں۔ اب ہم کو یقین ہو گیا ہے۔ کہ یہ شارک مچھلی نہیں ہے۔ چلو غوطہ ماریں۔ اور قریب جاکر دیکھیں کہ کیا چیز ہے؟"
جیاک (کپڑے اُتارتے ہوئے) ٹھیک ہے۔ میں پہلے جاتا ہوں۔ کیونکہ میں تیرنے میں تم سے ہوشیار ہوں۔ ڈالف۔ تم باہر ہی رہو۔ آگے سے ہٹ جاؤ۔ اور وہ چھلانگ مار کر پانی میں جا کودا۔ ایک دو سکنڈ تک وہ بسبب جھاگ کے جو اُس کے کودنے سے پیدا ہو گئی تھی۔ نظر نہ آسکا۔ جب وہ اوپر اُبھرا۔ تو وہ سبز چیز کے درمیان تیرتا ہُوا دیکھا گیا۔ اِس کے بعد وہ یکایک پانی کے اندر چھپ گیا۔ اور ہماری نظر سے بالکل غائب ہو گیا۔ ہم ایک منٹ تک اُس جگہ دیکھتے رہے جہاں وہ پانی میں غائب ہو گیا تھا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ وہ سانس لینے کے لئے پھر سطح آب پر آنکلے گا۔ مگر ایک منٹ پورا ہو گیا۔ لیکن وہ نہ نکلا۔ دو منٹ گزر گئے۔ وہ پھر بھی نہ نکلا۔ اُس کے بعد میرے اوپر خوف و دہشت غالب ہوئی۔ جب میں نے خیال کیا۔ کہ جیاک ایک دو منٹ سے زیادہ کبھی بھی پانی کے اندر نہیں رہ سکتا۔ اور اب وہ بالکل نکلا ہی نہیں۔ تو میں حواس باختہ ہو گیا۔ اور سراسیمگی اور سخت مایوسی کی حالت میں چلّا اُٹھا۔ ارے پیٹر کن۔ جیاک ضرور کسی آفت میں پھنس گیا ہے۔ تین منٹ گذر چکے ہیں وہ اب تک نہیں نکلا ہے۔ مگر پیٹر کن نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ تو اُسے پانی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے پایا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی اور سخت دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ اور رنگ فق ہو گیا تھا۔ پیٹر کن یکایک اُچھلا اور دیوانہ وار ہاتھ ملتا ہُوا دوڑا۔ اے جیاک اے جیاک! وہ ڈوب گیا ہے! وہ سبز چیز ضرور شارک مچھلی ہے جو اُسے کھا گئی۔ وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہے!!" اِس کے بعد پانچ منٹ

تک مجھ کو کچھ خبر نہ رہی۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نہایت خائف تھا۔ اور میرے ہوش خطا ہو گئے تھے۔ مگر جب پیٹر کن نے میرا کندھا پکڑا۔ اور میرے چہرے کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ "رالف! شاید جیک بیہوش ہو گیا ہے۔ جاؤ تم کود جاؤ اور غوطہ مار کر دیکھو!" تو مجھے ہوش آیا۔ یہ بہت عجیب بات ہے کہ یہ خیال مجھے پہلے نہ سوجھا تھا۔ میں چشم زدن میں چٹان کے پیچھے کی طرف دوڑا۔ میں نے اپنے کپڑے اتارنے کی بھی پرواہ نہ کی۔ میں پانی میں کودنے ہی کو تھا۔ کہ میں نے سبز چیز کے درمیان سے ایک سیاہ چیز اوپر کو اٹھتی دیکھی۔ ذرا سی دیر میں جیک نے اپنا سر باہر نکالا۔ اس نے خوفناک چیخ ماری۔ ہم ایسے ہی حیران ہوئے جیسے اس کے دیر تک نہ نکلنے سے خائف ہو گئے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ دس منٹ تک پانی کے نیچے رہا۔ ایک فانی انسان کے لئے دس منٹ تک پانی کے نیچے رہنا اور پھر اپنے ہوش و حواس اور قوائے جسمانی و ذہنی صحیح و سالم رکھنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہمارے دلوں میں ضعیف الاعتقادوں کا سا خوف پیدا ہو گیا۔ میں نے جیک کا ہاتھ پکڑا۔ اور اس کو چٹان پر چڑھا لیا۔ مگر پیٹر کن کی حالت کچھ اور ہی تھی۔ جس وقت جیک چٹان پر بیٹھ گیا۔ تو پیٹر کن نے فی الفور اپنے بازو اس کے گلے میں ڈال دئے۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ جیک! تم اتنی دیر کہاں رہے؟ تم کو کیا ہو گیا تھا؟

چند منٹ رونے کے بعد پیٹر کن کو سکون ہوا۔ اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ میری طرف آنکھ سے اشارے کرتا رہا۔ جس کی مراد یہ تھی کہ وہ جیک کے صحیح و سلامت نکل آنے پر بہت خوش ہے +

جب اور پریشانی دور ہو گئی۔ اور ہم اس قابل ہو گئے کہ جیک

گہ داستان سُن سکیں - تو وہ کہنے لگا - وہ سبز چیز شارک نہیں ہے -
بلکہ ایک روشنی کی ایک چوڑی شعاع ہے - جو ایک چٹانی غار سے
نکل کر سطح بحر پر پڑ رہی ہے - جب میں پانی میں جا کودا - تو مینے
وہاں سے دیکھا - کہ اسی چٹان کے نیچے جس کے اوپر ہم بیٹھ رہے
ہیں ایک کھوہ ہے - روشنی کی شعاع اسی سے نکل کر پانی کی سطح
پر پڑ رہی ہے - اِس لئے میں اُس کی طرف گیا - اور ایک سوراخ
دیکھا - جو اندر سے روشن معلوم ہوا - میں تھوڑی دیر تک سوچتا
رہا - کہ آیا میں جاؤں یا نہ جاؤں - اِس کے بعد مینے اُس سوراخ کی
طرف جانے کا قصد کرلیا - اور غوطہ مار کر چلا گیا - اثنائے غوطہ میں
مینے خیال کیا - کہ میری چھاتی میں اتنی ہوا ہے جو جاتے آنے کے
لئے کافی ہوگی - میں یہ خیال کرکے مُڑنے کو تھا - مگر مینے محسوس کیا -
کہ میرے سر کے اوپر ہلکی سی روشنی ہے - میں اوپر کی طرف تیر کی
طرح چڑھا - اور پانی سے باہر نکل آیا - مینے سینے میں خوب ہوا بھرلی -
اُسی وقت میرے دل میں خیال گزرا - شائد مجھ کو واپس نکلنے کا راستہ
نہ ملے - تو کیا ہوگا - مگر مینے جب نیچے کی طرف دیکھا - تو سبز روشنی
کی شعاع غار سے نکلتی دیکھی - اس سے میری تسلّی ہوگئی - اور
وہ اِسی قسم کی ہے - جیسی ہم سطح آب پر دیکھ کر رہے ہیں - لیکن
اِس سے زیادہ روشن تھی - پہلے تو مجھے کوئی چیز اپنے اِرد گرد دکھائی
نہ دی - کیونکہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی - لیکن بعد میں نظر
آنے لگا تو مینے معلوم کیا کہ میں ایک بڑے غار میں ہوں - اُسکی دیواروں
کو مینے اپنی ہر دو جانب دیکھا - میرے سر پر چھت معلوم ہوتی تھی -
مینے یہ بھی معلوم کیا کہ وہاں بہت سی درخشاں چیزیں ہیں - مگر غار کا
اگلا پچھلا گوشہ بالکل تاریک تھا - جس وقت میں اِرد گرد عجیب چیزیں

دیکھ رہا تھا۔ تو مجھے فوراً خیال گزرا کہ تم دونو مجھے دیر تک پانی کے اندر دیکھ کر خیال کروگے اور گھبراؤ گے۔ میں ڈوب گیا ہوں۔ یہ خیال کرتے ہی میں وہاں سے نکل آیا۔ اور اب یہاں آن موجود ہُوا

جب جیک اپنی سرگزشت بیان کر چکا۔ تو میرے دل میں شوق چرایا۔ کہ میں بھی اُس عجیب غار کو دیکھ لوں۔ چنانچہ میں کپڑے اُتار کر پانی میں کود گیا۔ اور غوطہ مار کر وہاں جا پہنچا۔ مگر وہاں گہری تاریکی چھا رہی تھی۔ جیسا کہ جیک نے کہا تھا۔ اس لئے وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس لئے مجھ کو بے نیلِ مرام لوٹنا ہی پڑا۔ جب میں باہر نکل آیا۔ تو ہم دیر تک اسی کی بابت قیل و قال کرتے رہے اُس وقت پیٹرکن کے چہرے پر اُداسی چھا رہی تھی۔

میں "پیٹرکن تم اُداس کیوں ہو؟"

پیٹرکن "ہم اداس۔ تم بحری حوروں کی مانند اس غار کے عجائبات کا ذکر کر رہے ہو کیونکہ تم نے اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ مگر مجھے تمہاری باتیں ہی سُن کر قناعت کرنا چاہیے۔ تم دریائی مچھلیوں کی طرح غوطے مارتے اور عجائبات دیکھ کر خوش ہوتے ہو۔ مگر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ بہت بُری بات ہے"

جیک۔ "پیٹرکن مجھے بہت افسوس ہے کہ تم اُن چیزوں کو جن کو ہم نے دیکھا نہیں دیکھ سکتے۔ مگر ہم بالکل لاچار ہیں اور تمہارے لئے کچھ کر نہیں سکتے۔ اگر تم غوطہ زنی سیکھ لیتے۔"

پیٹرکن (اُترشروئی سے) شاید تم کہوگے اڑنا بھی سیکھ لو!"

میں "اگر تم خاموش رہنا پسند کرلو اور اپنے تئیں ہمارے حوالہ کر دو۔ تو ہم تم کو دس سکنڈ میں اپنے ساتھ لے چلیں گے اور غار تک پہنچا دینگے"

پیٹرکن "فرض کرو۔ ایک آگ پر چلنے والا یہ کہے۔ کہ میں تمہیں جلتی

آگ یہیں سے چند سکنڈ میں لئے چلتا ہوں۔ تو تم کیا کہو گے؟"

یہ سُنکر ہم دونو قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ کیونکہ پیٹر کن پانی میں جا کر کچھ حاصل نہ کر سکتا۔ مگر ہماری تسلی نہوئی۔ اس لئے ہم نے اُس کو دوبارہ دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اور ایک مشعل لے جاکر غار میں جلانا بھی مناسب سمجھا۔ یہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ مگر ہم نے اس مشکل کو اس طرح حل کر لیا۔ اوّل ہم نے ایک درخت کی چھال کی جس کو جلدی آگ لگ جاتی ہے ۔۔۔ مشعل بنائی پھر چھال کے ریشے نکالے اور انکو ایک درخت کے گوند سے جوڑ لیا۔ جب یہ تیار ہو گئی تو ہم نے ناریل کا چھلکا اس کے اوپر لپیٹ لیا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ وہ پانی سے بھیگ نہ سکے گا۔ پھر ہم نے ایک کوئلہ لیا۔ جسے ہم بڑی احتیاط سے اپنے ہی ساتھ رکھا کرتے تھے۔ تاکہ اگر سورج کی روشنی نہو۔ تو اس سے آگ روشن کر لیا کریں۔ ہم نے کچھ خشک گھاس اور تنکے بھی اپنے ساتھ لئے ۔۔ اور ان چیزوں کا پولندہ باندھ کر ناریل کی چھال کے کپڑے میں لپیٹ لیا۔ جب ہمارا سامان تیار ہو گیا۔ تو ہم نے کپڑے اُتار دیے۔ مگر پتلون نہ اُتاریں ۔۔ اس کے بعد پولندہ اُٹھا کر چٹان کے پیچھے کی طرف بڑھے۔ ایک بنڈل تو جیک کے پاس اور دوسرا میرے پاس تھا۔ چلتے وقت جیک بولا۔ پیٹر کن اگر ہمیں دیر ہو جائے تو گھبرانا نہیں۔ ہم ضرور واپس آ جائینگے۔ شاید زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ اور جو کچھ دیکھیں گے تم سے بیان کر دینگے"۔ پیٹر کن غمزدہ صورت بنا کر ہمارے پاس آیا اور خدا حافظ کہہ کر ہم دونو کو بوسہ دیا۔ خدا حافظ! خدا حافظ! میں تمہارے واپس آنے تک یہاں جھاڑی کے نیچے لیٹ کر آرام کروں گا۔ اور میں ہر دم دنیا کی چیزوں کی بے ثباتی اور ہفت رنگی پر غور کرتا ہونگا۔

اور ایک تباہ شدہ جہاز کے گم گشتہ و تباہ حال لڑکے کی حالت پر خاص طور سے غور کرونگا۔" یہ کہہ کر پیٹیکن اپنا ہاتھ ہلاتا ہوا ام لیٹے پاؤں لوٹ گیا۔ اور بظاہر افسردہ خاطر ہو کر زمین پر لیٹ گیا۔ ہم دونو کھلکھلا کر ہنسے۔ اور پھر سمندر میں جا کودے ۔

ہم اس بحری غار کے اندر تو بلا دقت پہنچے۔ متلاطم سمندر کی طرف سے نکل کر ہم دوسری جانب گئے۔ ہمیں وہاں پیدل چلنا پڑا کیونکہ پانی گہرا نہ تھا۔ دونو بنڈل سروں پر تھے۔ اس کے بعد ہم چٹان کی طرف تیرتے ہوئے گئے۔ جس کی شکل طاقچے کی سی تھی۔ ہم صحیح وسلامت وہاں جا پہنچے۔ ہم نے پتلونوں کو سکھایا۔ پھر آگ جلانے کی کوشش کی۔ تاکہ مشعل جلائی جائے۔ چند ہی منٹ میں ہم نے مشعل کو روشن کر لیا۔ جس وقت روشنی غار کی دیواروں پر پڑی۔ تو ہم عجیب چیزیں دیکھ کر بالکل دنگ ہو گئے۔ غار کی چھت دس فٹ بلند معلوم ہوئی۔ جوں جوں ہم آگے بڑھے۔ چھت زیادہ بلند ہوتی گئی۔ آخر کار اس کا پچھلا حصہ تاریکی میں چھپا ہوا پایا گیا۔ یہ مونگے کی چٹان تھی اور سر بھاری بھاری ویل پایوں پر جو مونگے کے تھے۔ دھرے ہوئے تھے۔ دیواروں میں کئی سوراخ تھے۔ جو دوسرے غاروں کے ساتھ آمد و رفت کے لئے راہ رکھتے ہیں۔ مگر ہم نے اُن غاروں کی اُس وقت دیکھنے کی کوشش نہ کی۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ چھت کے اوپر کئی مقاموں پر عجیب عجیب نشانات ہیں۔ جیسے کہ عالیشان گرجاؤں کی چھتوں پر ہوتے ہیں۔ دیواریں اور چھت مشعل کی روشنی میں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔ گویا قیمتی الماس اور جواہر سے مرصع تھی۔ ہم غار کے اندر دیر تک گئے۔ مگر اس کا دوسرا سرا معلوم نہ ہوا۔ اس لئے ہم بہت جلدی لوٹ آئے۔ کیونکہ ہماری مشعل بجھنے پر تھی۔ ہم نے چھت

میں کوئی سوراخ نہ دیکھا۔ مگر غار کے دروازے پر سفید مونگے کا ایک بڑا ستون پایا۔ اس سے روشنی منعکس ہو رہی تھی۔ اس سے ہم نے خیال کیا کہ سمندر میں جو عجیب چیز ہم نے دیکھی تھی۔ وہ اسی کا عکس تھی۔ ہم نے یہ بھی نتیجہ نکالا۔ کہ غار کے اگلے حصے میں جس قدر روشنی ہے وہ اسی عکس کا طفیل ہے +

جس وقت ہم غار سے نکلے تو ہم نے مشعل کو گل کر کے ایک سوکھی جگہ پر رکھ دیا۔ تاکہ اگر ہم پھر کبھی آئیں۔ تو اس سے کام لے سکیں۔ جب مشعل بجھ گئی۔ تو ہم چند منٹ تک کھڑے رہے۔ تاکہ آنکھوں کی پتلی اس قابل ہو جائے کہ ہم تاریکی کی چیزوں کو پہچان سکیں۔ ہم نے دیکھا کہ چاروں طرف گہرا اندھیرا ہے اور قبرستان کی سی خاموشی چاروں طرف غالب ہے۔ اور میں اس عظیم گنبد کی عجیب ساخت پر غور کر رہا تھا۔ جس کی چھت کے تلے ہم کھڑے تھے۔ اور ان عجیب قیمتی چیزوں پر جن کو ہم نے دیکھا تھا غور کر رہا تھا۔ تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ خداوند قادرِ مطلق کی صنعت کاریاں کیسی عجیب و غریب ہیں۔ اس کے کام بے شک لاانتہائی ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ ہر آدمی دیکھ اور معلوم نہیں کر سکتا +

اس کے بعد مجھے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ اس قسم کے سینکڑوں غار ان جزائر میں موجود ہیں۔ بناوٹ میں بہت خوب صورت اور عجیب ہیں۔ بعض غار متذکرہ بالا غار سے بدرجہا نفیس اور زیادہ بڑے دیکھے گئے۔ جیک نے بہت دھیمی آواز میں جس نے تمام گنبد میں گونج پیدا کر دی پوچھا۔"

"الف تم تیار ہو؟"

ہیں۔ بالکل تیار ہوں"

جیک۔ "بہت اچھا۔ چلو پھر۔ کود دو" یہ کہتے ہی جیک نے پانی میں

چھلانگ ماری۔ اور ہم غوطہ مار کر تنگ دروازے سے نکل آئے۔ چند ہی منٹ کے بعد ہم چٹان پر آ بیٹھے اور ہانپنے لگے۔ ہمیں دیکھ کر پیٹر کن بھی آگیا اور باغ باغ ہو گیا۔ ہمیں ہماری کامیابی پر مبارکباد دینے لگا +

چودھواں باب

شکار

جب ہم دوبارہ پاک و صاف ہوا میں آگئے۔ اور تازگی بخش دھوپ میں آ بیٹھے۔ تو ہمارے دل باغ باغ ہو گئے۔ کیونکہ تاریک غار میں جس کا نام ہم نے غار الماس رکھ دیا۔ گہری تاریکی اور قلتِ ہوا کے باعث ہماری طبیعت کچھ بھاری سی ہو گئی تھی۔ حالانکہ ہم وہاں آدھ گھنٹہ ہی ٹھیرے تھے۔ جب ہم اپنے جھونپڑے کی طرف روانہ ہوئے۔ تو ہم نے جو کچھ غار میں دیکھا تھا۔ پیٹر کن سے کہا۔ وہ ہماری باتیں سننے کے بعد غوطہ زنی کے ہنر سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے بہت افسوس کرتا تھا۔ جب ہم جا رہے تھے تو ایک چیں چیں کرنے اور گھڑ گھڑانے کی آواز ہوا کے ساتھ سنائی دی +

جیک۔ پیٹر کن۔ یہ تمہارے دوست (سور) ہیں۔ وہ تم سے ملاقات کرنے آئے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے ان کو یہاں دیکھا ہے +

پیٹر کن۔ جلدی چلو۔ اور وہ ہمارے آگے آگے جنگل کی طرف دوڑا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے ہنستے ہوئے گئے۔ کیونکہ وہ بہت عجلت میں تھا۔ اس کے بعد پھر گھڑ گھڑانے اور چیں چیں کرنے کی آوازیں پہلے سے زیادہ بلند وادی کی ہوا کے ساتھ آئیں۔ اس وقت ہم اس وادی کے

مقابل ہو رہے تھے۔ جو وادی بربادی اور فوارہ دار چٹان کے درمیان حائل تھی۔

جیک۔ بہ پیٹرکن میں کیا کہتا ہوں ؟

پیٹرکن۔ ہو بھی۔ تم کیا کہتے ہو ؟

پیٹرکن۔ میں کہتا ہوں۔ یار ذرا ٹھیرو۔ یہ سؤروں کا گلہ پہاڑی کے اس طرف معلوم ہوتا ہے۔ اگر تم رالف کو ساتھ لے کر اس چٹان کی آڑ میں کھڑے ہو۔ تو میں یہاں سے ہو کر سؤروں کے گلہ کے پیچھے جا نکلوں گا۔ اور ان کو وہاں سے ہانک دوں گا۔ اور تم ایک موٹے تازے بچے کو بھالے سے مار لینا۔ لو اب سنبھلو۔ تیار رہو۔ میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چھلانگ مار کر جھاڑیوں میں جا گھسا اور ہم چٹان کے پیچھے جا کھڑے ہوئے۔

جب ہم نے کئی سؤر شکار کر لئے تو ہم سوچنے لگے۔ کہ ان مُردہ جانوروں کو کیوں کر گھر پہنچائیں۔ فاصلہ زیادہ نہ تھا۔ مگر بوجھ بہت بھاری تھا اگر ہم انہیں ڈنڈے پر لاد کر اور ڈنڈوں پر رکھ کر تیاسکا تک لے گئے۔ جب ہم جھونپڑے پر پہنچے۔ ہم نے گوشت پکایا اور خوب تن تن کر کھایا۔ اور کھا چکنے کے بعد ہم توں کے بستر پہ دراز ہو گئے۔ ہمارے دل ہر طرح سے خوش تھے۔

پندرھواں باب

کشتی تیار ہوگئی

اس کے بعد جیک نے ایک کشتی بنانا شروع کی۔ جس کا کچھ دن کے بعد کچھ حصہ تیار ہوا۔ اگرچہ ہمارے پاس کشتی بنانے کا سامان نہ تھا۔ مگر جیک نے ہم انہی چیزوں کی مدد سے جو ہمارے پاس تھیں بنانے کا ارادہ کرلیا اور کام شروع کر دیا +

چونکہ یہ کشتی بجائے خود ایک اچنبھا ہے۔ اس لئے اس کی طرز ساخت کا مختصر بیان غیر موزوں نہ ہوگا +

میں شاہ بلوط کا پیچھے ذکر کر آیا ہوں۔ کہ اس کے تختے بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کشتی کے بنانے کے لئے لکڑی وغیرہ اسی کی لگائی گئی۔ سب سے پہلے جیک نے ایسے درخت کا تنہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ جو کشتی کے پیندے کا کام بھی دے۔ اور دونو سروں پر خم دار ہونے کے باعث کشتی کے اگلے اور پچھلے حصوں کا بھی کام دے سکے۔ اس قسم کا تنہ تلاش کرنا آسان کام نہ تھا۔ مگر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے جیک کو ایک درخت مل گیا۔ جس کے تنے پر ایک دس فٹ لمبی شاخ تھی۔ اس درخت کی دو جڑیں ایسی تھیں۔ جن سے چپٹے پیندے والی کشتی بن سکتی تھی۔ اس کے بعد جیک نے ایک سہ شاخی جڑ کاٹی۔ اسکی شاخوں کو اس نے پیندے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لگا دیا۔ کشتی کے پیندے میں خانے بنانا اور اُن شاخوں کو درست کرنا کوئی مشکل

کا کام نہ تھا۔ یہ کام صرف قطع و برید کا تھا۔ جو کلہاڑے سے بخوبی ہو سکتی تھی۔ علاوہ ازیں جیلٹ کلہاڑا چلانے میں ماہر تھا۔ لیکن شاخوں کو کشتی کے پیندے میں لگانے میں بڑی دقت پیش آئی۔ کیونکہ ہمارے پاس لکڑی میں سوراخ کرنے کے لئے کوئی اوزار نہ تھا۔ اور نہ آہنی کیلیں تھیں۔ جس سے کشتی کے ڈھانچے میں اور لکڑی لگا دی جاتی۔ ہم درحقیقت پریشان تھے۔ کہ اس مشکل کو کس طرح حل کیا جائے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جیلٹ نے ایک اوزار پیندے کی لکڑی میں سوراخ کرنے کے لئے بنا لیا۔ اس نے لوہے کے کنڈے کو لیا۔ اور اس کو کوٹ کوٹ کر ایک کیل سی بنا لی۔ جو ہاتھ کی انگلی کے برابر موٹی تھی۔ جیلٹ نے برمے کو آگ میں ڈال دیا۔ جب لال سرخ ہو گیا۔ تو لکڑی میں گاڑ دیا۔ ہمیں کشتی بنانے کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے آہستہ آہستہ بناتے رہے۔ ہر شہتیر میں دو سوراخ کئے۔ جو ایک دوسرے سے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کے فاصلے پر تھے۔ پیندے کی لکڑی میں سوراخ کئے۔ ان سوراخوں میں ایک درخت کی جو درختِ آہن کہلاتا ہے۔ موٹی موٹی کیلیں گاڑ دیں ٭ اور جب وہ ضرب لگا کر خوب سوراخوں میں ٹھونکی گئیں تو شہتیر پیندے کی لکڑی کے ساتھ ایسے جڑ گئے۔ جیسے کہ آہنی کیلوں سے جوڑ دئے جاتے ہیں۔ کشتی کے کناروں پر جو لکڑی لگائی گئی وہ بھی اسی طرح جوڑی گئی۔ علاوہ ازیں ہم نے تاڑ کے ریشے کے رسّے بنائے۔ جن سے تمام شہتیر اور تختے خوب جکڑ کر باندھ دئے۔ ناریل کا ریشہ بڑا مضبوط تھا۔ کئی ریشے ملانے سے ایک مضبوط رسّہ بن جاتا ہے۔ ہم نے اسی طریقے سے اسے بنائے۔ پہلے تو ہم نے لمبے لمبے شہتیروں کو رسّیوں سے باندھا۔ یہ کام بہت پیچیدہ اور تکلیف

تھا۔ کیونکہ ہر ایک شہتیر کے ایک ایک سرے کو ملا کر رسے سے باندھنا اور گرہ کا لگانا بہت دشوار کام تھا اس میں ہمارا بہت سا وقت ضایع گیا اور محنت برباد ہوئی۔ مگر جیک ہماری ہمت بڑھاتا رہا۔ اور اس طرح کام ختم ہو گیا۔

شاہ بلوط کے ایک ایک انچہ موٹائی کے تختے کاٹے گئے۔ کلہاڑے سے تراش کر ان کو اپنے کام کے لائق بنایا گیا۔ اس قسم کے پانچ تختے ہر ایک پہلو کے لئے کافی تھا۔ کشتی کی شکل گول پیپے کی سی ہو گئی۔ چونکہ تختوں کو جوڑنے کے لئے ہمارے پاس کیل نہ تھی۔ اس لئے ہم نے کشتی سازی کے معمولی طریقے کو بالائے طاق رکھ کر ایک اور ہی قسم کی کشتی بنائی۔ تختوں کو ایک دوسرے کی کور پر رکھ کر رسیوں سے خوب مضبوطی سے باندھ دیا۔ کشتی کے پیندے اور اگلے پچھلے حصوں پر اسی طریقے سے تختے لگائے۔ ہم نے تختوں کے درمیان تاڑ کا ریشہ بھی ڈال دیا۔ تاکہ جب وہ پانی سے بھیگ جائے۔ تو سمندر کے پانی کو کشتی کے اندر آنے سے روک دے۔ کیونکہ ریشہ بھیگ کر پھول جاتا ہے۔ مزید برآں ہم روئی کے درخت کا گوند لائے۔ اس کو پرانی آہنی ہنڈیا میں پگھلایا۔ اور کشتی کے اندر لگا دیا۔ تاڑ کا ریشہ پگھلے ہوئے گوند میں جو کولتار کا کام دے رہا تھا۔ ڈال دیا۔ جب تر ہو گیا۔ تو کشتی کے اندرونی تختوں پر جما دیا۔ ہمیں یقین ہو گیا۔ کہ اب پانی اندر نہ آئے گا۔ اور کشتی خشک رہے گی۔ اور جب کشتی سمندر میں ڈالی۔ تو پانی اس کے اندر نہ گزر سکا۔

جب جیک کشتی کے تیار کرنے میں معروف تھا۔ تو پیٹر کن اور میں نے بھی اسکا ہاتھ بٹایا۔ لیکن جب جیک ہم فارغ ہوئے۔ تو ہم دونو اپنے جھونپڑے کے قریب والی وادی میں شکار کھیلنے چلے گئے۔ وہاں

ہم نے کئی قسم کی بطخوں کے غول دیکھے۔ جن میں سے بعض ملک کی جنگلی بطخوں کی مانند تھیں۔ ہم شکار مارنے کے لئے تیر کمان اور گوپھن لے جایا کرتے۔ اور کئی دفعہ اس کے شکار میں کامیاب بھی ہو سکتے مگر میں اپنی گوپھن سے کوئی شکار نہ مار سکا۔ رات کے کھانے کے لئے ہم کئی قسم کے گوشت پکا لیتے اور اور کئی قسم کی لذیذ چیزیں تیار کر لیتے۔ بعض وقت ہمارے سامنے اتنی نعمتیں جمع ہو جاتیں کہ ہم بھول جاتے کہ پہلے کس چیز کو کھانا شروع کریں ؃

بلی کو بھی جسے ہم جنگل سے پکڑ لائے تھے۔ کھانے کا ایک حصہ دیا جاتا۔ پیٹر کن اس کی بہت خبر گیری کرتا تھا۔ اس لئے وہ کچھ موٹی ہو گئی اور اس کی قوت بصارت بھی قدرے اچھی ہو گئی ؃

ایک روز جبکہ میں اور پیٹر کن گنا کھا رہے تھے۔ جیک آیا جس نے کلہاڑا زمین پر پھینک کر کہا۔

"ہو لو بھئی کشتی اب بالکل تیار ہے! ہمیں صرف دو جوڑی پتوار کی ضرورت ہے۔ پس پھر جب چاہو۔ کشتی کو سمندر میں ڈال دو" ؃

یہ سنکر ہم بہت ہی خوش ہوئے۔ اگرچہ ہمیں معلوم تھا کہ کشتی آہستہ آہستہ مکمل ہوتی جاتی ہے۔ چونکہ عرصہ سے تیار ہو رہی تھی۔ اس لئے ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ تین ہفتے میں بالکل تیار ہو جائے گی۔ مگر جیک چپکے چپکے بڑی تندہی اور جاں فشانی سے بناتا رہا۔ اور جب وہ طرح مکمل ہو گئی۔ تو ہمیں اس نے مژدہ سنا کر یکایک حیران کر دیا ؃

پیٹر کن: بھئی جیک تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ مگر یار تم نے ہمیں پہلے کیوں نہ بتایا۔ کہ کشتی ایک دو روز میں بالکل تیار ہو جائیگی۔ اچھا۔ کل ہم اسے سمندر میں ڈالینگے ؃

جیک: جیک بکواس نہ کرو۔ مجھے مہربانی کر کے گوشت کا ایک ٹکڑا دو

میں بھوکا ہوں "۔

پیٹر کن :- "بہت اچھا۔ مگر کونسا حصّہ لوگے ؟ ران یا بازو ؟ یا کوئی اور حصّہ "۔

جیک :- "پچھلی ران دے دو۔ دُم بھی اُس کے ساتھ ہی کاٹ کر دے دو "۔

پیٹر کن :- "بسر و چشم منظور ہے۔" اور اُس نے فوراً چاقو سے پچھلی ران مع دُم کاٹ کر دے دی "۔

پیٹر کن :- "میں کل کشتی سمندر میں ڈالنے کا ذکر کر رہا تھا۔ کیوں جیک کل کشتی رانی کا ارادہ ہے یا نہیں ؟ "

جیک :- "نہیں۔ میں آج پتوار تیار کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آفتاب چھپنے سے پہلے پتوار تیار نہ ہو سکے۔ تو ہم روشنی کر کے رات کے وقت بنائینگے۔ اور سونے سے پیشتر بالکل تیار کر لینگے۔ تب کہیں جا کر کل کشتی کھینے کے قابل ہو سکینگے۔ بادبان سے کشتی چلانا محال ہے "۔

پیٹر کن :- "بہت بہتر۔ اگر ہو سکا۔ تو میں تمہارے ساتھ کام کروں گا"۔ یہ کہکر اُس نے گوشت کا ایک ٹکڑا بلّی کی طرف پھینکا۔ جس نے میاؤں میاؤں کر کے اُٹھا لیا۔

جیک :- "اس کے بعد ہم ناریل کے ریشے کا بادبان بنا لیں گے۔ اور ایک مستول کشتی کے ایک سرے پر لگا لیں گے۔ پھر ہم قرب و جوار کے جزائر کی سیر کرنے کے قابل ہو جائینگے۔ ہمیں اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ ہم نزدیک کے جزیروں کے دیکھنے کے لئے جائیں گے۔ اور اس سمندر کی سطح پر سے گزریں گے۔ جس کے پیندے میں عجائبات کے ذخائر دبے پڑے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد ہم نے پتوار بنانے کی ٹھانی۔ جیک جنگل میں گیا۔ اور دو تین شاخیں کاٹ لایا۔ میں نے بھی اُسے بنانے

ہمیں جیاٹ کا ساتھ دیا۔ پیٹر کن ڈیرے ہی میں رہا۔ اور تاڑ کے ریشے کی رسیاں تیار کیں۔ جن کے ذریعے چپّو ار کشتی میں باندھے گئے۔

ہمیں جلدی جلدی کام کرنا پڑا۔ اس لئے آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے ہم چار سوٹے پتوار لے کر اپنے جھونپڑے میں واپس آ گئے۔ وہ بالکل تیار تھے۔ صرف ان کو چاقو سے تراشنا باقی رہ گیا تھا۔ رات کا کھانا کھا کر ہم سو رہے۔

سولھواں باب

کشتی کی سیر

جب صبح کے وقت ہم نے اپنی کشتی پانی میں ڈالی اور اسے پتواروں سے کھینے لگے۔ تو موسم بہت اچھا تھا۔ مطلع صاف۔ پانی ساکن۔ اور ہوا بند تھی۔ آفتاب نکل رہا تھا۔ جس نے پہاڑوں کی چوٹیوں کو طلائی رنگ میں رنگ دیا تھا۔ سمندر شیشے کی چادر کی طرح چمک رہا تھا۔ جس وقت ہم پانی کی سطح پر گذر رہے تھے۔ تو شفّاف پانی کے پیندے میں مونگے کے جزائر اور دیگر عجائبات قیمتی جواہرات کی طرح چمک رہے تھے۔ وہ منظر ایسا شاندار تھا جو انسان کی رُوح کو متحرک و مشتعل کر دیتا اور وہ دل سے اس عظیم الشان عالم کے خالق کی ستائش کرنے لگتا ہے۔

پہلے تو ہم فرطِ انبساط سے اِدھر اُدھر بلا مقصد پھرتے رہے۔ لیکن جب خوشی کا شر درد و رہجوا تو ہم نے خیال کیا۔ کہ ہمیں کچھ کام کرنا چاہیے۔

پیٹر کن یہ کشتی چٹان کی طرف لے چلو!

بلیں نے میری صلاح یہ ہے۔ کہ جھیل کے اندر کے جزائر دیکھیں۔ جیک نے میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ چلو کشتی آگے بڑھاؤ۔ ہم نے چار پتوار بنائے تھے۔ مگر کشتی اس قدر چھوٹی تھی۔ کہ صرف دو کی ضرورت کافی سمجھی گئی۔ باقی دو رکھ دیئے گئے تاکہ کسی خاص ضرورت کے وقت استعمال کئے جائیں۔ اس لئے یہ لازم آیا۔ کہ دو آدمی کشتی کو پتوار سے چلائیں اور تیسرا کشتی کے رخ کو موڑتا رہے۔ اور کبھی کبھی کشتی کھینے میں بھی مدد دے۔

پہلے ہم ایک جزیرے پہ اترے۔ اس کو چاروں طرف سے دیکھا۔ مگر کوئی عجیب چیز نظر نہ آئی۔ پھر ہم ایک اور جزیرہ پر جا اترے۔ اس کے اوپر ناریل کے چند درخت تھے۔ چونکہ ہم بھوکے تھے۔ اس لئے چند ناریل توڑے۔ اور کھائے۔ اس کے بعد ہم کھلے سمندر پر نکل گئے۔ اور مونگے کے چٹان کی طرف گئے۔ جو ساحل سے تھوڑے فاصلے پر سمندر میں تھے۔

یہ چٹان واقعی قدرت کا ایک عجوبہ اور قابل دید تھی۔ کئی ہفتوں سے سمندر سے فاصلے پر رہنے کے سبب سے ہم لہروں کی صورت سے بھی ناآشنا ہو گئے۔ کیونکہ جھیل کے اندر کسی قسم کی لہریں نہیں دیکھتے تھے۔ لیکن جب ہم سمندر کی لہر کے قریب کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ تو ملاحوں کا سا جوش ہمارے سینے میں پیدا ہو گیا۔ جس وقت ایک بڑی لہر ہمارے پاؤں کے پاس آکر چٹان سے ٹکرائی اور خاموش ہو گئی۔ اور ہم اس کی طرف دیکھنے لگے۔ تو مونگے کے جزیرے کو بھول گئے جھونپڑے اور خوشبودار جنگلوں کی راحت بھی فراموش ہو گئی۔ گذشتہ چند ماہ میں جو کچھ دیکھا تھا وہ بھی بھول گئے۔ سوائے طوفانوں کے کچھ یاد نہ رہا۔ خوشگوار نسیم اور کشادہ سمندر کی لہریں یاد رہ گئیں۔ ایک بڑی لہر جس کا سینے

کئی دفعہ ذکر کیا ہے۔ شان دار اور قابل دید تھی۔ حالانکہ پہلے ہمیں اس کا اس قدر خیال نہ تھا۔ وہ سطح سمندر سے کئی گز کی بلندی تک اٹھتی تھی۔ اور چٹان سے کچھ فاصلہ تک پہنچتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ لہر مذکور بہت آہستہ آہستہ اور ایک عجیب آن بان سے آتی۔ جوں جوں آگے بڑھتی اس کی تیزی اور حجم زیادہ بڑھتا جاتا۔ آخرکار ایک شفاف آبی محراب کی شکل اختیار کر لیتی۔ جو صاف دھوپ میں چمکتی ہوئی معلوم ہوتی۔ وہ بلا روک ٹوک ایک عجیب شان سے آگے بڑھتی۔ اس کا اوپر کا سرا چھجے کی طرح قدرے آگے کو جھکا رہتا۔ جس وقت وہ نیچے گرتی۔ تو ایسا شور پیدا ہوتا۔ کہ گویا سمندر کا جگر پاش پاش ہو گیا ہے۔ وہ سطح آب پر ایک ہولناک تہلکہ برپا کر دیتی تھی۔ اور مونگے کی چٹان لہر کے گرنے کے ہیبت ناک صدمہ سے لرزتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ہم یہ تماشہ دیر تک بڑے تعجب کے ساتھ دیکھتے رہے۔ بمشکل تمام ہم اس دلچسپ نظارے کو چھوڑ کر آگے بڑھے۔ جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا ہے یہ لہر مونگے کی چٹان سے کئی جگہ ٹکراتی تھی اور بیسیوں گز تک جھاگ اچھالتی تھی۔ مگر جہاں چٹان مذکور بلند تھی وہاں لہر آگے بڑھنے نہ پاتی۔ کئی مقامات پر مونگے کی چٹانوں پر نباتات پائی گئیں۔ ہم نے خیال کیا کہ ہوتے ہوتے کسی آنے والے زمانے میں ان چٹانوں سے جزیرے پیدا ہو جائیں گے ہمیں وہاں یہ معلوم ہوا کہ بہت سے ننھے ننھے جزیرے کس طرح پیدا ہوئے تھے۔ مونگے کی چٹان پر جو سمندر میں واقع تھی ہم نے لہر مذکور کی جھاگ دیکھی۔ اور اسی حصے پر یہ بھی دیکھا۔ کہ لکھوکہا ننھے ننھے مٹھی کرم مونگے کا جزیرہ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ ایک اور مقام پر جہاں لہر بوجہ چٹان کی بلندی کے پانی اور جھاگ کی پہنچ سے باہر رہ جاتی وہاں ہم نے دیکھا کہ مونگے کے کیڑے بالکل مردہ ہیں۔ اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ مونگے کے کیڑے پانی میں کام

کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے باہر نہیں۔ گویا انہوں نے اپنا عظیم الشان کام اُن کے خالق نے اُن کے سپرد کیا تھا ایمانداری سے سرانجام دیا۔ اور پھر مر گئے۔ ہم نے دوسرے مقامات پر دیکھا کہ جہاں لہروں نے متواتر حملے کر کے مونگے کی چٹانوں کو توڑ دیا۔ اور اُن کو کنارے پر گھونگوں اور ریت کی طرح پھینک دیا ہے۔ وہاں پرندے اُترتے تھے۔ کیونکہ وہاں لہروں نے سمندری گھاس اور لکڑی کے ٹکڑے بھی پھینک دئے تھے۔ پودوں کے تخم ہوا سے اُڑ کر آ پڑے تھے۔ جن کے باعث سمندر کے کنارے پر خوب صورت سبزہ بوٹے اُگ آئے تھے۔ جو کچھ عرصے کے بعد زیادہ سبزی کا باعث ہونے والے تھے بعض جگہ چھوٹے جزائر ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر تھے۔ اُن کے اوپر تاڑ کے درخت اُگ رہے تھے۔ سمندر کی جھاگ اُن کے پاؤں دھویا کرتی تھی۔

میں اور جیک کھڑے دیر تک جزائر کی ساخت پر غور کرتے رہے۔ ہم نے چھوٹے چھوٹے جزیروں کی بناوٹ کا راز تھوڑی دیر بعد معلوم کر لیا۔ مگر بڑے بڑے جزیروں کی ساخت بہت غور و خوض کے بعد معلوم ہوئی تاہم نتیجہ تسلی بخش معلوم ہوا۔

اردگرد کے جزائر کی تمام دن سیر کرنے کے بعد ہم اپنی ننھی سی کشتی میں اپنے جھونپڑے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ ہم گھومنے سے تھک گئے تھے۔ اور بھوک بھی لگ رہی تھی۔

جیک (کنارے پر پہنچ کر) ہماری ناؤ بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ ہم ایک مستول لگائینگے اور بعد میں ایک بادبان اس سے باندھ دینگے۔

پیٹر کن۔ یہ بہت خوب۔ ہم روشنی میں بیٹھ کر آج رات ہی کو مستول اور بادبان تیار کریں گے۔ شاباش بہادرو۔ کھینچ لے چلو!" جس وقت ہم ناؤ کو کھینچ رہے تھے۔ تو اس کے پیندے کی لکڑی رگڑ کھاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ کیونکہ ریت میں مونگے کی ٹوٹی ہوئی چٹانوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ اور پیندے میں سے لکڑی کی چھپٹیاں اُتر گئیں۔

جیک۔ اوہو۔ اگر کشتی اسی طرح گھستی رہی۔ تو جلدی بیکار ہو جائے گی۔

میں "یہ بیشک ناؤ خراب ہو جائے گی۔ میں خیال کرنے لگا۔ کہ کس طرح جلدی کشتی محفوظ رہ سکتی ہے۔ مگر میں کوئی انجینئر نہیں تھا۔ اس لئے کوئی ترکیب نہیں بتلا سکتا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ ایک آہنی چادر کشتی کے پیندے میں لگا دی جائے۔ تو چٹانوں کی رگڑ سے گھسنے نہ پائے گی۔ مگر ہمارے پاس لوہا نہ تھا۔ اس لئے میں نہیں جانتا تھا کہ کیا کیا جائے۔

جیک۔ ناؤ کو گھسنے سے بچانا ناممکن ہے!"

جیک "یہ ناممکن! رالف یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ یہ تو بہت ہی آسان ہے"

میں (حیرت زدہ ہوکر) "کس طرح؟"

پیٹر کن "یہ ہم کشتی کو استعمال میں نہ لائینگے"

جیک "پیٹر کن تم شوخی سے باز آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تم سے کچھ کام لینا چاہتا ہوں۔ پہلے تو تم تاڑ کا ریشہ جمع کرلاؤ۔ پھر اسے سینا شروع کردو"

پیٹر کن (بات کاٹ کر) کپتان صاحب۔ میرے پاس پہلے ہی سے بہت سا ریشہ موجود ہے۔ اور کافی سے زیادہ ہے۔

جیک "بہت اچھا۔ اب تم رالف کے ساتھ جاکر ناریل کا کپڑا لاؤ۔ اس کو کاٹ کر درست کرو۔ پھر ہم اس کا ایک بادبان بنائیں گے۔ میں مستول تیار کرتا ہوں اب اپنا اپنا کام شروع کردو"

ہم نے اسی وقت کام میں لگا دیا۔ اس کے تین روز بعد ایک مستول اور بادبان اور دیگر ضروری چیزیں تیار کرکے کشتی مکمل کرلی۔ بادبان بہت خوب صورت معلوم ہوتا تھا کیونکہ بہت سی دھجیاں جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ مگر ہم نے سینے کی سوئی سے اسے خوب سی دیا تھا۔ اس لئے وہ بہت مضبوط بن گیا۔ اسی کی ہمیں ضرورت تھی۔ جیک بھی اپنی مشکل پر غالب آیا۔ اس نے کشتی کی پیندے کی لکڑی کے ساتھ ایک اور لکڑی جڑ دی۔ جو پانچ انچ دل دار تھی۔ اتنی موٹی لکڑی لگانے کی یہ غرض تھی۔ کہ کشتی مضبوط ہوجائے

کے علاوہ تُند ہوا کے سخت جھونکوں کو آسانی سے برداشت کر سکے۔ کیونکہ جنوبی سمندر میں بجارتی ہوا عرصے تک چلتی رہتی ہے۔ لکڑی کی میخوں کے ذریعہ موٹا تختہ خوب مضبوطی سے جڑ دیا گیا تھا۔ تاکہ جب وہ گھس جائے۔ تو اُسے اتار کر دوسرا تختہ لگا دیا جائے۔

مستول اور بادبان عمدہ کام دینے لگا۔ ہم بڑی خوشی سے بادبان اڑاتے ہوئے جھیل میں داخل ہوئے۔ فاصلے پر جا کر ہم نے اپنے جزیرے کی جیکے اوپر ہم رہتے تھے۔ اچھی طرح صورت دیکھی۔ ہم نے سمندر کی گہرائی کو بغور دیکھا۔ جہاں ہمیں عجیب رنگ۔ اور مختلف قسم کی مچھلیاں کلولیں کرتی نظر آئیں۔ پیٹرکن نے مچھلیاں پکڑنے کی عمدہ جگہ تلاش کی۔ جیک نے بہت سے کانٹے تیار کئے۔ جن میں سے بعض بہت ہی ناقص تھے۔ بعض کانٹے ایک درخت کی جسے لوہے کا درخت کہتے ہیں مضبوط لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ جو عمدہ ثابت ہوئے۔ مچھلیوں کے سروں کی خم دار ہڈیاں بھی کانٹے کا عمدہ کام دینے لگیں۔ لیکن سب سے عمدہ کانٹا وہ تھا جو جیک کی پیتل کی انگوٹھی توڑ کر بنایا گیا تھا۔ اس کے بنانے میں بڑی دقت پیش آئی۔ پہلے کلہاڑے سے انگوٹھی کو کاٹا پھر اسے ٹیڑھا کر کے کانٹا بنا لیا۔ کانٹے کی ڈک بنانے میں کئی گھنٹے صرف ہوئے۔ میں اسے ٹوٹے ہوئے چاقو سے بڑی دیر تک رگڑتا رہا۔ پھر ریتلے پتھر پر رگڑتا رہا۔ جب کہیں جا کر کام کے لائق بنا۔

پیتل کے کانٹے سے جس قدر مچھلیاں ہم پکڑنے لگے۔ اُنکے بیان کرنے کے لئے وقت۔ اور محنت درکار ہے۔ پیٹرکن مچھلیاں کانٹے کے ذریعے پکڑنا ایک قسم کی تفریح طبع سمجھتا تھا۔ گر ہم دونو سمندر کی تہ کے مونگے کے پودوں اور دوسری خوب صورت چیزوں کے دیکھنے بھالنے اور کانٹے میں چارہ لگانے سے دل بہادیا کرتے۔ ہم نے کبھی

قسم کی مچھلیاں بھی دیکھیں۔ مگر پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ جو اُڑنے والی
مچھلیاں جھیل میں بکثرت آیا کرتی تھیں۔ وہ پانی سے باہر آکر اُڑ کر ہمیں
محظوظ کیا کرتی تھیں۔ آرہ ماہی ایک بہت ہی حیرت انگیز مخلوق ہے۔
بعض دس دس فٹ لمبی تھیں۔ بعض وقت دوسرے قسم کی مچھلیوں
پر حملہ آور ہوتی اور ان کو اپنے جبڑوں کی تلوار سے جو آرے کی مانند تھے۔
مارنے میں کامیاب ہو جاتی تھیں۔ جیک نے کہا کہ اس نے کسی ملّاح
سے سُنا تھا۔ کہ ایک بڑی آرہ ماہی نے ایک جہاز پر حملہ کیا تھا۔ یہ بات عجیب
ہے مگر آرہ ماہی ویل مچھلیوں پر حملہ کرنے کی عادی ہے۔ اس لئے ممکن
ہے کہ اس نے کبھی کسی جہاز پر غلطی سے حملہ کر دیا ہو۔ آرہ ماہی مُنہ کھولے
بڑی تیزی سے بھاگتی ہوئی بعض وقت اپنے جبڑے جہاز کے تختوں میں گاڑ دیتی
ہے اور اسی کے ساتھ چلی جاتی ہے۔

شارک مچھلی بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔ ہم نے گہرے پانی میں
غسل کرنا ترک کر دیا۔ اگر کبھی کرتے بھی تو ایک آدمی کشتی میں بیٹھ کر شارک
کے آنے کی دیکھ بھال کرتا رہتا۔ ویل مچھلی جھیل میں کبھی نہیں آتی تھی۔
البتہ ساحل سے دور گہرے سمندر میں کبھی کبھی دکھائی دے جاتی تھی۔ ایک
دن میں نے ایک بڑی ویل مچھلی کو اپنے قریب ہی دیکھا بس میرا رنگ اڑ
گیا۔ مجھے وہ وقت ہمیشہ یاد رہے گا۔ ہم ایک دفعہ صبح کے وقت چٹان
پر گھوم رہے تھے۔ اور اپنی کشتی پر سوار ہو کر اپنے ڈیرے کو لوٹنے والے
ہی تھے۔ کہ قریب سے عجیب قسم کی آواز آئی۔ ہم حیران ہو کر دیکھنے لگے۔
تو پانی میں سخت ہل چل دیکھی۔ اور ایک کوہ پیکر مچھلی کی دم چند سو گز
کے فاصلے پر سمندر میں نظر آئی۔ ہم وہاں کھڑے دیر تک دیکھا کئے۔ کہ
شائد وہ پھر نکلے۔ ہمارے قریب ہی پانی کا ایک ستون سا بلند ہوا۔
اور ایک ویل کا ڈراؤنا سر پانی سے باہر نکلا۔ سر اتنا بڑا تھا۔ کہ

وہ ناؤ بمعہ ہم سب کو بہ آسانی نگل جاتی۔ اس نے پھر غوطہ مارا اور پانی کے اوپر بھنور پڑنے لگے۔ اور اس نے سطح پر اپنی دُم ایسے زور سے پٹخائی کہ گویا توپ دغ گئی ہو۔

ہم نے کودنے والی مچھلیوں کا ایک بڑا غول دیکھا۔ مگر ہم اُن کو پکڑ نہ سکے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ وہ اپنے دشمن مچھ الفن سے جان بچانے کے لئے بھاگا کرتی تھیں۔ یہ مچھلیاں ہمیں سب سے زیادہ حیرت انگیز معلوم ہوئیں۔ وہ آچھلے پانی کے بعض قطعات میں ملا کرتی تھیں۔ وہ بہت ہی چھوٹی چھوٹی تھیں۔

ہم نے بہت سی بام مچھلیاں بھی پکڑیں۔ وہ کھانے میں بڑی مزے دار تھیں۔ ہم نے مونگے کی چٹانوں کے درمیان کچھوے بھی دیکھے۔ جن کا ہم نے عمدہ مزے دار شوربا بنایا۔ ہمیں جھینگا مچھلی کثرت سے ملی اور ہر ہفتہ خشکی یا تری میں ہمیں کوئی نہ کوئی نیا جانور مل جاتا۔ جو ہمارے کھانے کے کام آتا تھا۔

سترھواں باب

ایک جزیرے کی سیر

ایک روز ہم ایک بلند چٹان پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کہ جزیرہ پینگوین کی چل کر سیر کریں تو بہت اچھا ہو۔

پیٹر کن :- "اگر مجھ سا بے وقوف آدمی ایک ہی جگہ رہنا پسند کرے تو کوئی عجیب بات نہیں۔ مگر تم سے فلسفیوں کے لئے زیبا نہیں۔ کہ اس جزیرے کی حالت سے جہاں بحری چڑیاں بکثرت رہتی ہیں۔ بے خبر رہو۔ اور وہاں کے باشندوں کے عادات اور اوضاع و اطوار سے واقفیت حاصل نہ کرو۔ اس لئے جس قدر جلد وہاں چلو۔ اسی قدر بہتر ہے"

میں :- "دوست۔ میں بھی چاہتا ہوں۔ کہ ان جانوروں کو قریب سے جاکر دیکھوں"

جیک :- "میں یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ پیٹر کن یہاں رہے۔ ورنہ سؤر یہاں آجائینگے اور بلی کو مار ڈالینگے"

پیٹر کن :- "میں یہاں رہوں! اگر میں تمہارے ساتھ نہ جاؤنگا۔ تو تم راہ بھول جاؤ گے۔ یا کشتی کو الٹ دوگے"

جیک :- "پہلے مجھے یہ بات نہ سوجھی تھی۔ تمہیں ضرور ہمارے ساتھ چلنا چاہئے۔ ہماری کشتی کو بہت زیادہ بوجھ کی ضرورت ہے۔ تمہارا کہنا بالکل درست ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ چلو۔ تو ہمیں ناؤ میں بوجھ کی خاطر پتھر رکھنے نہیں پڑیں گے"

جس وقت میرے رفیق بات چیت کر رہے تھے۔ اُس وقت ایک حادثہ پیش آیا۔ جس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

جس وقت ہم باتیں کر رہے تھے۔ تو ہم نے سمندر کے افق پر ایک سیاہ لائن دیکھی۔ گو آسمان پر بادل تھے۔ مگر دن بہت عمدہ تھا۔ ہوا چل رہی تھی۔ سمندر میں خلاف معمول سکون تھا۔ اور لہریں زیادہ بلند نہ تھیں۔ پہلے ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ سیاہ بادل ہے۔ جو طوفان کا پیش خیمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ چند روز سے موسم اچھا نہ تھا۔ اس لئے ہم سمجھے کہ طوفان آرہا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ سیاہ بادل ہماری طرف بڑھا۔ مگر آسمان پر پھیلتا معلوم نہ ہوا۔ ہم نے جلدی ہی معلوم کر لیا کہ وہ جزیرے کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا آرہا ہے۔ کسی قسم کی آواز سنائی نہ دی۔ مگر جب وہ قریب کے جزیروں پر پہنچا۔ تو شور پیدا ہوا۔ پھر وہ ان جزیروں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اور اُس نے جزیروں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ جب تک ہمارے بہت ہی قریب نہ آ پہنچا۔ ہمیں اُس کا حجم معلوم نہ ہوا۔ جب وہ چٹان کے دوسری جانب پہنچا۔ تو ہم اُس کی خوفناک جسامت دیکھ کر خائف ہو گئے۔ ہم نے الفور اُٹھ کھڑے ہوئے ہیبت اور سراسیمگی کی حالت میں جلدی جلدی سب سے اونچے مقام پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سمندر کی ایک لہر تھی اور جس وقت چٹان پر آکر پڑی۔ تو ہمیں معلوم ہوا۔ کہ بہت ہی بڑی تھی۔ اُس نے تمام چٹان کو ڈھانپ لیا۔ اور ایسا شور پیدا ہوا جو رعد کی کڑک سے بھی زیادہ خوف ناک تھا۔ یہ گرج چند سیکنڈ تک رہی۔ اسی اثنا میں لہر اس چٹان سے آکر ٹکرائی۔ جس کے اوپر ہم کھڑے تھے۔ اُس وقت ہمیں اپنی خطرناک حالت کا پتہ لگا۔ ہم نے بھاگنا چاہا۔ مگر وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

[illegible] گرج کے ساتھ جس نے ٹھوس چٹان کو ہلا دیا تھا۔ ہیبت ناک لہر

آگے بڑھی۔ اور نے الفور چٹان کے سوراخوں سے فوارے چھوٹنے لگے۔
اور عجیب قسم کا شور پیدا ہوا۔ ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ زمین پھٹ گئی اور
اندرونی طبقوں سے پانی باہر نکل آیا۔ خوفناک گرج کے صدمے سے
ہم حواس باختہ اور سراسیمہ ہو گئے۔ جھاگ اور پانی نے ہمیں اندھا کر دیا۔
ہم نہیں جانتے تھے۔ کہ کدھر بھاگ کر پناہ لیں۔ آخر کار ہم تینوں ایک
ایسے بلند مقام پر جا پہنچے۔ جو پانی کی پہنچ سے باہر تھا۔ جس وقت ہم
نے ساحل پر نظر ڈالی۔ تو بربادی کا نظارہ دکھائی دیا۔ کیونکہ خوفناک
لہر جھیل گزر کر ریتلے ساحل پر جا پہنچی۔ اور وہاں سے جنگل تک۔ اس نے
چھوٹے چھوٹے درختوں اور جھاڑیوں کو بالکل صاف کر دیا۔

یہ کیفیت دیکھ کر جیک نے اندیشہ ظاہر کیا۔ کہ ہماری جھونپڑی بھی
بہ گئی ہوگی۔ اور کشتی برباد ہو گئی ہوگی۔ جب ہمیں کشتی اور جھونپڑے
کے برباد ہو جانے کا خیال آیا۔ تو ہمارے دل بیٹھ گئے۔ ہم جنگل سے
جلدی جلدی گزر کر اپنے جھونپڑے کو گئے۔ ہم نے وہاں جا کر دیکھا۔ کہ
جھونپڑے تک پہنچتے پہنچتے لہر کا زور ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اس کی
دستبرد سے بچ رہا۔ مگر اس کے دروازے پر سمندری گھاس اور جھاڑیوں
کا ایک بڑا انبار پایا۔ ہم وہاں سے اس مقام پر پہنچے۔ جہاں کشتی چھوڑ
آئے تھے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ تو کشتی کو اس جگہ نہ پایا۔ ہم نے ارد گرد دیکھا۔
تو وہ وہاں بھی نہ تھی۔

جیک نے کہا "ہماری کشتی لہر کے ساتھ بہ گئی" ہم وہاں سے بھاگ کر
اوپر جا چڑھے۔ مگر کشتی کہیں نظر نہ پڑی۔ ہم مایوس ہو کر چلے ہی تھے۔
کہ راستے میں پیٹرکن نے جیک سے کہا "تم نے ایک دفعہ مجھے بڑی
دانشمندی سے بتلایا۔ کہ ناریل درخت میں لگتے ہیں۔ کیا تم مجھے بتلا سکتے
ہو کہ اس جھاڑی پر کاہے کا پھل نظر آتا ہے؟ میں تو نہیں جانتا۔ کہ

وہ کیا ہے ؟ گو ہم نے فوراً جھاڑی مذکور پر نظر ڈالی۔ تو ہمیں کشتی دکھائی دی۔ جسے دیکھ کر ہمارے دل باغ باغ ہو گئے۔ اور بعد میں ہمیں معلوم ہوا۔ کہ لہر کشتی کو اٹھا کر لے گئی۔ اور اُسے جھاڑی پر ڈال دیا۔ اگر کشتی کسی چٹان یا درخت پر جا پڑتی۔ تو ضرور پاش پاش ہو جاتی۔ اُسے جھاڑی سے نکال کر سمندر تک لے جانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ بڑی جاں فشانی اور مشقت کے ساتھ دو روز میں کشتی سمندر تک پہنچائی گئی۔ جھونپڑے کے سامنے سے گھاس اور جھاڑیوں کا انبار اٹھانا بھی ایک مشکل کام تھا۔ ایک ہفتے کی محنت شاقہ کے بعد جھونپڑے کا نواح گھاس اور جھاڑیوں سے پاک کیا گیا۔

ہم ناظرین پر یہ بات بھی ظاہر کر دینی مناسب سمجھتے ہیں کہ ایسی لہر بحرالکاہل کے جزائر میں باقاعدہ طور پر سال میں ایک دو مرتبہ ظاہر ہوتی ہے۔ بعد میں مجھ سے کئی پادریوں نے بیان کیا کہ ان جزائر میں اس قسم کی ہولناک لہر ہمیشہ آتی ہے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتلایا۔ کہ آیا تمام جزیروں میں آتی ہے۔ یا چند ایک ہی میں آ کر رہ جاتی ہے۔ مگر مجھے یقین دلایا گیا کہ بعض جزیروں میں باقاعدہ طور پر آتی ہے۔

جب جھونپڑے کے اردگرد کا ملبہ اٹھ چکا۔ تو ہم نے پھر پنگوئن جزائر کی سیر کرنے کی ٹھہرائی۔ اسی لئے کشتی تیار کی گئی۔ اور اسکی ضروری مرمت بھی کی گئی۔ اس کے بعد اشیاء خوردنی کا اہتمام کیا گیا۔ کیونکہ ہمارا ارادہ اپنے گھر سے دو ایک روز باہر رہنے کا تھا۔ اس لئے پیٹرکن کو کھانے کی چیزیں بہم پہنچانے کے لئے بھیجا گیا۔ جیک کشتی تیار کرنے لگا۔ جب کبھی سؤر کا گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوتی۔ تو پیٹرکن بھیجا جاتا۔ کیونکہ وہ بڑا مستعد تھا اور بہت ہی تیزی سے بھاگ

سکتا تھا۔ اس لئے ہم اُن کو بہ آسانی تمام بھاگ کر پکڑ لیتا تھا۔ مگر وہ بہت ہی لاپرواہ تھا۔ بسا اوقات بے پروائی سے بھاگتے بھاگتے گر پڑتا اور کوئی نہ کوئی زخم کھائے بغیر کبھی نہ آتا۔ ایک دفعہ اُسے ایک سخت حادثہ پیش آیا۔ ایک روز وہ صبح کے وقت تن تنہا باہر گیا۔ مگر کھانے کے وقت تک واپس نہ آیا۔ ہمیں سخت تشویش ہوئی۔ کیونکہ وہ کھانے کے وقت کا پابند تھا۔ شام کے کھانے کا وقت بھی قریب آگیا۔ مگر پیٹرکن واپس نہ آیا۔ ہمارے دل بہت متفکر اور مضطرب ہوئے۔ اس لئے ہم دونوں اُسے تلاش کرنے کے لئے نکلے۔ ہم نے اُسے جنگل میں تلاش کیا۔ مگر اس کا کہیں پتہ نہ ملا۔ شام کو ہم نے سوروں کے پاؤں کے نشانات دیکھے ۔۔۔ ہم پاؤں کا کھوج لگاتے لگاتے ایک ڈھلوان کنارے پر پہنچے۔ ہم نے نیچے جھک کر دیکھا۔ تو پیٹرکن کو بیہوش لیٹے پایا۔ اس کا سر سؤر کی تھوتھنی پر تھا۔ جسے اس نے بھالے سے چھید رکھا تھا۔ پیٹرکن کو اس حالت میں دیکھ کر ہم نہایت خائف ہوئے۔ مگر جلدی اس کی پیشانی پر سرد پانی ڈالنے کے لئے پانی کی طرف دوڑے۔ جب اس کے منہ میں پانی ڈالا۔ تو اس نے آنکھ کھولی۔ پھر ہم اسے اٹھا کر گھر لے گئے۔ جب وہ اچھی طرح سنبھل گیا۔ تو پیٹرکن نے اپنی داستان یوں بیان کی:

"میں دوپہر تک اِدھر اُدھر جنگل میں بھٹکتا پھرا۔ مگر کوئی شکار نہ ملا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ خالی ہاتھ واپس نہ جاؤں گا۔ اس لئے کھانا کھانے کی بھی پرواہ نہ کی۔"

جیک: "کیا تم نے سچ مچ بھوکا رہنے کا ارادہ کر لیا تھا؟"

پیٹرکن: "جیک تم خاموش بیٹھے رہو۔ میں نے بھوکے رہنے اور شکار کی تلاش میں جانے کا پکا ارادہ کر لیا۔ میں بمشکل نصف میل گیا تھا۔ کہ مجھے سوروں کے گھُرگھُرانے کی آواز سنائی دی۔ میں اُچک کر آگے بڑھا۔ اور

اُن کو ہٹا دیا۔ اور ایک سؤر کے پیچھے بھالا تان کر دوڑا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی اُس کے بہت ہی قریب جا پہنچا۔ اور فوراً اُس کے پیٹ میں بھالا گھسیڑ دیا۔ اُس وقت ہم دونو ایک بلند چٹان کے اوپر جا پہنچے تھے۔ مگر میں بہت ہی تیزی سے بھاگا چلا جا رہا تھا۔ اس لئے خود کو ضبط نہ کر سکا۔ اور دونو چٹان سے نیچے جا گرے۔ اس کے بعد کا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ جب میں ہوش میں آیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ الف میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ گو بدقسمتی سے پیٹرکن بسا اوقات گر کر زخمی ہو جایا کرتا تھا۔ مگر ہوش میں ہوتا تھا۔ جب جیک نے اُسے کھانے کی چیزوں کا اہتمام کرنے کے لئے بھیجا تو جیک جنگل سے تین سؤر مار کر لایا۔ میں بھی چند بطخیں مار لایا۔ دوسرے دن صبح کے وقت ہم نے اپنی ناؤ پر اشیاء خوردنی کا ایک کافی ذخیرہ لاد لیا۔ کئی چیزوں کا رات کے وقت پکا لی تھیں اسلئے ہمارے پاس مفصلہ ذیل چیزیں اشیاء خوردنی رہ گئی تھیں۔ روٹی کے درخت کے پھل دس عدد۔ تالو بیس عدد۔ تارو روٹ چھ عدد۔ بڑے بیر پچاس عدد۔ پکے ناریل۔ ۲ عدد۔ کچے ناریل چھ عدد۔ چار عدد بڑی اور دو چھوٹی بطخیں تھیں۔ تین کباب کئے ہوئے سؤر ؛

جب ہم کشتی میں روانہ ہوئے۔ تو مطلع صاف تھا۔ اور صبح کا سماں بہت سہاؤنا تھا۔ جھیل سے نکل کر کھلے سمندر کی طرف بڑھے۔ دو چھوٹے سبز جزیروں سے گزر کر آگے سمندر میں جا داخل ہوئے۔ ہمیں لہر سے قدرے اندیشہ پیدا ہؤا۔ مگر خیر گذری اور ہم وسیع سمندر میں جا نکلے۔ جہاں پانی قدرے متلاطم تھا۔ جیسا کہ سمندر کا دستور ہے ؛

جزیرہ پنگوین یعنی بحری چڑیوں کا جزیرہ چٹان سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ مگر جس راستے سے ہم نے جانے کا ارادہ کیا۔ اُس سے وہ بیس میل سے کم نہ ہوگا۔ جھیل اور اپنے جزیرہ کے ساحل کے ساتھ

شاتھ جانے سے فاصلہ زیادہ طے کرنا نہ پڑتا۔ مگر ہم نے کشادہ سمندر کی سیر کرنے کو ترجیح دی۔ کیونکہ ہم بحری سفر کے بہت شائق تھے۔
جیک "کاش اِس وقت نسیم بحر چلتی ہوتی"۔
پیٹرکن (پیشانی سے پسینہ پونچھ کر) "پتوار سے ناؤ کو کھینا بہت مشکل کام ہے۔ اگر ہم ایک سو سمندری مرغابیوں کو پکڑ کر ناؤ کے ساتھ باندھ سکتے۔ تو وہ بڑی آسانی سے اسے کھینچ کر لے جاتیں"۔
جیک "شارک کی دُم سے کیوں نہ باندھ دو! مگر میری تمنا پوری ہو گئی۔ ہوا چلنے لگی ہے۔ پیٹرکن پتوار کو اٹھا کر کشتی میں ڈال لو (الف۔ مستول کو بلند کرو۔ میں بادبان لگاتا ہوں۔ پتوار کا خیال رکھو"۔
چونکہ اُفق پر ایک سیاہ شے نمودار ہوئی تھی۔ اس لئے جیک نے ہم دونوں کو چوکنا رہنے کی ہدایت کی۔ مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک بڑی لہر آتی دکھائی دی۔ جس نے ہماری کشتی کو اُچھال دیا۔ اور سفید جھاگ بکثرت پیدا کر دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوا چلنے لگی لہر کا زور کم ہو گیا تھا۔ ہم نے بادبان کھول دیا۔ اور چند ہی منٹ میں لہروں پر دوڑنے لگے۔ اور تھوڑی سی دیر میں بہت دور نکل گئے۔ اسکے بعد ہوا ختم گئی۔ اُس وقت ہم جزیرہ پنگوئن سے صرف ایک میل کے فاصلے پر تھے۔ اس وقت ہمیں پتواروں سے کام لینا پڑا۔ جب جزیرہ نظر پڑا۔ تو پیٹرکن نے کہا "وہ چڑیاں (بلند قد) وہ جاتی ہیں! میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ ہم سے مہربانی سے پیش آئیگی"۔
جیک "وہ مہماں نواز نہیں ہیں؟" جیک "پیٹرکن! باتیں مت بناؤ۔ ناؤ کو چلاؤ۔ ہم وہاں چل کر خود دیکھ لینگے"۔
جوں جوں ہم جزیرے کے نزدیک پہنچتے گئے۔ ہم اُن عجیب پرندوں کے سپاہیانہ حرکات سے بہت محظوظ ہوئے۔ وہ مختلف قسم کے تھے۔

بعض کے سروں پر کلغیاں تھیں۔ بعض کے بالکل نہیں۔ بعض معمولی ہنس کے برابر۔ اور بعض راج ہنس کے قد کے تھے۔ ہم نے ان پرندوں کے سروں پر آبشار اس اڑتے دیکھے۔ ہم نے بحری بطخیں بھی دیکھیں۔ ہم جزیرے کے ساحل کے قریب جا پہنچے۔ یہ جزیرہ چٹانی تھا۔ اس کے اوپر کہیں کہیں جھاڑیاں نظر آتی تھیں۔ اور کسی قسم کی سبزی نہ تھی۔ ہم پتوار چھوڑ کر پرندوں کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ بھی شوق کے ساتھ ہماری طرف دیکھنے لگے۔ ان کے سر سیاہ لمبی لمبی نوک دار چونچیں۔ سینے سفید اور پشت نیلی تھی۔ وہ سیدھے اکڑ کر چلتے تھے۔ اسی لئے سپاہی سے معلوم ہوتے تھے۔ ان کے بازو بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ جن کو وہ مچھلیوں کی طرح پانی میں تیرتے وقت استعمال کرتے تھے۔ بازوؤں اور جسم کے اوپر کھردرے اور چھلکے دار تھے۔ ان کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اس لئے جب ان پرندوں کو پانی کے باہر کھڑا ہونا پڑتا۔ تو سینہ نکال کر سیدھے کھڑے ہوتے۔ کیونکہ ٹانگوں کی بناوٹ عجیب قسم کی تھی۔ مگر پانی میں دیگر آبی جانوروں کی طرح بلا تکلف تیرتے تھے۔

پہلے پہل تو انہوں نے ایسا شور کیا۔ کہ ہم پاگل ہو گئے۔ اور کچھ نہ سوجھا کہ کدھر جائیں۔ کیونکہ وہ پرندے ہزاروں کی تعداد میں چٹانوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گر ہم برابر دیکھتے رہے۔ ہمیں وہاں کئی چارپائے بھی دکھائی دئے۔ جو چلتے پھرتے تھے۔

پیٹر کن نے کہا "آگے چلے چلو۔ تاکہ دیکھیں۔ یہ کس قسم کے جانور ہیں۔ شائد وہ بھی شور وغل کے شائق ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان پھرتے ہیں۔"

جب ہم آگے گئے۔ تو ہم نے دیکھا۔ دراصل پنگوئن تھے۔ کیونکہ چارپائے جو جھاڑیوں میں چارپایوں کی طرح چلتے تھے۔ یکایک ایک بڈھا پرندہ جو ہمارے نزدیک ہی چٹان پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خوف سے پھڑپھڑا کر سمندر میں جا پڑا۔

اُس نے ڈبکی ماری اور کچھ فاصلے پر جا نکلا۔ مگر پھر غوطہ لگایا پھر کچھ ذرا آگے جا نکلا۔ ہمیں یہ کیفیت دیکھ کر شک ہوا۔ کہ آیا مچھلی ہے یا پرندہ۔ پیش کن (حیرت زدہ ہو کر) "یہ پرندہ سب کے کان کاٹ گیا۔ میں نے ایک ایسے جاندار کا نام سنا ہے۔ جو نہ تو مچھلی ہے اور نہ پرندہ۔ مگر مجھے اس قسم کا جاندار جس میں تین مختلف قسم کے جانوروں کے خواص موجود ہوں۔ دیکھنے کی توقع نہ تھی۔ مگر ادھر دیکھو۔ اُس جانور کی دم کے نیچے کیا ہے؟"

ہم نے ساحل کی طرف دیکھنا شروع کیا ہے۔ اور وہاں ایک پنگوئین دکھائی دیا۔ جو اپنی دم کے نیچے ایک انڈا دبا کر آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ وہاں اور بھی اسی قسم کے پرندے دیکھے گئے۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا۔ کہ اس قسم کے پنگوئین ہیں۔ جو ہمیشہ اپنے انڈے دم کے نیچے دبا کر پھرتے رہتے ہیں۔ اُن کی ٹانگوں اور دم کے درمیان ایک گڑھا سا ہوتا ہے۔ جہاں وہ انڈے بخوبی رکھ سکتے ہیں۔ ان پرندوں کی باقاعدگی اور ترتیب نے ہمارے اوپر بہت اثر کیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ جزیرہ مربعوں میں منقسم ہے۔ اور ہر ایک پنگوئین ایک مربعہ کا مالک ہے۔ اور اکثر شکر چننا پھرتا ہے۔ بعض پرندے انڈے سے رہے تھے۔ بعض اپنے بچوں کو ایسے طریقے سے دانہ کھلا رہے تھے جس سے ہمیں بہت ہنسی آئی۔ بچوں کی ماں کسی اونچے پشتے پر کھڑی ہو جاتی۔ اور بچے نیچے کھڑے رہتے۔ مادہ فوراً سر بلند کر کے ایک قسم کی آواز نکالتی۔ آواز سنکر پیش کن نے کہا۔ کہ اُس کا دم گھٹ رہا ہے۔

آواز سنکر پیٹرکن نے کہا۔ وہ اس کا دم گھٹ رہا ہے۔"

گر بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ مگر در حقیقت اُس کی یہ حالت نہ تھی۔ چند سیکنڈ کے بعد اُس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ اور منہ کھولا۔ اس میں بچے اپنی ننھی چونچیں ڈال کر کچھ کھانے لگے۔ اس کے بعد اُس کی ماں نے سر اٹھا کر پھر شور کیا۔ اور پھر بچوں کو کچھ کھلایا۔ حتے کہ بچے سیر ہو گئے۔

پیٹرکن نے "اب اُدھر دیکھو۔ یہ اوّل درجہ کی مادرانہ سنگدلی ہے۔ اُس بوڑھی پنگوئن نے اپنے بچے کو پانی میں پھینک دیا۔ ایک اور ماں بھی اُس کی پیروی کرنے والی ہے" ؁

جب ہم نے دیکھا تو پیٹرکن کے کہنے کی تصدیق ہو گئی۔ ایک بوڑھی پنگوئن مادہ اپنے بچے کو پانی میں کودنے کی ترغیب دے رہی تھی۔ مگر بچہ پانی میں جانا نہ چاہتا تھا۔ باوجود ماں کی ترغیب کے اُس کی طرف آہستہ آہستہ چلا جاتا۔ آخرکار وہ اُس کی پشت پر گئی۔ اور اُسے آہستہ سے پانی کی طرف ڈھکیل دیا۔ مگر بڑی آہستگی سے گویا اُس نے یہ کہا "میرے لختِ جگر مت ڈر۔ میرے نورِ چشم میں تمہیں ضرر نہیں پہنچاتی" مگر جس وقت وہ عین کنارے پر جا پہنچا۔ تو اُسکی ماں نے زور سے دھکا دے کر اُسے سمندر میں ڈال دیا۔ جہاں وہ ڈبکیاں لیتا ہُوا کنارے پر آ لگا۔ ہم نے دیکھا۔ کہ وہاں بہت سی مادہ پنگوئن اسی کام میں مصروف ہیں۔ ہم نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو پانی میں تیرنا اسی طرح سکھاتے ہیں۔ اِس کے بعد ہم نے دیکھا۔ کہ ایک درجن کے قریب بوڑھے پنگوئن سمندر کی طرف جا رہے ہیں۔ مگر کنارے کی چٹان ڈھلوان تھی۔ بعض تو آرام سے جا رہے۔ اور بعض بے سروپا ہو کر نیچے لڑھکے اور سمندر میں جا پڑے وہاں جا کر وہ بے تکان تیرنے اور کلولیں کرنے لگے۔ گویا پانی اُن کا فطرتی عنصر اور مکان ہے ؁

یہ کیفیت دیکھ کر پیٹرکن نے بڑی ثقاہت وسنجیدگی سے کہا۔ "میری رائے یہ ہے کہ پرندے لق لق کی قسم سے ہیں۔ اور یہ جزیرہ جادو کا جزیرہ ہے۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ یا تو یہاں سے ابھی گزر چلو۔ اور یا اِس جزیرے پر اُتر جاؤ اور اپنی جان حتی المقدور بچانے کا

پختہ ارادہ کر لو۔"

جیک دو کشتی کنارے کی طرف لے چلو۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ ہم اس جزیرے پر اتر پڑیں۔ جیک نے زور سے پتوار لگایا۔ کشتی چل گئی۔ چند منٹ کے بعد وہ ایک چھوٹی سی کھاڑی میں داخل ہو گئی۔ وہاں اسے مونگے کی ایک چٹان سے باندھ کر اور بھالے وغیرہ ساتھ لے کر پنگوئن کے درمیان جا داخل ہوئے۔ انہوں نے ہمارے اوپر حملہ نہ کیا۔ اور ہمیں دیکھ کر خائف ہوئے۔ بلکہ بے خوفانہ حیرت سے ہماری طرف دیکھتے رہے۔ جس وقت ہم ان کے درمیان سے گزرے۔ وہ اپنی اپنی جگہوں سے نہ ہٹے۔ مگر ایک بوڑھا پرند آہستہ آہستہ سمندر کی طرف بڑھا۔ پیٹر کن کے دماغ میں یہ سمائی۔ کہ وہ اس پرند کو سمندر میں کودنے سے باز رکھے۔ اس لئے نے الفور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پرند بھی دلیر تھا۔ وہ آگے بڑھنے سے مطلق نہ جھجکا۔ مگر اس نے اپنی راہ مسدود پا کر پیٹر کن کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اس کو اپنے راستے سے ہٹا کر سمندر میں جا کودا۔ اگر پیٹر کن اپنے لٹھ سے کام لیتا۔ تو اسے بہ آسانی مغلوب کر لیتا۔ مگر اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ وہ تو صرف دل لگی کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس پرند کو جانے دیا۔ ہم پورے تین گھنٹے تک ان پرندوں کے عادات کا مطالعہ کرتے رہے۔ اخیر میں ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ پرند نہایت ہی عجیب ہیں۔ ہمیں اس قسم کے جانوروں کا پہلے کبھی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس کے بعد غور و خوض سے اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ وہ پرندے تمام دنیا میں نرالی وضع کے تھے۔

اٹھارھواں باب

طوفان سے رہائی

شام کو ہم جزیرہ پنگوئن سے چلے آئے۔ ہمارا یہ ارادہ تھا۔ کہ رات ایک چھوٹے جزیرے پر جس میں ناریل کے درخت اُگ رہے تھے۔ اور وہ جو وہاں سے دو میل تھا۔ بسر کریں۔ اس لئے ہم نے کشتی کو زور سے کھینا شروع کیا۔ مگر ہم جزیرہ پنگوئن سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر پہنچے ہونگے۔ کہ ہوا زور سے چلنے لگی۔ اگرچہ وہ ہمارے مخالف نہ تھی۔ لیکن اس کی تیزی کے باعث کشتی چل نہیں سکتی تھی۔ سمندر میں تلاطم برپا ہو گیا۔ لہریں ہماری ناؤ کے ساتھ آکر ٹکرانے لگیں۔ ہوا بڑھتے بڑھتے ایسی تند ہو گئی۔ کہ جزیرہ کے کنارے پر پہنچنا ممکن نہ رہا۔ اس وقت جیک نے کشتی کے سرے کو گھما کر ہم دونوں سے کہا۔ کہ بادبان باندھ دو۔ تاکہ ہم جزیرہ پنگوئن کو لوٹ چلیں ۔

جیک۔ ہم کم از کم جھاڑیوں کے نیچے پناہ لے سکیں گے۔ اور پنگوئن میں ہمیں کسی قسم کا خوف نہ ہوگا ۔

جیک (زور سے کہہ کر) بادبان باندھ دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید ہم جزیرہ پنگوئن میں نہ پہنچ سکینگے۔

میں اور پیٹرکن ہمیشہ ہر ایک بات کو جیک کے اوپر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اس لئے ہم نے آندھی کا کچھ خیال نہ کیا اور کچھ متفکر سے ہو گئے۔ اسی وقت ایک زور کا جھونکا آیا۔ لہروں کے ذریعے کشتی میں پانی بھرنے لگا۔ ہم نے بادبان نیچے اتار لیا۔ اس لئے کشتی اُلٹنے نہ پائی۔ لیکن جب وہ جھونکا گزر گیا۔ تو کشتی میں نصف کے قریب پانی

بھر گیا۔ اُسے میں نے فوراً کھینچ دیا۔ پیٹرکن نے بادبان کا ایک سرا بلند کیا۔ لیکن جس بات کا جیک کو اندیشہ تھا۔ وہی پیش آئی۔ ہم جزیرہ پنگوئین کے قریب سے گزر گئے۔ کیونکہ ہوا بہت تند تھی۔ اُس وقت ہمیں اپنی حالت کا پتہ لگا کہ سمندر ہی میں تباہ ہو جائینگے ؁

جس طرف ہمیں ہوا دھکیل کرلے جا رہی تھی۔ اُس طرف ہمیں سوائے لہروں کے کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ جب ہم نے اپنے گرد و پیش نظر دوڑائی۔ تو ایک خوف ہمارے اوپر طاری ہو گیا۔ کیونکہ ہم جزائر کے درمیان پناہ گزیں ہونے کے قابل نہ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ خوفناک لہریں ہمیں نگل جائینگی۔ پانی کشتی کے اندر بھرنے لگا اور میں اُسے نکال کر باہر پھینکنے لگا۔ جیک پتوار کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور نہ پیٹرکن بادبان چھوڑ کر میرے ساتھ کام کر سکتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو ایک منٹ میں ہماری زندگی خطرے میں جا پڑتی۔ ایسی مصیبت اور ناامیدی کی حالت میں جیک نے ایک نعرہ مار کر کہا کہ ہمارے سامنے ایک جزیرہ ہے۔ جہاں کشتی کے جا لگنے کی اُمید ہے۔ اُفق پر سیاہ بادل ہونے کی وجہ سے وہ جزیرہ ہمیں پہلے دکھائی نہیں دیا تھا ؁

جوں جوں ہم اُس کے نزدیک پہنچتے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اُس پر درخت اور سبزی بالکل نہیں ہے۔ اور ایسا نیچا تھا کہ سمندر کا پانی اُس کے اوپر چڑھ جاتا تھا۔ سچ پوچھو۔ تو وہ جزیرہ مونگے کی چٹان تھا۔ جو پانی کی سطح سے چند ہی فٹ بلند تھا۔ اس جزیرے سے تند لہریں ٹکرا رہی تھیں۔ جب ہم نے بغور دیکھا کہ وہاں کوئی ایسا مقام نہیں ہے۔ جہاں ہم اپنی کشتی سلامتی سے لے جا سکتے۔ تو ہمارے دل بیٹھ گئے ؁

جیک نے بادبان کو ذرا اونچا کرو۔ ہم جزیرے کے ایک پہلو کے قریب

سے جہاں لہریں ٹکرا کر شور پیدا کر رہی تھیں بڑی تیزی سے گزر گئے +
پیٹرکن ”یہ بہت اچھا“۔ اور اس نے ایک فٹ کے قریب بادبان کو
بلند کر دیا۔ اگرچہ بادبان کا ایک گوشہ ہی بلند کیا گیا تھا۔ مگر اس کے ذریعہ
کشتی کو اور صدمہ پہنچا۔ اور ہر لمحہ اس کے اُلٹ جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔
اس حماقت کے لئے میں نے جیک کو اپنے دل میں بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔
میں نے ناحق اُسے کوسا۔ کیونکہ دو سیکنڈ کے بعد کشتی کے اندر پانی بھر گیا۔
مگر وہ ناؤ کو بڑی ہوشیاری سے جزیرے کے اس کنارے پر لے گیا۔
جہاں کا پانی نسبتاً ساکن تھا اور ہوا کا زور کم تھا +
جیک ”اب اپنے پتواروں سے کام لو۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ ہم یہاں
آ گئے۔ چلے چلو“ ہم نے فوراً تعمیل کی۔ ہم نے زور سے پتوار چلائے۔
اور تھوڑی ہی دیر میں ایک ایسی تنگ کھاڑی میں جا داخل ہوئے۔
جس کا پانی مقابلتاً ساکن اور وہ خود بھی بہت تنگ تھی۔ وہاں ہم ایک عمدہ
پناہ گاہ میں جا پہنچے۔ ہم چھلانگ مار کر خشکی پر جا چڑھے۔ اور کشتی
کو رسّوں کے ذریعے چٹانوں سے باندھ دیا۔ ہم نے ایسے خطرے سے
مخلصی پانے پر خداوند کریم کے کرم بے انتہا کا شکریہ ادا کیا۔ ہم وہاں صحیح سلامت
تو پہنچ گئے تھے۔ مگر ہمارے کپڑے بالکل بھیگ گئے تھے۔ سمندر ہمارے چاروں
طرف موجیں مار رہا تھا۔ جھاگ اُڑ اُڑ کر ہمارے سروں پر آتا تھا۔ جس مقام
پر ہم رہتے تھے اس کا قطر بارہ گز کے قریب ہو گا۔ ایک چٹان میں ایک
گڑھا تھا۔ جس کے اندر ہم لہروں اور تند ہوا کے جھونکوں سے بالکل
محفوظ رہے۔ چونکہ اس چٹان کا چھجا خاصا لمبا چوڑا تھا۔ اس لئے جھاگ
ہمارے سروں پر نہ آ سکا +
جیک۔ ”اب بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر مت بیٹھے رہو۔ آؤ کچھ کھانے پینے کا
بندوبست کریں۔ پیٹرکن اشیاء خوردنی اُتار لاؤ۔ رالف تم میرے ساتھ

چل کر کشتی کو لوا لاؤ - جلدی کرو ۔"

ہم نے "بہت بہتر!" ہم خوشی سے اٹھے - اور اس کے ارشاد کی تعمیل کرنے کو چلے گئے ۔

غار اگرچہ گہرا نہ تھا - مگر تھا خشک - اس لئے ہم وہاں بڑے آرام سے رہے - اشیاء خوردنی اتار کر لائی گئیں - بھیگے ہوئے کپڑے نچوڑے گئے - بادبان کو نیچے بچھا کر قالین کا کام لیا - کھانا کھانے کے بعد طبیعت بہت ترو تازہ اور بشاش ہونے لگی - مگر جوں جوں دن ڈھلتا گیا - ہمارے دل مضطرب ہونے لگے - کیونکہ سورج کے ساتھ ہی ہمیں سلامتی اور حفاظت کی فکر دامنگیر ہوگئی - خوفناک طوفان نے ہمارے اوسان پریشان کر رکھے تھے - رات نہایت تاریک ہوتی گئی - طوفان ایسا ہیبت ناک ہوگیا - کہ ہم کو ایک دوسرے کی آواز سنائی نہ دیتی تھی - اس لئے ایک دوسرے کو ہاتھ سے محسوس کرنے کی کوشش کرتے تھے - کہ آیا ہم محفوظ ہیں یا نہیں - کبھی کبھی جھاگ کے چند قطرے ہمارے چہروں پر آپڑتے - اس سے ہوا کے تغیر کا پتہ لگ جاتا تھا - سمندر جوش کھاتا ہوا کھاڑی کے انتہائی کونے تک جا پہنچتا تھا - بلکہ بعض دفعہ پانی ہمارے پاؤں تک آجاتا تھا - اس سے ہمیں یہ اندیشہ ہوگیا - کہ کہیں ہماری ناؤ نہ بہ جائے - اس لئے اسے اور آگے کھینچ لائے - اور رسے اپنے ہاتھوں میں تھام لئے - گاہے گاہے بجلی چمکتی تھی - جو تمام منظر کو ہولناک بنا دیتی تھی - تاہم دل سے چاہتے تھے کہ بجلی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چمکتی رہے - کیونکہ نہایت گہری تاریکی اس سے بھی زیادہ خوفناک تھی - غضبناک رعد کی کڑک سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے آج دو ٹکڑے ہو جائینگے - مگر طوفان کی تندی اس ہیبت ناک شور کی تیزی کی تخفیف کر رہی تھی - چٹان ہوا کے تُند جھونکوں اور سمندر کی غضبناک لہروں کے

ٹکڑوں سے تھرتھرا رہی تھی۔ ہم غایت درجہ کے خائف تھے۔ اور تصور کرنے لگے۔ کہ چند منٹ کے بعد چٹان خوفناک سمندر میں جا پڑے گی۔ اور نہایت ہی بے چینی اور اضطراب کی رات تھی۔ جب بخار آلودہ گھر کے درمیان سے صبح کے آفتاب کی شعاعیں نظر پڑیں۔ تو ہمارے دلوں میں نہایت شکر گذاری اور مسرت پیدا ہوئی۔ تین دن اور تین رات ہم اسی چٹان کے پیچھے رہے۔ اور طوفان نہایت تیزی کے ساتھ برابر جاری رہا۔ مگر چوتھے دن صبح کے وقت طوفان یکایک بند ہو گیا۔ اور ہوا اپنی حالت پر آ گئی۔ مگر سمندر کی لہریں بدستور تندی کے ساتھ چل رہی تھیں۔ اس لئے ہم نے سمندر میں جانے کی جرأت نہ کی۔ مصیبت کے دن ہم بمشکل چند منٹ آرام کر سکے تھے۔ مگر تیسرے روز رات کے وقت ہم خوب آرام سے سو گئے۔ اور جب چوتھے دن صبح کے وقت بیدار ہوئے۔ تو سمندر کو قدرے ساکن پایا۔ مطلع صاف شفاف تھا۔ اور سورج پوری آب و تاب کے ساتھ نکل کر چمکنے لگا۔

ہم نہایت خوشی کے ساتھ اپنی ناؤ پر سوار ہو کر اپنے جزیرے کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ دور سے دکھائی دے رہا تھا۔ ہم سے دیکھ کر ہمارے دل باغ باغ ہو گئے۔ کیونکہ ہمیں یہ اندیشہ تھا۔ کہ طوفان ہمیں بہت دور لے گیا ہے ہوا بالکل بند تھی اور سمندر کا پانی ساکن تھا۔ اس لئے ہمیں پتواروں سے کام لینا پڑا۔ مگر سہپر کے وقت ہوا چلنے لگی۔ ہم نے بادبان لگا دیا۔ ہم جلد جزیرۂ پنگوئن سے آگے نکل گئے۔ مگر ہمارے پاس کھانے پینے کا کافی سامان تھا۔ مگر ہم کسی جزیرے پر نہ اترے بلکہ سیدھے اپنے جزیرے کی راہ لی۔ اس سے پیٹرکن کو کچھ رنج ہوا۔ کیونکہ وہ پنگوئن پرندوں کو بہت پسند کرتا تھا۔

گو ہوا اچھی تھی۔ مگر ہم اپنے جزیرے کے ساحل پر رات سے

پیشتر نہ پہنچ سکے۔ ہم جھیل میں سو گز بھی نہ گئے تھے۔ کہ ہوا بند ہو گئی۔ اسلئے ہمیں پھر کشتی کے کھینے کی ضرورت پڑی۔ جس وقت ہم اپنے جھونپڑے کے قریب ساحل پر اترے۔ اس وقت چاند اور تارے چمک رہے تھے۔ ہم اپنے جزیرے پر صحیح سلامت پہنچ کر بہت خوش ہوئے۔ ہم نے کشتی کو وہیں چھوڑا۔ اور سیدھے جھونپڑے کی طرف بھاگ گئے۔ میرے دل میں خوشی کے احساس کے ساتھ اندیشہ بھی تھا۔ کہ ہماری عدم موجودگی میں شورولی نے تمام جھونپڑے کو برباد کر دیا ہوگا۔ مگر نہیں۔ ہر چیز اسی حالت میں پڑی تھی۔ کہ جس میں ہم اسے چھوڑ گئے تھے۔ بلی مونگے کی میز پر بڑے مزے سے سو رہی تھی ۔

انیسواں باب

جنگ اور ہماری فتح

اس کے بعد چند ماہ تک ہم اپنے ہی جزیرے پر بڑے آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ گاہے گاہے جھیل میں مچھلیاں پکڑنے جاتے۔ کبھی جنگلوں میں شکار کھیلنے چلے جاتے۔ کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاتے۔ اس سے پیٹر کن یہ نتیجہ نکالا کرتے۔ کہ ہم چوٹی پر چڑھ کر کسی آتے جاتے جہاز کو دیکھا کرتے تھے۔ لیکن میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ہم اس ارادے سے کبھی چوٹی پر نہیں چڑھے۔ کیونکہ ہم اسی جزیرے میں رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔ جہاں ہم بڑے آرام اور راحت سے رہتے تھے۔ پیٹر کن کہا کرتا تھا۔ کہ اگر سال دو سال اس جزیرے میں رہیں۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ پیٹر کن۔ نیز۔ میں پندرہ سال کا جیک اس وقت اٹھارہ برس کا تھا۔ مگر ہم سب میں لمبا اور طاقت تھا

اور بیس برس کا جوان معلوم ہوتا تھا۔ ہوا بہت ہی خوشگوار تھی۔ اس لئے وہاں ہمیشہ موسم بہار کی سی حالت رہتی تھی۔ چونکہ درختوں میں ہمیشہ پھول پھل آتے رہتے تھے۔ اس لئے ہمیں میووں اور پھلوں کی کبھی قلت محسوس نہیں ہوتی۔ سور شمار میں بجائے گھٹنے کے بڑھتے جاتے تھے۔ کیونکہ پٹی کن ہر ہفتے ایک آدھ جانور مار لایا کرتا تھا۔ جب ہمیں سوروں کا ریوڑ جنگل میں نہ ملتا۔ تو ہم بیروں کے پیچھے چلے جاتے۔ جہاں ہم انہیں خوب گہری نیند سوئے ہوئے پاتے ؎

اس کے بعد ہم نے "تاڑ" کے ریشے کے کپڑے بنانے کی کوشش کی۔ کیونکہ ہمارا پرانا لباس جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے۔ بوسیدہ ہو چلا تھا۔ ہم نے کئی دفعہ اس پستول کو جو پرانے مکان کے اندر سے ملا تھا۔ بخوبی ملاحظہ کیا۔ پٹی کن کہا کرتا اگر بارود اور چھرّہ ہو۔ تو شکار مارنے میں بڑی آسانی ہو۔ مگر ہوتے ہوتے ہم گوپھن۔ تیر کمان اور بھالے کے چلانے میں طاق ہو گئے۔ اس لئے ہم کو بندوق وغیرہ کی کوئی ضرورت نہ رہی ہم باغ آب میں جا کر غوطہ خوری کیا کرتے۔ اس سے بھی ہمیں بہت مسرت حاصل ہوتی۔ پٹی کن بھی مشق کرتے کرتے تیرنے میں ہوشیار ہو گیا ؎

ہم اسی قسم کی تفریحوں میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ایک روز ایک سانحہ پیش آیا۔ جو غیر متوقع تھا اور ویسا ہی ہولناک اور دہلانے والا بھی تھا ؎

جیکم اور میں حسب معمول اسپورٹنگ راک پر بیٹھے تھے۔ اور پٹی کن اپنے کپڑے نچوڑ رہا تھا۔ کیونکہ وہ تھوڑی دیر پیشتر سمندر میں گر پڑا تھا۔ ہماری توجہ یکایک دو چیزوں نے اپنی طرف کھینچ لی۔ جو افق پر نمودار ہوئی تھیں۔ میں نے کہا "ان چیزوں کی بابت تمہارا کیا خیال ہے؟"

جیک "میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ وہ سمندری بگل ہیں۔ مگر اب وہ اُن سے بھی زیادہ بڑی بڑی معلوم ہونے لگیں "

میں "وہ ہماری طرف آ رہی ہیں "

پیٹر کن "کیوں بھئی! کیا دیکھ رہے ہو!"

جیک (اشارہ کرکے) "ادھر دیکھو!"

پیٹر کن "وہ ویل مچھلیاں ہیں۔ ہائیں! کیا وہ کشتیاں ہو سکتی ہیں "

ہمارے دل یہ خیال کرکے کہ ہمیں انسانوں کے چہرے پھر دیکھنے کے لیے مل سکیں گے۔ زور سے دھڑکنے لگے۔

جیک "پیٹر کن۔ تمہارا قیاس درست ہے۔ اُن کے حرکات عجیب ہیں۔ جو کشتیوں کے نہیں ہو سکتے " یہ لفظ ایک بہت ہی دھیمی آواز میں کہے گئے تھے۔ میں نے بغور دیکھا۔ کہ جیک کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں ہوئے۔ وہ دونو چیزوں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ ہماری طرف جلدی جلدی چلی آ رہی تھیں۔ آخر کار وہ اچانک اُٹھ کھڑا ہوا۔ "دالف وہ ڈونگیاں ہیں، میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ جنگجو فرقوں کی ڈونگیاں ہیں۔ لیکن اتنا جانتا ہوں۔ کہ جنوبی جزائر کے باشندے تندخو مردم خور وحشی ہیں۔ وہ اجنبیوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ ہمیں کہیں جا کر چھپ جانا چاہیے کیونکہ وہ شاید یہاں اُتریں گے "

یہ بات سنکر میں بہت خوف زدہ ہو گیا۔ میں اور پیٹر کن اس کے پیچھے پیچھے بڑی گھبراہٹ اور بے چینی کی حالت میں جنگل کی طرف بھاگ نکلے۔ جس وقت ہم جھاڑیوں کے پیچھے جا کر چھپ گئے۔ تو میں نے کہا "ہم نے بڑی حماقت کی کہ اپنے ہتھیار جھونپڑے میں چھوڑ آئے ہوئے "

جیک "اس کی فکر نہ کرو۔ یہاں جیسوں لٹھ پڑے ہیں۔ جو عمدہ ہتھیاروں کا کام دے سکتے ہیں " یہ کہتے ہی اس نے موٹے موٹے لٹھ اٹھا لئے جنہیں

پساٹکن نے چند روز پہلے بھی کاٹا تھا۔ اُن میں سے اپنی اپنی پسند کا ایک ایک لٹھ اٹھالیا۔ اور ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ جہاں سے ہم کشتیوں کو آتے دیکھ سکتے تھے۔ مگر ہمیں کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ جب وہ ساحل سے کچھ فاصلے پر تھے۔ تو ہم کچھ بات چیت بھی کر لیتے تھے۔ مگر جس وقت وہ جھیل میں داخل ہوئیں۔ تو ہم بالکل خاموش ہو گئے اور زبان تک نہ ہلائی۔ مگر کشتیوں کی طرف بڑی توجہ کے ساتھ دیکھتے رہے۔ ہم نے دیکھا کہ سب سے اگلی کشتی کا دوسری کشتی تعاقب کر رہی ہے۔ پہلی کشتی میں بچے۔ عورتیں اور کچھ مرد تھے۔ جو کل چالیس کے قریب ہونگے۔ مگر تعاقب کرنے والی کشتی میں صرف مرد ہی مرد تھے۔ اُن کی تعداد بھی چالیس کے لگ بھگ تھی۔ مگر اُن کے پاس عمدہ ہتھیار تھے۔ اور وہ سب جنگ جو معلوم ہوتے تھے۔ دونو کشتیوں کے آدمی اپنی ساری طاقت سے پتوار چلا رہے تھے۔ مگر تعاقب کرنے والی پہلی کشتی کے آدمیوں کو پکڑنے کے لئے زیادہ پھرتی اور تندہی سے کھیتے تھے۔ مگر اُن کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پہلی کشتی جلدی جلدی اُس کنارے پر آ لگی۔ جہاں تھوڑے فاصلے پر ہم چٹانوں کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔ اُن کے ڈانڈ چھوٹے چھوٹے تھے۔ جب کشتی کنارے کی چٹان سے زور سے ٹکرائی تو تمام مرد اور عورتیں نعرے مار کر خشکی پر کود گئے۔ تین عورتیں دو دو کے پاس معصوم بچے تھے۔ جنگل کی طرف چلی گئیں۔ اور مرد ہاتھوں میں پتھر لے کر کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ اُن کے پاس بھالے اور لاٹھیاں بھی تھیں۔ تاکہ اپنے دشمنوں کو ساحل پر اُترنے سے روک سکیں۔

دونو کشتیوں کے درمیان آدھ میل کا فاصلہ تھا۔ جس وقت تعاقب کرنے والوں کی کشتی کنارے کے قریب پہنچی۔ تو اُن کے چہروں سے کسی قسم کی گھبراہٹ یا خوف کے نشان نمایاں نہ تھے۔ وہ بڑی مردانگی

کے ساتھ آگے بڑھے اور اپنے دشمنوں کے پتھروں کی بوچھاڑ کی مطلق پرواہ نہ کی۔ مگر پہلی کشتی والوں نے ایک ایسی چیخ مار کر جو اخوان الشیاطین کے حلق سے نکلی ہو۔ پانی میں کود پڑے۔ اور اپنے دشمنوں کو کنارے سے مار بھگایا۔

اس کے بعد جو لڑائی شروع ہوئی۔ وہ بہت ہی وحشیانہ اور ہیبت ناک تھی۔ بہت سے آدمیوں کے پاس بڑے بڑے لٹھ تھے۔ جن سے وہ ایک دوسرے کے سر پھوڑنے لگے۔ چونکہ وہ مادر زاد ننگے تھے۔ اور خوفناک دست بدست لڑائی میں کبھی کودتے۔ کبھی پھاندتے۔ کبھی جھکتے تھے۔ اسلئے وہ انسانوں کی بجائے شیطانی لشکر کے سپاہی معلوم دیتے تھے۔ اس وحشیانہ لڑائی کو دیکھ کر میرا دل گھبرانے لگا۔ میں بڑی خوشی سے وہاں سے بھاگ جاتا۔ مگر میں اُن کی لڑائی دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ حملہ آور گروہ کا سردار ایک عجیب انسان تھا۔ اس نے اپنے بال ایک ایسے طریقے سے گوندھ رکھے تھے۔ کہ اس کے سر پر ایک پگڑی سی معلوم دیتے تھے۔ بالوں کی رنگت بھوری تھی۔ جسم سیاہ تھا۔ اس سے میں بہت حیران ہوا۔ اور میں نے خیال کیا کہ اس نے اپنے بالوں کو رنگ لیا ہوگا۔ اس کا تمام بدن سرخ و سفید دھاریوں سے رنگا ہوا تھا۔ غیر معمولی سیاہ مضبوط جسم۔ چمکتی ہوئی آنکھوں اور سفید دانتوں کے باعث وہ آدمی پکا شیطان معلوم دیتا تھا۔ وہ بڑی تندی اور پھرتی سے آگے بڑھ بڑھ کر حملے کرتا تھا۔ اس نے چار آدمیوں کو تھوڑی دیر میں خاک میں سلا دیا۔ یکایک اس کے اوپر ایک آدمی نے حملہ کیا۔ یہ بھی ویسا ہی مضبوط اور سیاہ فام شیطان معلوم ہوتا تھا جس کے ہاتھ میں ایک بھاری لٹھ تھا۔ ایک دو سیکنڈ تک دونو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے۔ اور گھومتے رہے تاکہ اگر موقع ہاتھ لگے تو پچھاڑے۔

مگر اس میں بظاہر کوئی فائدہ نہ دیکھ کر اور نیز وقت ضائع نہ کرنے کے خیال سے ایک نے دوسرے پر ایک ساتھ حملہ آور ہونے کا قصد کر لیا۔ دونو چیخ مارکر اوپر اچھلے۔ لٹھوں کے ٹکرانے سے ایک آواز پیدا ہوئی۔ فوراً بھورے بالوں والا آدمی داؤں بچا کر دوسری طرف نکل گیا۔ اس کا دشمن پھر جھپٹا۔ اپنا بھاری لٹھ اٹھایا۔ مگر وار کرنے نہ پایا کیونکہ دشمن کے ایک آدمی نے اپنے سردار کو خطرے میں دیکھ کر ایک پتھر مارا اور اسے زمین پر لٹا دیا۔ اس سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ پہلی کشتی کے آدمی جنگلوں میں بھاگ گئے۔ کیونکہ اس کا سردار زخمی ہو کر گر پڑا تھا۔ مگر ان میں سے ایک آدمی بھی نہ بچ سکا۔ فتحیاب دشمن نے ان کو پکڑ لیا۔ اور زمین پر لٹا دیا۔ مگر سب کے سب نہیں مارے گئے۔ ان کا ظفر مند غنیم ان کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے پندرہ آدمیوں کی مشکیں کس لیں۔ اور جنگل میں لے جا کر جھاڑیوں کے درمیان ڈال دیا۔ اور پھر وہیں چلے گئے۔ جہاں لڑائی ہوئی تھی۔ مغلوب دشمن کے سپاہی خاک و خون میں لوٹ رہے تھے۔ لیکن حملہ آور گروہ کے بارہ آدمی کام آگئے۔ اور اٹھائیس زندہ بچ رہے۔ ان میں سے دو آدمی جنگل میں عورتوں اور بچوں کو تلاش کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ شکست یافتہ گروہ کے صرف پندرہ آدمی تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے +

جیک۔ پیٹرکن۔ اور میں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور آہستہ سے کہا۔ کہ شاید وحشی لوگ پانی کی تلاش میں ان چٹانوں پر چڑھ آئینگے۔ اور ہمیں دیکھ لینگے۔ مگر ہم نے دل میں یہ ٹھان لی۔ کہ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹینگے۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ اگر ہم ہلتے چلتے تو ضرور خطرے میں اپنی جانیں ڈال دیتے ایک آدمی جنگل میں گھسا۔ اور لکڑیوں کا گٹھا لے کر واپس آیا۔ اس نے اسی طریقے سے آگ جلائی۔ جس طریقے سے کہ جیک نے پہلے پہل

جلاتی تھی۔ یعنی چقماق سے۔ جب آگ جل گئی۔ تو اور دو آدمی جنگل میں گئے۔ اور ایک آدمی کو باندھے ہوئے لائے۔ جس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ یہ وحشی قصاب گروہ اپنے مغلوب دشمن کو زندہ جلا ڈالے گا۔ تو میرا دل پانی پانی ہو گیا۔ جب وہ اُس آدمی کو آگ کے نزدیک لے گئے۔ تو میں غایت درجہ بے قرار ہوا۔ اور اپنا لٹھ اٹھا کر بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر جیک نے جانے نہ دیا۔ اس کے ایک منٹ بعد ایک آدمی نے لٹھ اٹھا کر اُس کے سر پر مارا۔ اور اس کی کھوپڑی توڑ ڈالی۔ اس سے اس کا دم جلد فنا ہو گیا اس کے بعد ان شیطانوں نے اس کے جسم سے گوشت کاٹنا اور بھون کر کھانا شروع کیا۔

اسی اثنا میں جنگل میں شور پیدا ہوا اور دو آدمی دو عورتوں کو کشاں کشاں اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ ان میں ایک عورت چھوٹی عمر کی تھی۔ وہ اپنی وضع قطع سے قدرے شائستہ اور باحیا معلوم ہوتی تھی۔ اس کی ناک گو چپٹی اور بھدی تھی۔ مگر ہالوں کا رنگ بھورا تھا۔ اور رنگ بھی ذرا صاف تھا۔ ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ کسی اور نسل سے ہے۔ دونوں عورتوں کے بال سیاہ۔ مگر لمبے نہ تھے۔ بلکہ گھنگرالے تھے۔ انہوں نے چھوٹے چھوٹے گھاگرے پہن رکھے تھے۔ جس وقت وہ سردار کے نزدیک پہنچیں۔ تو وہ ایک عورت کے پاس جو عمر میں سب سے بڑی تھی اور اس کے پاس ایک ننھا سا بچہ تھا گیا اور بچے کو پکڑ لیا۔ مگر عورت ذرا پیچھے ہٹ گئی۔ اور بچے کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور زور کی چیخ ماری۔ مگر شیطان صفت سردار ہنسا۔ اور بچے کو چھین کر لے گیا۔ اور سمندر میں پھینک دیا۔ جس وقت جیک نے اس خلاف انسانیت حرکت کو دیکھا۔ اور عورت کی جگر خراش چیخ کو سنا جو بیہوش ہو کر زمین

پر گر پڑی تھی تو اس کی زبان سے کراہٹ کی آواز نکلی۔ لہروں نے بچے کو ساحل پر ڈال دیا۔ گویا وہ ایسے مکروہ کام میں شریک ہونے سے انکار کرتی ہیں۔ پھر ہم نے دیکھا۔ کہ بچہ زندہ ہے ۔

اس کے بعد نوجوان عورت کی باری آئی۔ سردار نے اس سے کرخت آواز میں بہت سے سوال پوچھے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے دیکھا۔ کہ سردار عورت کو زندہ آگ میں جلانے کی دھمکی دے رہا ہے۔ جیک نے آہستہ سے پوچھا ”پیٹر کن۔ تمہارے پاس چاقو ہے؟“

”پیٹر کن (جسکا رنگ فق تھا) ہاں ہے۔“

جیک ”بہت بہتر۔ سنو میرے کہنے پر فوراً عمل کرو۔ بالفعل یہ چاقو سنبھالو۔ تم دونو جھاڑیوں میں سے بھاگ جاؤ۔ قیدیوں کے رسے کاٹ کر ان کو آزاد کر دو۔“

جیک۔ یوں کہہ کر اٹھا۔ اس نے اپنا لٹھ اٹھایا۔ اس وقت اس کا بدن کانپ رہا تھا اور چہرہ پر پسینہ تھا۔

اسی وقت وہی آدمی جس نے اپنی لاٹھی سے اپنے مغلوب دشمن کی کھوپری توڑی تھی۔ نوعمر عورت کی طرف لٹھ لے کر بڑھا۔ جیک نے ایک ہیبت ناک چیخ ماری۔ جس سے جنگل گونج گیا۔ اس نے چند فٹ بلند چٹان سے چھلانگ ماری۔ اور چشم زدن میں وحشیوں کے درمیان گھس گیا۔ جو اس وقت اس کی چیخ سنکر حیرت زدہ ہو گئے تھے۔ میں اور پیٹر کن قیدیوں کی طرف سرپٹ دوڑ گئے۔ جیک نے ایک لٹھ سے اس آدمی کو زمین پر سلا دیا۔ جو نوجوان عورت کی طرف لٹھ لے کر بڑھا تھا۔ پھر تندی اور وحشت میں آ کر اُن کے سردار کی طرف جھپٹا۔ اگر جیک کا وار خطا نہ کرتا تو قوی

ایکل وحشی جہنم داصل ہو جاتا۔ مگر وہ تھا پھرتیلا۔ اسلئے داؤں بچا گیا۔ اور جیک نے پروار کیا۔ مگر وہ بھی ایک طرف کود کر بچ گیا۔ اُس کا جوش وخروش دھیما ہوگیا۔ اور یہ اُس کے لئے اچھا تھا۔ ورنہ وہ اپنے تندخو دشمن کا شکار ہو جاتا۔ وہ جلدی جلدی اور صفائی سے وار کرنے لگا۔ اُس کا لٹھ ہلکا تھا۔ اس لیئے تندخو سردار کے وار بچاتا رہا مگر سردار نہ بچا سکا۔ کیونکہ اس کا لٹھ بہت بھاری تھا۔ وہ چابکدست تھا اور بڑی تیزی وتندی کے ساتھ جیک پروار کرتا تھا۔ گو جیک ہروار میں کچھ نہ کچھ صدمہ پہنچاتا تھا۔ مگر بہت خفیف۔

یہ جیک کی خوش قسمتی تھی کہ باقی آدمی الگ کھڑے رہے۔ کیونکہ اُن کو اپنے سردار کی فتح کا پورا یقین تھا۔ اگر ان کو اپنے سردار کی ناکامی کا گمان ہوتا۔ تو وہ جیک کا بآسانی فیصلہ کردیتے۔ آخرش سردار کی طاقت سلب ہوگئی۔ اُس کے وار ہلکے پڑنے لگے۔ بازو شکست ہو گئے۔ سانس پھول گیا۔ وحشی امداد کے لئے اُس کے نزدیک پہنچنے لگے۔ جیک خوب تاڑ گیا۔ اُس نے خیال کیا۔ کہ میری زندگی کے چند لمحے باقی ہیں۔ اسلئے دوسرے وار پر اپنی جان کی بازی لگا دی۔ سردار نے وار کے لئے اپنا بھاری لٹھ اُٹھایا۔ اگر جیک چاہتا۔ تو داؤں بچا جاتا مگر نہیں۔ اسنے اپنا لٹھ نزدیک سے پکڑ لیا۔ اور آگے بڑھ کر اپنی ساری سے سردار کی پیشانی پر زور سے جمایا۔ اور سردار کے بھاری جسم کے نیچے دبکر زمین پر جا پڑا۔ ایک درجن لٹھ جیک کے سر کے اوپر تھے۔ مگر وہ اُس کو مارتے مارنے رک گئے۔ کیونکہ جیک سردار کے جسم کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اُس سے اُسکی جان بچ گئی۔ وحشی اپنے سردار کے جسم کو کھینچ کر ایک طرف ہٹانے بھی نہ پائے تھے۔ کہ سات آدمیوں کو آزاد قیدیوں نے زمین پر لٹا دیا اور دو کو ہم نے مار ڈالا۔ اگر وہ لوگ اپنے سردار اور جیک کی لڑائی دیکھنے میں مصروف

نہ ہوتے۔ تو چھکے چھٹے ؟ اگر اُن کو کبھی نہ دبا سکتے۔ پھر بھی اُن کی تعداد تین کے قریب ہم سے زیادہ رہی۔ مگر وہ لوگ قدرے خائف اور اپنے سردار کے زخمی ہو جانے سے شکستہ دل ہو گئے تھے۔ ہم پر فتح کا جوش سوار تھا۔ علاوہ ازیں جیلک کی تندی اور تیزی نے اُن کو ہیبت زدہ کر دیا تھا۔ جس وقت جیلک سردار کے جسم کے نیچے سے نکلا۔ وہ پھر اٹھ سنبھال کر پھر لڑنے لگا۔ وہ اُس وقت حواس باختہ ہو رہا تھا۔ اُس نے تین وار کیے اور تین حبشیوں کو زمین پر لٹا دیا۔ بس اور پیٹر کٹ اُس کی امداد کے لیے بھاگے۔ مغلوب گروہ کے وحشی بھی ہمارے پیچھے بھاگ گئے۔ دس منٹ میں لڑائی ختم ہو گئی۔ دشمن مجروح و مغلوب ہو کر ہماری قید میں آ گئے۔ اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر سمندر کے کنارے ایک قطار میں لٹا دیا گیا۔

بیسواں باب

وحشیوں کا رخصت ہونا

جب لڑائی ہو چکی تو وحشی ہمارے اردگرد جمع ہو کر ہم کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے - اور ساتھ ہی اُنہوں نے ہم سے سینکڑوں سوالات پوچھ ڈالے - مگر ہم اُن کا کچھ مطلب نہ سمجھے +

جیک نے اُن کے سردار سے ہاتھ ملایا - اس پر تمام وحشیوں نے ہمارے ساتھ ہاتھ ملائے - اور مصافحہ کیا - اس کے بعد جیک نوجوان عورت کے پاس گیا - جو چٹان کے قریب چپ چاپ بیٹھی تماشا دیکھ رہی تھی اس نے عورت کو اشارے سے بلایا - اور سردار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے جھونپڑے کی طرف بڑھا - کہ اس کی اس بے چاری بیہوش عورت پر نظر پڑ گئی - جس کا بچہ سمندر میں پھینک دیا گیا تھا - مگر کنارہ پر آ پڑا تھا جیک معصوم بچے کو اُٹھانے کے لئے گیا - اس وقت اس کی ماں کی حالت ابتر تھی +

جیک - ذرا آگے سے ہٹ جاؤ - میں اس عورت کو ہوش میں لاتا ہوں - یہ کہتے ہی بچہ کو عورت کے سینے پر لٹا دیا - عورت نے آنکھ کھولی - بچہ کو دیکھا - اور خوشی کا نعرہ مار کر اس کو اپنی چھاتی سے لگایا اور اُٹھنے کی کوشش کی - بظاہر اس ارادے سے کہ اُٹھ کر جنگل میں جا چھپے - جیک نے سردار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم سے کہا کہ ان عورتوں اور مردوں کو اپنے گھر لیتے آؤ ہم اُن کی مہمانی کریں گے +

چند منٹ کے بعد تمام وحشی جھونپڑے کے سامنے بٹھائے گئے - اور

سؤر۔ مچھلیوں کا کباب، گوشت اور بیشمار ناریل اُن کو کھانے کے لئے دئیے۔ جن کو انہوں نے بڑے شوق اور کمال رغبت سے کھایا۔ ہم نے بھی جو لڑائی جھگڑے میں تھک گئے تھے۔ کچے ناریل کا رس پیا۔ اور اپنے اپنے بستروں پر دراز ہو گئے۔ وحشیوں نے بھی ہماری تقلید کی اور چند گھنٹے کے بعد تمام آدمی سو گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہم کتنے گھنٹے سوئے۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جب سوئے تو سورج ڈوبنے پر تھا۔ اور جب بیدار ہوئے۔ تو دوپہر تھی۔ میں نے جیک کو جگایا۔ وہ حیرت زدہ ہو کر اٹھا اور کہنے لگا "ناشتہ کا بندوبست کریں۔ پیٹرکن۔ تم کب تک پڑے رہو گے"

پیٹرکن۔ (جمائی لے کر اور آنکھیں کھول کر) "یہ دوسرے دن کی صبح ہے! میں سمجھا تھا کہ ہم صرف چند ہی گھنٹے سوئے ہیں (ایک ادھیڑ عمر وحشن کو دیکھ کر) تم کہاں سے آئیں! تم تو ایسی معلوم ہوتی ہو کہ تم سے اور بلی سے بات چیت کرنا ایک ہی بات ہے بلکہ بلی تم سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ میری بات تو سمجھتی ہے۔ مگر تم کچھ بھی سمجھ نہیں سکتیں"

یہ عورت اپنا بچہ اپنے قریب ہی زمین پر رکھ کر سؤر کے باقی ماندہ کباب کو کھا رہی تھی۔

اُس وقت تمام وحشی جو جھونپڑے سے تھوڑی دور فرش زمین پر سو رہے تھے۔ اٹھ بیٹھے تھے۔ ناشتہ کا ایک حصہ تیار ہو چکا تھا۔ ہم نے اُس وقت کئی اشاروں سے اُن کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ مگر وحشیوں کے نام دریافت کرنے کی ترکیب معلوم ہو گئی۔ جیک نے پہلے اپنی چھاتی پر ہاتھ دھر کر اپنا نام صفائی سے پکارا "میں جیک ہوں" پھر پیٹرکن کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے پکارا۔ "ان کا نام پیٹرکن ہے"۔ پھر میری طرف اشارہ

کر کے کہا۔ اُن کا نام "زالف" ہے۔ اس کے بعد جیاٹ نے پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنا نام زور سے پکارا۔ بعد ازاں وحشی سردار کی چھاتی پر اپنی انگلی رکھی اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ سردار نے اس کا مطلب سمجھ کر اپنا نام زور سے "زیرو" پکارا۔ جب پھر جیاٹ نے "زیرو" پکارا۔ تو سردار نے اپنا سر ہلایا۔ یعنی اس نے کہا۔ کہ میرا نام ٹھیک یہی ہے۔ پھر جیک نے نوعمر عورت کی طرف جو جھونپڑے کے دروازے پر بیٹھی تھی اشارہ کر کے پوچھا۔ اُن کا کیا نام ہے؟ سردار نے جواب دیا "اوبیٹیا" اور آسمان کی طرف انگلی کر کے خاموش کھڑا رہا۔

جیک (حیرت زدہ ہو کر) "میں نہیں سمجھ سکتا۔ اس کے کیا معنی ہیں؟"

پیٹرکن "شاید سردار کا آسمان کی طرف اشارہ کرنے کا یہ مطلب ہو۔ کہ یہ عورت ایک فرشتہ بنکر آسمان سے اُتری ہے اور اس کرۂ ارض پر چندے قیام کرے گی"

پیٹرکن کے جواب سے ہماری تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے جیک اس نوعمر عورت کے پاس گیا۔ اور "اوبیٹیا" کہہ کر پکارا۔ اس کے چہرے پر افسردگی آمیز تبسم نمایاں ہوا۔ اس نے اپنا سر ہلایا پھر اپنے سینے پر ایک ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ جس طرح سردار نے اس کا نام بتاتے وقت کیا تھا۔ مگر ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اس لئے ہم حیران رہ گئے۔ لیکن چونکہ چارہ نہ تھا۔ اس لئے ہم نے خاموشی اختیار کر لی۔

جیاٹ نے حبشیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اور خود کلہاڑا اُٹھا کر اس جگہ گیا۔ جہاں لڑائی ہوئی تھی۔ وہاں مغلوب دشمن کے سپاہی تھے۔

جو تمام رات کنارے پر بھوکے پیاسے پڑے رہے۔ اور جن کو ہم بالکل بھول گئے تھے۔ کیونکہ ہم اپنے وحشی مہمانوں کی مہمان نوازی میں مصروف رہے اور بعد ازاں بوجہ بیحد تکان سو گئے۔ جیک نے ریت میں ایک گڑھا کھودنا شروع کیا۔ چند منٹ کے بعد اس نے اشارہ کر کے کہا۔ کہ لاشوں کو گڑھے کھود کر گاڑ دو۔ وحشیوں نے جیک کا مطلب فوراً سمجھ لیا۔ اور اپنے پتوار لے کر ریت میں گڑھا کھودنا شروع کر دیا۔ آدھ گھنٹے میں اتنا بڑا گڑھا تیار ہو گیا۔ کہ اس میں تمام لاشیں سما سکتی تھیں۔ جیک کا اشارہ سمجھتے ہی انہوں نے مُردوں کو بڑی بے پرواہی سے گڑھے کے اندر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ اگر ہم وحشیوں کو گاڑنے کے لئے نہ کہتے۔ تو وہ یونہی پڑے سڑتے اور ان کے فاتح دشمن ان کو گاڑنے کی ہرگز پرواہ نہ کرتے۔ مقتول وحشی سردار کی لاش سب سے نیچے گڑھے میں ڈالی گئی۔ یہ بدبخت سردار زندہ بچ جاتا۔ بشرطیکہ اس کی خبر گیری کی جاتی۔ جیک کے وار سے زمین پر بیہوش گرنے کے بعد اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ایک دشمن نے اسے دیکھ پایا۔ اور فوراً پتوار کی ایک ضرب سے اس بدنصیب کو جہنم واصل کر دیا؛

جس وقت تمام لاشیں گڑھے میں ڈال دی گئیں۔ اور ہم اس کے اوپر ریت وغیرہ ڈالنے والے تھے۔ تو ایک آدمی آگے بڑھ کر نیچے جھکا اور پتھر کے چاقو سے سردار مذکور کی ران سے ایک ٹکڑا گوشت کا کاٹ لیا۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ گوشت اس نے کھانے کے واسطے کاٹ لیا۔ اس لئے ہمارے دل میں سخت گھن اور نفرت پیدا ہوئی؛

جیک نے اس آدمی کا بازو زور سے پکڑ کر ہلایا اور کہا۔ اے مردم خور

وحشی! اسے گڑھے میں پھینک دے۔ سُنتا ہے یا نہیں؟"
مگر وحشی جیک کا حکم نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مگر جیک کے چہرے سے اُس نے معلوم کیا۔ کہ وہ ملامت کرتا ہے۔ اس پر بھی وحشی نے گوشت کا ٹکڑا نہ پھینکا۔ جیک نے سردار کی طرف دیکھا اور کہا کہ گوشت کے ٹکڑے کو گڑھے میں پھنکوا دو۔ سردار جیک کا مطلب سمجھ گیا۔ اپنا لٹھ اٹھا کر آدمی کی طرف بڑھا تھا۔ اور اپنے خود سر سپاہی کے سر پر زور کا لٹھ مارنے ہی کو تھا کہ جیک نے فوراً آگے بڑھ کر سردار کا بازو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ ٹھیر جا۔ اے شیطان آدمی۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم اس آدمی کو مار ڈالو۔

جیک نے گوشت کے ٹکڑے اور گڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ سردار نے جیک کا اصلی مطلب اس آدمی سے کہا۔ اور اس نے گوشت کا ٹکڑا گڑھے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد تمام لاشوں پر مٹی ڈالی گئی۔ یہ آدمی بڑا بدخو۔ تنگ مزاج تھا۔ جب تک ہمارے ہاں رہا۔ جیک کو بری نگاہ سے دیکھتا رہا۔ اس کا نام "ماہین" تھا۔

اس کے بعد تین چار روز تک وحشی لوگ اپنی ڈونگی کی مرمت میں مصروف رہے۔ کیونکہ اُن کی کشتی کو ایک ساحلی چٹان سے ٹکرانے سے بہت سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اس کشتی کی بناوٹ عجیب تھی۔ اس کا طول تیس فٹ تھا اور اگلا حصہ بہت بلند تھا۔

جب یہ کشتی تیار ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنے قیدی دشمنوں کو اس میں بٹھا دیا۔ ہم نے اُن کو اشیائے خوردنی اور میوے دئے۔ اسی خاص مقصد کے واسطے پیٹر کن جنگل کو گیا۔ وہاں اس نے چھ سوروں کو مارا۔ اُن کو ہم نے خوب پکایا اور جب ہمارے وحشی دوست روانہ ہوئے۔ تو اُن کو دے دیا۔ مگر راستے میں اُن کے لئے کافی ہو۔ روانہ ہونے سے

تھوڑی دیر پیشتر ٹیان و نے بڑی کوشش سے اشارے کئے اور اپنا مطلب بیان کیا۔ مگر بصد دقت۔ ہم اس کا مطلب سمجھے۔ وہ ہم کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن ہم نے کہا کہ ہم نہیں جانا چاہتے۔ ہم نے اُس کو ایک پرانا زنگ آلودہ تبر ہدیتہً دیا۔ کیونکہ وہ ہمارے کام کا نہ تھا۔ اور ایک لوہے کی تختی جسکے اوپر ہمارے نام کندہ تھے۔ دی۔ اسکے ساتھ ایک رسّی بھی تھی۔ جس کے ذریعہ تختی گلے میں ڈالی جا سکتی تھی ✤

چند منٹ کے بعد ہم سب سمندر کے کنارے پر جمع ہو گئے۔ چونکہ ہم ان کی زبان سے ناواقف تھے۔ اس لئے رخصت کے وقت ہم نے صرف مصافحہ کیا۔ اور ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ کشتی پر سوار ہو کر چلے جائینگے۔ لیکن نہیں۔ ٹیان و۔ جیک کے پاس آیا۔ اور اپنی ناک اس کی ناک سے رگڑی۔ پھر پیٹرکن کی ناک سے اور آخیر میں میری ناک سے اپنی ناک رگڑی۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ وحشیوں کی خداحافظ کی علامت ہے۔ اس لئے ہم نے سب مردوں اور عورتوں سے فرداً فرداً ناک سے ناک رگڑ کر سلام کیا۔ اوروں سے تو بخوشی کیا۔ مگر جب ماہین سے ناک رگڑی۔ تو دل میں نفرت سی پیدا ہو گئی۔ سب کے آخر میں اویمیٹا کی باری آئی۔ جس وقت وہ ہم سے رخصت ہونے آئی تو ہمارا دل واقعی بہت رنجیدہ اور افسردہ ہوا۔ اس کے اوضاع و اطوار شریفانہ تھے۔ وہ بہت باحیا معلوم ہوتی تھی۔ سب عورتوں اور مردوں میں وہی ایک ایسی تھی۔ جسے ہماری جدائی کا کچھ افسوس تھا۔ وہ جیک کے پاس گئی۔ اور اپنی چپٹی اور ننھی سی ناک جیک کی ناک سے رگڑی۔ اس کے بعد پیٹرکن اور پھر اخیر میں میری باری آئی ✤

ایک گھنٹے کے بعد ڈونگی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور ہمیں ان کی جدائی کا بہت سخت رنج ہوا۔ ہم اپنے جھونپڑے کے سایہ میں خاموش بیٹھ گئے اور گذشتہ تین چار روز کے عجیب واقعات پر غور کرنے لگے۔

اکیسواں باب

بحری ڈاکوؤں کا خوف

زندگی ایک عجیب ہی قسم کا مرکّب ہے۔ یہ نیکی اور بدی، سکھ اور دکھ اور راحت و رنج کے اجزا سے بنی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ میں جس قدر زندگی پر غور کرتا ہوں اسی قدر زیادہ میں نیکی و بدی کے عجیب اختلاط سے جو نہ صرف مادی دنیا ہی میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ہماری فطرت میں بھی موجود ہے بہت حیران ہوتا ہوں۔ ہم نے اپنے مونگے کے جزیرے میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں موجود پائیں جو ایک نیک اور رحیم و کریم خالق نے ہمارے واسطے مہیا کر رکھی ہیں۔ طوفان والی رات کو ہم نے دیکھا۔ کہ کس طرح اچھّی چیزیں ہمیشہ کے واسطے چھین جاتی ہیں یہ نہ صرف ہمارے ہی ساتھ ہوا۔ بلکہ اوروں کے ساتھ بھی ہوا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمدہ میوے دار شاداب درخت جھوم رہے ہیں۔ اور نازک سبزیاں اور روئیدگی آفتابی کرنوں کے تازگی بخش اثر سے اُگتی۔ اور نشو و نما پا کر پھولتی پھلتی ہیں۔ دوسرے ہی دن ہم ان درختوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ طوفان نے ان کو جڑوں سے اکھاڑ سطح زمین پر لٹا دیا ہے۔ بہت سے درختوں کو بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ ہم کئی ماہ تک ایسی عمدہ آب و ہوا میں رہے کہ ہمارے دل میں کبھی

دفعہ یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ حضرت آدم و حوا کو عدن میں ہم سے زیادہ آسائش و راحت نصیب تھی یا ہم کو حاصل ہے۔ مگر ہم نے تھوڑے ہی عرصے کے بعد دیکھا۔ کہ تندخو وحشیوں کی ایک ٹولی ہمارے جزیرے پر آ اتری اور ہماری پُر آرام زندگی میں مخل ہوئی۔ اور سفید ریت پر خون بہایا گیا اور مُردوں کی لاشوں کا ایک چھوٹا پشتہ بن گیا۔ مگر ان مردم خوروں میں ایک حد تک فطرت انسانی بھی پائی گئی۔ میں اِن باتوں پر بہت غور کرتا رہا۔ اور اُس وقت مجھے تقدس بائیبل کی یہ آیت یاد آ گئی۔ ”خداوند کے کام عجیب ہیں۔ اور اُسکی راہیں دریافت سے باہر ہیں۔ جب وہ وحشی چلے گئے۔ تو ہم دیر تک اُنہی کی بابت بات چیت کرتے رہے۔ میں نے معلوم کیا کہ پیٹر کن پہلے کی نسبت زیادہ بدل گیا تھا۔ وہ ہر بات پر مذاق کرنے سے پرہیز کرتا تھا۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ ہر لفظ اور بات کو دل لگی میں اُڑانے کی کوشش کرتا تھا۔ اُس نے گفتگو میں ایک متین اور سنجیدہ طریقہ اختیار کر لیا۔ لیکن میں جب گذشتہ چند روز کے عجیب و غریب واقعات پر متانت سے غور کرتا۔ تو مجھے پیٹر کن کی تغیر وضع پر تعجب نہ آتا۔ اس کے بعد کئی ہفتوں تک ہمارے دل غمگین اور طبیعت پژمردہ سی رہی۔ اور عام طور پر اداسی میں وقت گزرتا گیا۔ لیکن جوں جوں واقعات پرانے ہوتے گئے۔ ہماری فطرتی شگفتگی اور بشاشت عود کر آئی۔ وحشیوں کے آنے کا واقعہ ایک خواب و خیال ہو گیا۔ ایک روز ہم تینوں اپنے باغ آب میں کھیل رہے تھے۔ اُس روز ہمارا ارادہ مچھلیاں پکڑنے کا تھا۔ پیٹر کن کا مارا ہوا شکار کھاتے کھاتے ہماری طبیعت اُکتا گئی تھی۔ اس لئے دوسری قسم کا گوشت کھانے کا ارادہ تھا۔ پیٹر کن چٹان کے

بچھے" پر بیٹھا ہُوا دھوپ سے رہا تھا۔ اور ہم دونو غوطہ خوری سے دل بہلا رہے تھے۔ جس وقت مینے ساحل کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو مینے پیٹرکن کو عجیب اشارے کرتے اور ہم کو پانی سے باہر "نکل آنے کی" تاکید کرتے پایا۔ مینے جیک کو پانی سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ ہم جلدی سے چٹانوں کے اوپر پہنچے۔ پیٹرکن نے کہا "ایک جہاز! ذرا کھنا۔ جیک دیکھو۔ جہاز کھاڑی کے سرے پر پہنچ گیا ہے"۔

ہم نے جلدی جلدی کپڑے پہنے۔ جیک نے کہا "یہ ایک اسکونر ہے"۔

اسے دیکھ کر ہمارے دل بلیوں اُچھلنے لگے۔ ہم نے خیال کیا کہ اگر یہ جہاز ہمارے جزیرے کے کنارے پر ذرا ٹھیر جائے۔ تو ہم کپتان جہاز سے درخواست کرینگے کہ وہ ہمیں کسی شائستہ جزیرے پر لے جا کر اُتار دے۔ اور وہاں سے ہم کسی جہاز میں بیٹھ کر۔ انگلستان یا یورپ کے کسی ملک میں پہنچ جائیں گے۔ ہمیں اُس وقت گھر یاد آیا۔ اور تمام سابقہ باتیں یاد آگئیں۔ اگرچہ میں اِس جزیرے میں رہنا پسند کرتا تھا۔ مگر وطن کی یاد کے تازہ ہو جانے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں بڑی خوشی سے اس جزیرے سے روانہ ہو جاؤں گا۔ ہم خوشی خوشی ایک بلند ترین چٹان پر جو ہمارے جھونپڑے کے قریب ہی تھی چڑھ گئے۔ اور جہاز کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ کیونکہ ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ جہاز ہمارے جزیرے کی طرف آ رہا ہے اور یہاں آ کر ٹھیرے گا۔

تقریباً ایک گھنٹے میں جہاز مذکور مونگے کے پہاڑ کے قریب آ پہنچا۔ جہاز نے چکر کھایا۔ گویا وہ ساحل کی تحقیقات کرنا چاہتا ہے۔

یہ دیکھ کر ہمارے دل میں اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ شائد وہ ہمیں دیکھ نہ سکینگے۔ اِس لیئے ہم نے ناریل کے ریشوں کے کپڑے ہوا میں اُڑائے۔ اسکے بعد ہی ہم نے دیکھا۔ کہ اہلِ جہاز ایک کشتی اُتارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گویا وہ ساحل پر اُترنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یکایک ایک جھنڈا بلند ہوا اور جہاز کے ایک پہلو سے سفید دھوئیں کا ایک چھوٹا سا بادل اُٹھا۔ اور دو ایک سیکنڈ میں ایک گولا سنسناتا ہوا آیا۔ اور اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ جو ہم سے چند گز پیچھے تھی۔ اُس توپ کے گولے نے کئی ناریل کے درختوں کو نیچے گرا دیا +

ہم بہت ہیبت زدہ ہو گئے۔ جہاز کی طرف دیکھا۔ تو ایک اونچے مستول پر سیاہ علم لہراتا دیکھا۔ جس وقت ہم نہایت ہراساں ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تو ہماری زبان سے ایک ساتھ لفظ "سمندری قزاق" نکلا +

جس وقت ہم نے ایک کشتی گھاٹ کی طرف آتے دیکھی تو پیٹرکن نے کہا "اب کیا کرنا چاہیئے؟ اگر وہ ہمیں پکڑ کر لے جائینگے تو وہ ہم کو یا تو سمندر میں پھینک دینگے یا ڈاکو بنائینگے +"

میں تو بالکل خاموش رہا اور جیک کی طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ ایسی مشکلوں میں ہم کو اُس کے اوپر پورا اعتماد تھا۔ وہ سینے پر ہاتھ دھرے چپ چاپ کھڑا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی اور تفکر کے آثار نمایاں تھے۔ اُس نے افسردگی سے پیٹرکن کو جواب دیا "ایک اُمید تو ہے۔ کہ ہم شائد اُن کے ہاتھ نہیں پڑینگے اور ڈاکو بھی نہیں بنینگے۔ اگر یہ قزاق ہمیں پکڑنا چاہتے ہیں۔ تو وہ تمام جزیرہ کو چھان مارینگے۔ لیکن خیر تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ +"

جیک یہ کہتے ہی چھلانگ مار کر جھاڑیوں میں جا گھسا۔ اور ہمیں ایک

ٹیڑھے راستے سے اُس مقام پر لے گیا۔ جہاں زمین سے پانی کے فوارے چھوٹتے تھے۔ وہ وہاں ٹھٹکا اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ چٹانوں کی طرف بڑھا۔ ہم بھی اس کے پاس ہی جاکر کھڑے ہو گئے۔ اور دیکھا کہ مسلح آدمیوں سے بھری ہوئی کشتی کنارے پر آلگی۔ چشم زدن میں وہ کشتی سے نکلے۔ اور ہمارے جھونپڑے کی طرف جلدی جلدی بڑھے۔

چند منٹ کے بعد وہ اپنی کشتی کی طرف لوٹ گئے۔ ایک شیطان سیرت ملاح نے بیچاری اندھی بلّی کو دُم پکڑ کر گھمایا۔ اور اسے سمندر میں دے مارا۔ اور اپنے ہمراہیوں سے جا ملا۔

جیک (کبیدہ خاطر ہو کر) "تم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ جس آدمی نے ایک بے زبان جانور کو تعزیتاً مار ڈالا۔ وہ اپنے ہم جنس کو مار ڈالنے سے کب باز رہے گا۔ اب صرف ایک ہی موقع ہے وہ یہ کہ غار جواہر نگار میں چل کر پناہ لو۔"

پیٹرکن "یہ غار جواہر نگار! اس میں تو میرے زندہ رہنے کی توقع بہت کم ہے۔ میں پانی میں غوطہ مارنے کے قابل ہوں۔ خواہ بحرالکاہل کے تمام قزاق میری جان کے خواہاں ہوں۔ مجھ سے یہ نہیں ہونے کا۔ میں نہیں نہیں! اگر تم ہمارے اوپر اعتماد رکھو۔ تو ہم تمہیں پکڑ کر غار مذکور میں لے چلیں گے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ڈاکو تمام ساحل پر پھیل گئے۔ کچھ جنگل کی طرف بڑھے اور کچھ کنارے کنارے چلے۔

یہ دیکھ کر جیک نے بڑی سنجیدگی سے کہا "پیٹرکن اب تم ارادہ پختہ کر لو۔ ہمارے ساتھ کود چلو۔ ورنہ ہم تمہارے ساتھ ہی مرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔"

پیٹرکن (مضطرب ہو کر) ”عزیز جیک مجھے یہاں چھوڑ جاؤ۔ تم اور رالف غوطہ مار کر غار میں جا چھپو۔ میں نہیں خیال کرتا۔ کہ وہ مجھے مار ڈالینگے“ ۔

جیک ”یہ نہیں ہونے کا رالف اب ان بدمعاشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان کا اصول ”رحم مت کرو“ ہے۔ اگر ہم ان قزاقوں کو جو اس طرف آرہے ہیں۔ مغلوب کرلیں۔ تو ہم بھاگ کر جنگل میں جا چھپینگے ۔“

میں۔ وہ تو پانچ ہیں۔ مجھے ان پر غالب آنے کی اُمید نہیں ہے ۔

پیٹرکن (جیک کا بازو پکڑ کر) ”آؤ ہم پانی میں کود چلیں۔ میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں ۔“

جو لوگ تیرنے یا غوطہ مارنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہ اپنی دہشت کا جس کا بزدلی سے کوئی علاقہ نہیں بخوبی قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ جب اُنہیں پانی میں اُن کی مرضی کے خلاف ڈھکیلا جائے تو اُن کی کیا حالت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی وہ اس بات کا اندازہ بھی کر سکینگے۔ کہ پیٹرکن نے کیسی ثابت قدمی اور بلند حوصلے سے کام لیا ہوگا۔ جبکہ اُس نے خود کو ہمارے حوالہ کر دیا۔ تاکہ ہم اسے دس فٹ گہرے پانی کے اندر ہی اندر کھینچکر ایک تنگ راستے سے ایک نہایت تاریک اور ہولناک غار کے اندر لے جائیں۔ لیکن وہاں اُس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ قزاقوں نے ہم کو پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ اور وہ ہماری تلاش میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ میں نے اور جیک نے پیٹرکن کے دونو بازو پکڑ لئے۔ جیک نے اُس سے کہا ”دو اب بالکل خاموش رہو۔ گھبرا کر بازو مت چھڑاؤ۔ ورنہ ہم مر جائینگے ۔“

پیٹرکن نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُس کا چہرہ سفید تھا۔ اور صورت

سے استقلال نمایاں تھا۔ اس کے رگ پٹھے تن رہے تھے۔ اس لئے ہماری تسلی ہو گئی۔ کہ پیٹر کن پانی میں کود نے کو تیار ہے۔ جس وقت ڈاکوؤں کی ٹولی اُن چٹانوں کے قریب پہنچی۔ جو ہمارے اور اُن کے درمیان حائل تھیں۔ تو ہم پانی میں جا کودے۔ پیٹر کن نے بڑی دلاوری اور جسارت سے کام لیا۔ وہ ہم دونو کے درمیان مچھلی کے گُدے کی طرح تیرتا رہا۔ ہم تنگ راستے سے گذرے اور غار کے اندر جا نکلے۔ جب سطح پر پہنچ گئے۔ تو پیٹر کن نے ایک گہری سانس لی چند سیکنڈ کے بعد ہم جواہر نگار غار میں جا بیٹھے۔ جیک نے کوئلہ اور مشعل تلاش کرنی شروع کر دی۔ جسے ہم چند ماہ پیشتر وہاں چھوڑ آئے تھے۔ جب اُسے یہ دونو چیزیں مل گئیں۔ تو اُس نے اُن کو روشن کیا۔ اور پیٹر کن کو غار کے عجائبات دکھائے۔ ہمارے تمام کپڑے تربتر ہو گئے۔ اس لئے سب سے پہلے اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور عجائبات کے دیکھنے کے اشتیاق کو تھوڑی دیر کے لئے ترک کر دیا۔ ہم نے اپنے کپڑے اُتارے۔ اور اُن کو خوب نچوڑا۔ اس کے بعد ہم نے اپنے بھنڈار کی حالت کو دیکھنا شروع کیا۔ کیونکہ یہ معلوم نہ تھا۔ کہ کتنی دیر تک اسی غار کے اندر ہم کو رہنا پڑے گا۔

پیٹر کن۔ یہ شاید یہ بدمعاش اسی جزیرے میں آباد ہو جائیں۔ اور ہم یہاں بھوکے پیاسے مر جائیں"۔

جیک۔ "پیٹر کن تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ہم یہاں مر جائیں گے۔ مگر مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قزاق لوگ ساحل پر بہت کم ٹھیرتے ہیں۔ سمندر ان کا گھر ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو روز ٹھیر کر چلے جائینگے"۔

ہم نے رات کے آرام کا انتظام کرنا شروع کیا۔ جیلٹ اور میں کئی دفعہ اس غار کے اندر گئے۔ اور ہر دفعہ کئی قسم کے میوے ناریل کے ریشے اور دیگر اقسام کی اشیاء خوردنی لے جا کر اس کے اندر جمع کرتے رہے۔ تاکہ اگر ہم اس غار میں پناہ کے واسطے مجبور ہو جائیں۔ تو یہ کام آئیں۔ ناریل اور دتا تو عمدہ حالت میں تھے۔ مگر روٹی کے درخت کے پھل خراب ہو گئے تھے۔ ناریل کا ریشہ بھی مل گیا۔ جس سے بستر کا کام بخوبی لیا جا سکتا تھا۔ ہم نے اس کو فرش پر بچھا لیا۔ کیونکہ وہ رطوب تھا۔ مشعل درمیان میں رکھ لی۔ اور کھانا کھایا۔ واقعی وہ ایک بہت ہی عجیب قسم کا غار تھا۔ دیواریں سرد اور ڈراونی تھیں۔ ایک طرف سیاہ پانی تھا۔ اور دوسری طرف ہولناک تاریکی تھی۔ قطرے غار کی چھت سے زمین پر ٹپک ٹپک کر رات کی خاموشی میں شور سا پیدا کر رہے تھے۔ ان کے مقابلے میں ہمارا کھانا اور ناریل کے ریشے کا بستر بھی کچھ کم عجیب نہ تھا۔

ہم دیر تک دسترخوان پر بیٹھے اور آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں دھندلی روشنی کی وہ شعاع جو پانی میں منعکس ہو کر نظر آ رہی تھی۔ معدوم ہو گئی۔ جو اس بات کی علامت تھی۔ کہ رات چھپ گئی۔ اور آرام کا وقت آ گیا ہے۔ اس لئے ہم مشعل بجھا کر سو رہے۔

جب ہم بیدار ہوئے۔ تو تھوڑی دیر تک ہمارے قوائے عقلیہ اور تصور مختل رہے۔ ہم کو تھوڑی دیر غور کرنے اور سوچنے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ہم ایک غار کے اندر ہیں۔ مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا وقت ہے۔ گو دھندلی روشنی سے نتیجہ نکالا۔ کہ سورج آسمان پر چمک رہا ہے۔ جیلٹ نے باہر نکل کر تمام کیفیت معلوم کرنے کی تجویز پیش کی۔

میں۔ جیلٹ تم آرام کرو۔ چند روز سے تمہیں زیادہ دوڑ دھوپ کرنی

پڑی ہے۔ اور امام بخشو! الغیب ہو! اے تم یہاں پیٹی کن کے پاس رہو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ کہ قزاق کیا کر رہے ہیں۔ میں اس بات کا خیال رکھونگا۔ کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور جلد لوٹ آؤنگا۔"

جیلٹ:- "اچھا رالف تم جاؤ۔ مگر دیر نہ لگانا۔ اگر تم میری بات مانو۔ تو کپڑوں سمیت جاؤ۔ اور چند تازے ناریل لیتے آنا۔ کپڑوں بغیر ناریل پر چڑھنا مشکل کام ہے۔"

پیٹر کن:- "قزاق کہیں نہ کہیں چھپ کر دیکھ رہے ہونگے۔ اسلئے خوب ہوشیار رہنا۔"

میں:- "کچھ فکر نہ کرو۔ خدا حافظ!"

جیلٹ اور پیٹر کن (ایک زبان ہو کر) "خدا حافظ!"

اس کے بعد میں پانی میں کود گیا۔ اور چند سکنڈ کے بعد زمین پر جا نکلا۔ میں آہستہ آہستہ دم لیتا۔ اور ہوشیاری کے ساتھ چلتا۔ اور چٹانوں کے پیچھے چھپتا ہوا گیا۔ جب ارد گرد کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو آہستہ آہستہ چٹان کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ جہاں سے تمام ساحل بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ قزاق کہیں دکھائی نہیں دیتے تھے۔ ان کی کشتی کا نام و نشان نہ تھا۔ چونکہ یہ قرین قیاس تھا۔ کہ وہ کہیں چھپ رہے ہونگے۔ اس لئے میں نے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔ اسی وقت میںنے سمندر کی طرف دیکھا۔ تو ان کا اسکونر افق پر جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کو دیکھ کر میںنے خوشی کا نعرہ مارا۔ پہلے تو یہ خیال گزرا کہ ابھی پانی میں کود جاؤں اور اپنے رفیقوں کو مژدہ دوں۔ کہ قزاق رفو چکر ہو گئے۔ لیکن پھر میرا خیال گزرا۔ کہ اپنی تسلی کر لینی چاہئے۔ آیا وہ قزاقوں کا جہاز ہے۔ یا کوئی اور۔ میں اوپر چڑھ کر دیر تک دیکھتا رہا۔ اور اپنا اطمینان کر کے کہا۔ "ہاں وہ جہاز قزاقوں کا ہے۔ کم از کم ہم اس دفعہ تو بدمعاشوں کے ہاتھ سے بچ گئے ہیں!"

"ایسا خیال مت کرو" ایک بھدی آواز آئی۔ اور ساتھ ہی میرا

کنہ حا پکڑ ما اگیا۔ گویا میں آہنی شکنجہ میں ہوں ؛

بائیسواں باب

رالف کی معیت

یہ لفظ سنتے ہی میں حیران ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ میرا دل ابھی باہر نکل پڑے گا۔ مینے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو ایک قوی ہیکل دراز قد اور خوفناک شکل کا آدمی پایا۔ جو حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک سفید آدمی تھا یعنے یورپین نسل کا تھا۔ اس کا چہرہ قدرے سیاہ پڑ گیا تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ گرم سمندروں میں پھرا کرتا تھا۔ اس کا لباس معمولی ملاحوں کا سا تھا۔ مگر اس کی ٹوپی یونانی تھی۔ اس نے کمر میں ایک نہایت قیمتی شال لپیٹ رکھا تھا۔ اس میں چار پستول اور ایک چوڑی تلوار تھی۔ اس کی داڑھی اور مونچھیں بھی تھیں۔ جو اس کے سر کے بالوں کی مانند گھنگرالی تھیں۔ اور ان میں کہیں کہیں سفید بال بھی تھے ؛

اس نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی میرا شانہ زور سے بھینچا۔" اب بتا چھوکرے کیا بدمعاش قزاق خالی ہاتھ پھر گئے ہیں ؟ ہم ابھی دیکھینگے۔ بچے۔ اب ادھر دیکھ۔" یہ کہتے ہی اس نے ایک زور کی سیٹی ماری۔ دو تین سکنڈ میں اس کا جواب دیا گیا۔ قزاقوں کی کشتی باغ کے قریب نظر آئی۔ وہ جلد جلد ہماری طرف آئے۔ اس آدمی نے پھر کہا۔ " اب بدمعاش جا۔ وہاں آگ جلا۔ اور یاد رکھ۔ اگر بھاگنے کی کوشش

کریگا۔ تو تیرے پیچھے میں ایک تیز رفتار سپاہی بھیجونگا" اور اُسنے اپنے پستولوں کی طرف اشارہ کیا۔

جو کچھ اُس نے کہا۔ مینے بلا چون وچرا مان لیا۔ چونکہ اُس وقت میری جیب میں آتشی شیشہ تھا۔ اِس لئے مینے فوراً آگ جلائی۔ اور دھوئیں کا ایک موٹا بادل ہوا میں بلند ہوا۔ اُس کے بعد ہی توپ کے دغنے کی آواز آئی۔ مینے نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو جہاز کو لوٹتے دیکھا۔ جو ہمارے جزیرے کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ آ رہا تھا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ محض دھوکہ تھا اُنہوں نے اپنا جہاز اِس لئے بھیج دیا تھا۔ کہ ہم سمجھیں۔ کہ قزاق بالکل چلے گئے ہیں۔ مگر اُس وقت تاسّف سے کچھ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ میں اُن کے ہاتھ میں گرفتار تھا۔ اس لئے ناچار قزاق کے پاس کھڑا ہو کر ملاحوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جو گھاٹ کے قریب پہنچ کر اُتر رہے تھے۔ ایک سکنڈ کے لئے میرے دل میں آیا۔ کہ سمندر میں کود جاؤں۔ میرا یہ خیال خام تھا۔ کیونکہ چند آدمی میرے اور اُس چٹان کے درمیان حائل تھے۔ جس کے اوپر سے کود کر میں غار جواہر نگار میں داخل ہو سکتا تھا۔ جب ملاح قریب پہنچے۔ تو وہ اُس آدمی کو کپتان کہہ کر مخاطب کرنے لگے۔ اور اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوئے۔ یہ تمام آدمی بہت تند خو اور شیطان خصلت معلوم ہوتے۔ وہ چوڑے پھل والی تلواروں اور پستولوں سے خوب مسلح تھے اُن کا لباس ایسا ہی تھا۔ جیسا اُن کے کپتان کا تھا۔ جب میں اُن کے شیطانی چہروں کو دیکھتا تھا۔ تو خیال کرتا۔ کہ میری حیات وموت کے درمیان صرف بال بھر کا فرق ہے۔

ایک ملاح نے کہا "اب تیرے رفیق کہاں ہیں؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔

یہاں ہمیں بتے "

کپتان "او آسمانی پتلے! تو سنتا ہے یہ کیا کہتا ہے۔ باقیماندہ پتے کہاں ہیں "

میں "تمہاری مراد میرے رفیقوں سے ہے؟ میں تمہیں نہیں بتاؤنگا"

یہ جواب سنتے ہی تمام ملاح کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ کپتان نے حیرت بھری نگاہ مجھ پر ڈالی۔ اس کے بعد ایک پستول نکالا۔ اور اس کا گھوڑا چڑھا کر کہا "او اب چھوکرے کان کھول کر سن۔ میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ اگر تو نے مجھے کچھ نہیں بتانا۔ تو میں تجھے ابھی مار ڈالونگا۔ تیرے دوست کہاں ہیں؟"

ایک لمحہ کے لیئے میں ہچکچایا۔ کہ اس مشکل کو کس طرح حل کروں۔ یکایک میرے دل میں ایک خیال آیا۔ اور میں نے فوراً کپتان سے کہا۔ "او سمندروں کے گرو گھنٹال۔ پستول سے تو میرا کام جلدی تمام ہو جائے گا۔ سمندر میں بھی موت یقینی ہے۔ میں تمہارے منہ پر کہتا ہوں۔ کہ اگر تم مجھے اس چٹان پر سے سمندر میں پھینک دو۔ تو بھی میں اپنے ہمراہیوں کا نام و نشان نہ بتاؤں گا۔ میں تم سے پھر کہتا ہوں۔ کہ مجھے سمندر میں پھینک کر دیکھ لو"

یہ سنتے ہی کپتان کا چہرہ مارے غصّہ کے لال پیلا ہو گیا "تو کیا کہتا ہے؟ (دانت پیس اور قسم کھا کر) لوڑو کو اسے اٹھاؤ۔ اور تم پھینک کر سمندر میں پھینک دو۔ جلدی کرو"

ملاح جو میری جسارت سے حیران تھے۔ آگے بڑھے اور مجھے پکڑ کر لے چلے۔ میں دل میں بہت خوش تھا۔ کہ تدبیر کارگر ہو گئی۔ پانی میں پہنچا تو پھر محفوظ ہوں اور جلد ہی دیپٹی گن سے جا ملونگا۔ مگر یکایک میری تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ کپتان چلایا "اسے

مت پھینکو۔ پکڑ رکھو۔ سمندر میں پھینکنے سے پیشتر اسے شکنجہ میں کسینگے۔
اسے زندہ ہی کشتی میں لے جاؤ۔ ہوا تیز ہو رہی ہے۔"

ملاحوں نے مجھے ذرا اونچا اٹھایا اور جلدی جلدی کنارے پر پہنچے۔
وہاں مجھے کشتی میں اس طرح پٹک دیا۔ جس طرح غلہ کی بوری گاڑی
کے اندر ڈال دی جاتی ہے۔ میں کچھ دیر تک کشتی میں بیہوش
پڑا رہا۔ جس وقت ہوش آیا۔ تو دیکھا کہ کشتی چٹان سے نکل کر
بہت آگے چلی گئی ہے۔ اور جہاز کے قریب پہنچ گئی ہے۔ میں
جہاز کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سنگ دل ملاح نے
زور کی لات ماری اور کہا کہ چھلانگ مار کر تختہ جہاز پر جا چڑھو۔
میں جلدی سے اٹھا۔ اور کشتی کی دیوار پر چڑھکر۔ جہاز میں جا رہا۔
تھوڑی دیر بعد کشتی بھی جہاز پر چڑھائی گئی۔ اور جہاز ہوا کے
رُخ چل نکلا۔

جس وقت میں جہاز پر پہنچ گیا۔ تو کوئی آدمی میرے پاس نہ تھا۔
ملاح لوگ کشتی چڑھانے اور اور چیزوں کی دیکھ بھال میں معروف
تھے۔ میں نے اس لئے ہر ایک چیز کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ میں
یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جہاز پر توپیں نہیں ہیں۔ حالانکہ قزاقوں کے
جہاز توپوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ جہاز کسی تاجر کا
معلوم ہوا۔ لیکن میں سب سے زیادہ ہر ایک چیز کی صفائی
باقاعدگی اور قرینہ سے بہت حیران ہوا۔ پیتل۔ تانبے کے کیل ایسے
صاف تھے۔ گویا ابھی ڈھل کر آئے ہیں۔ تختے بالکل سفید تھے۔
مستول بھی صاف تھے۔ اور ان کے اوپر روغن کیا گیا تھا۔ بادبان
برف کی طرح سفید تھے۔ رسّے اور دیگر قسم کا ساز و سامان نہایت عمدہ تھا۔
الغرض ہر شئے عمدہ۔ صاف۔ آراستہ اور باقرینہ تھی۔ اس قسم کی صفائی

شاہی جہازوں ہی میں دیکھی جاتی ہے۔ صرف کشتی قدرے بھدی اور بد وضع تھی۔ لیکن جب خیال کیا کہ اِس جہاز پر تیس چالیس آدمی ہیں تو معلوم ہُوا کہ کسی ناگہانی آفت کا مقابلہ کرنے کے واسطے کشتی بنائی گئی ہے۔ ملّاحوں کا لباس کپتان کا سا تھا۔ مگر ٹوپیاں سب کی مختلف قسم کی تھیں۔ بعض کی گول اعرابیت تھی جو تاجروں کے جہازوں کے ملّاح پہنتے ہیں اور بعض کی کپڑے کی تھیں جو رات کے وقت پہنی جاتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تمام ملّاحوں کے ہتھیار اُتروا کر نیچے بھیجے گئے۔ کپتان نے اپنے چوڑے پھل والی تلوار اور پستول اپنے پاس رکھا۔ اگرچہ کپتان تمام جہاز میں سب سے لمبا اور شہزور تھا۔ مگر دو چار اور ملّاح بھی ایسے ہی قوی ہیکل دراز قد تھے۔ لیکن بادی النظر میں کپتان اور ملّاحوں میں اِس قدر فرق معلوم ہوتا تھا۔ کہ اوّل الذکر زیادہ دلیر اور صاف گو تھا۔ اور انہی دو خوبیوں کی وجہ سے کپتان عام ملّاحوں سے افضل تر تھا۔ کپتان ذاتی خوف کو خاطر میں لانے والا نہیں تھا۔ اپنے جلد بازی کے کاموں کے انجام سے بالکل بے پرواہ تھا۔ اور بڑا دلیر تھا۔ اسی لئے ملّاح لوگ اس سے خائف رہتے تھے۔ مگر ذاتی طور پر دل میں اس سے متنفر بھی تھے۔ حالانکہ مجموعی طور پر وہ اُسے اپنا ہادی اور سردار تسلیم کرتے تھے۔

میرے خیالات فوراً میرے رفیقوں کی طرف گئے جو غار میں بند بیٹھے تھے۔ ہمارا مونگے کا جزیرہ ہم سے بہت پیچھے رہ گیا۔ میں نے سرد آہیں بھرنی شروع کیں۔ اور خیال کرنے لگا۔ کہ میں شاید اُن کو پھر کبھی نہ دیکھ سکوں گا ✦

اتنے میں کپتان چپکے سے میرے پاس آیا۔ اور میری کنپٹی پہ

زور کا گھونسا رسید کیا۔ جس سے میں چکر کھا کر جہاز کے تختے پر جا پڑا۔ وہ اسے ٹھنڈی پٹے۔ تو بلبلا رہا ہے۔ میں اس قسم کی کمزوریوں کو اس جہاز پر روا نہیں رکھتا۔ اپنی آنکھوں پر ڈواٹ لگا۔ ورنہ میں ابھی ایک لات جما دونگا۔"

اس ظالمانہ سلوک پر مجھے بہت غصہ آیا۔ لیکن میں نے خیال کیا۔ کہ اظہار خفگی زیادہ تکلیف کا موجب ہوگی۔ اس لئے رومال نکال کر آنکھیں پونچھ ڈالیں اور کچھ جواب نہ دیا۔

کپتان (خفگی کے لہجے میں)" میں نے خیال کیا تھا۔ کہ تم ایک اچھی مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ میں ایک پاگل بلڈاگ کو تختۂ جہاز پر بخوشی رکھ سکتا ہوں۔ مگر چشم پرنم پتے کو کبھی پسند نہیں کرنے کا لیکن میں تمہارا علاج کرتا ہوں۔ یا تمہیں شارکوں کے حوالے کرونگا اب نیچے چلے جاؤ۔ جب تک تمہیں نہ بلاؤں۔ تم وہاں رہو۔"

یہ سُنکر جب میں نیچے اُترا۔ تو چلتے وقت ایک ٹین پر نگاہ جا پڑی۔ جس کے اوپر پنسل سے "بارود" لکھ رکھا تھا۔ میرے دل میں فوراً یہ خیال گزرا۔ کہ چونکہ ہم ہوا کے مخالف چل رہے تھے۔ اگر کوئی چیز یہاں سے پھینکی جائے۔ تو وہ بہتی اور تیرتی ہوئی اس چٹان پر جا پڑے گی۔ جو جزیرہ کے ارد گرد ہے۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال بھی گزرا کہ میرے رفیقوں کے پاس ایک پستول ہے۔ جس میں بھر کر اس بارود سے بہت عمدہ کام لیا کرینگے۔ اس لئے میں نے بارود کا ٹین اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ کپتان اور ملاح یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

کپتان لمبی لمبی ڈگیں بھر کر میرے پاس آیا۔ اس نے غصے کی حالت میں بیسوں صلواتیں سُنائیں۔ اور تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ

اُٹھا کر کہا ،، اے شیطانی پتلے ! تُو نے یہ کیا کیا ! ٭

مینے استقلال کے ساتھ جواب دیا۔ اُس وقت میرا خون جوش کھا رہا تھا ،، اگر تم چپت رسید نہ کرو۔ تو میں تمہیں بتاؤنگا۔ کہ اِسکے کیا معنے ہیں۔ ورنہ میں خاموش رہونگا ٭ ،،

کپتان ہکا بکا ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور میری طرف دیکھنے لگا ٭

میں۔ مینے یہ ٹین اسلئے سمندر میں پھینک دیا۔ کہ سمندر کی لہروں کے ساتھ بہتا ہُوا میرے رفیقوں کو مل جائے۔ اُن کے پاس ایک پستول ہے۔ مگر بارود نہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ بارود کا ٹین بڑا نہ تھا۔ تم نے ابھی کہا۔ کہ تم مجھے عمدہ مٹّی کا بنا ہُوا سمجھ رہے تھے۔ میں خود نہیں جانتا۔ کہ میں کس قسم کے مصالح سے بنا ہوں کیونکہ مینے اِس بات پر کبھی غور نہیں کیا۔ تاہم میں اس قدر ضرور جانتا ہوں۔ کہ میں ایک ایسے مادّے سے بنا ہوں کہ تم کبھی نہ مجھے سدھا نہ سکوگے۔ خواہ تم کچھ ہی کرو ،،

یہ سُنکر کپتان خفا ہونے کی بجائے پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور میں نیچے اُتر گیا ٭

مینے خیال کیا تھا کہ ملّاح میرے ساتھ بدسلوکی کرینگے۔ مگر نہیں کہ نہوں نے میری بات پر قہقہہ لگایا۔ ایک نے میری پیٹھ ٹھونک کر کہا ،، شاباش لونڈے ! تم بڑے بہادر ہو۔ ہم تو بُلڈی بِل کو سب سے بڑا سمجھے بیٹھے تھے۔ مگر تم ہم سب کے چچا نکلے ،، دوسرا ،، لو یار بیئر کی کیتلی پی کر اپنا حلق تر کر لو۔ کیونکہ کپتان سے بات چیت کرتے ہوئے تمہارا گلا خشک ہو گیا ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی اِس طرح کپتان سے جھگڑتا۔ تو اِس وقت تک جہنّم واصل ہو گیا ہوتا ،،

تیسرا ملاح (زور سے) "جیلٹ زبان کو لگام دو۔ اور اِس چھوکرے کو گوشت کا ٹکڑا دو۔ یہ ایک ایسا لونڈا ہے۔ جو کپتان کو تُرکی بترکی جواب دینے کے لئے تیار رہیگا۔"

پہلا ملاح (قسم کھا کر) "اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔ کہ جس طرح اس لونڈے کو تو نے کشتی میں ٹپکا تھا۔ اگر تمہارے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا۔ تو تمہاری گردن ٹوٹ جاتی۔ واقعی یہ چھوکرا بہت دلیر اور کپتان کے دانت کھٹے کرنے والا ہے۔"

میں۔ بھوک اور بدسلوکی کے مارے قدرے کمزور ہو گیا تھا۔ کیونکہ صبح کے وقت تمہارے ہیں بھوکا ہی نکلا تھا۔ اور اس وقت ٹھیک دوپہر ہو گئی تھی۔ جس وقت مجھے بیر شراب اور گوشت کا ٹکڑا دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ مجھے خوب بھوک لگ رہی تھی۔ مگر ان بے دین آدمیوں کی فحش کلامی اور سخت مشتاقی نے مجھے بہت پریشان کر دیا۔ جس آدمی کا نام بلیک ہی بِل تھا۔ وہ میرے قریب ہی چپ چاپ بیٹھا تھا۔ گو اس کے ہمراہی مذاق کر رہے اور کھانا کھا رہے تھے۔ مگر یہ آدمی ان کا جواب بڑی بے پروائی اور سرد مہری سے دیتا تھا۔ اس میں اور دوسرے آدمیوں میں اسی قدر فرق تھا۔ کہ وہ کم سخن متین اور قد آور جوان تھا جیسا کہ کپتان تھا۔

سہ پہر کے وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات گزرنے لگے۔ جن کو میں خوش بھی نہیں کہہ سکتا۔ بیل شکنجے میں کس دینے کی دھمکی نہ بھولا تھا۔ اس سے میرے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ آفتاب مغرب میں جا کر چھپ گیا۔ تاریکی نے اپنے پردے نصف عالم پر پھیلا کر سیاہی سے رنگ دیا۔ چوکیدار تختہ جہاز پر گشت کرتا ہوا بولا۔ "کوئی ہے تو اوپر آ کر لیمپ روشن کرو۔ اور اس لڑکے

کو کپتان صاحب کے پاس بھیجدو۔ جلدی کرو۔"
بلڈی بل" لونڈے سنتا ہے۔ اوپر جا۔ کپتان تجھے بلا رہا ہے۔
ہوشیار رہنا۔" وہ آدمی بھی اوپر چڑھا۔ اور میں اس کے پیچھے گیا۔
ایک آدمی مجھے کپتان کے کمرے میں لے گیا اور دروازہ بند کر کے چلا آیا
کپتان کے کمرے میں چاندی کا ایک لیمپ جل رہا تھا۔ یہ کمرہ زیادہ
آراستہ نہ تھا۔ کپتان ایک تپائی پر بیٹھا تھا۔ اور بحر الکاہل کا
نقشہ میز پر پھیلا کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے مجھے بیٹھنے کے
لئے کہا اور آپ ایک پلنگ پر جا کر دراز ہو گیا۔ اور کہنے لگا تیرا نام کیا ہے؟
میں۔ رالف روور۔
کپتان۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟ اور اس جزیرے پر کیسے پہنچے؟
تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی تھے؟ اب مجھے جواب دو۔ مگر جھوٹ
نہ بولنا۔"
میں۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ کپتان سرد مہری سے مسکرایا۔
اور ان سوالوں کا جواب دینے کا اشارہ کیا۔ میں نے شروع سے لے
کر آخر تک تمام داستان من و عن بیان کر دی۔ صرف غار جواہرنگار کا ذکر
نہ کیا۔ جب میں اپنی رام کہانی ختم کر چکا۔ تو کپتان چند منٹ
تک خاموش رہا۔ اور پھر کہنے لگا "لڑکے۔ میں اس داستان کو
صحیح سمجھتا ہوں۔"
میں اس کی بات سنکر حیران ہوا۔ لیکن میں نے کوئی جواب
نہ دیا۔"
کپتان تم نے کیسا خیال کیا۔ کہ یہ جہاز قزاقوں کا ہے؟
مجھکو دو سیاہ علم سے معلوم ہوا۔ کہ تم سمندری ڈاکو ہو۔ اور زیادہ ثبوت
تمہاری وحشیانہ بدسلوکی سے ملتا ہے۔ جو تم نے میرے ساتھ روا رکھی۔

یہ سنتے ہی کپتان کے تیور بدل گئے - مگر اس نے اپنے غصے کو دبا کر کہا لڑکے تو بڑا ہی بے باک اور گستاخ ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ بہت بُرا سلوک ہوا - لیکن اس کی وجہ یہ تھی - کہ تم نے ہمارا بہت سا وقت ضائع کیا اور بے فائدہ تکلیف دی - سیاہ جھنڈا صرف مذاق کے لئے ہے جو بعض اوقات بعض لوگوں کو خائف کرنے کے واسطے کھڑا کر دیتے ہیں - میں قزاق نہیں ہوں - بلکہ ایک دیانت دار تاجر ہوں - میں اس بات کو مانتا ہوں - کہ میں ایک ناشائستہ سا آدمی ہوں - اور ان سمندروں میں ہزاروں سمندری قزاق اور خشکی پر قزاق سنگ دل بکثرت رہتے ہیں - جو بے قصوروں کا خون بہانے میں ذرا دریغ نہیں کرتے - بلکہ انہوں نے لوٹ مار کو اپنا پیشہ سمجھ رکھا ہے - میں جزائر فیجی سے صندل بھر کر لے جاتا ہوں - اگر رالف تم اچھے نیک بن جاؤ - تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤنگا - اور منافع کا ایک حصہ دیا کروں گا - میں ایک دیانت دار لڑکے کی تلاش میں ہوں جو میرے کاروبار کی نگرانی کیا کرے رالف تم کیا کہتے ہو - کیا تم صندل کی تجارت کرنا پسند کرتے ہو؟"

میں یہ سن کر بہت حیران ہوا - لیکن یہ معلوم کر کے کہ جہاز قزاقوں کا نہیں قدرے تسلی ہو گئی - لیکن جواب دینے کی بجائے میں نے کہا " اگر درحقیقت ایسا ہی ہو - جیسا کہ تم کہتے ہو - تو تم مجھے اس جزیرے سے کیوں لائے تھے - اور اب واپس کیوں نہیں لے چلتے ؟"

کپتان (مسکرا کر) " میں تمہیں غصے کی حالت میں پھسلا لایا - میں اب بھی تمہیں واپس لے جا سکتا ہوں - لیکن ہم جزیرے سے بہت

دور آ گئے ہیں۔ یہاں سے وہ جزیرہ کم از کم پچاس میل ہے۔ اب یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ میں اپنے آدمیوں کو واپس جانے کی تکلیف دوں۔ کیونکہ وہ سب کے سب تجارت میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک بات چیت کرنے کے بعد میں نے منظور کر لیا۔ کہ جب تک کوئی مہذّب جزیرہ نہ آئے۔ میں جہاز پر کام کروں گا۔ کپتان نے اِس شرط کو پسند کیا۔ میں اُس کا شکریہ ادا کر کے نیچے چلا گیا۔ اُس وقت میرا دل ہلکا ہونے کی بجائے بہُت اُداس اور مضطرب تھا۔

تیئیسواں باب

ایک اور جہاز سے مقابلہ

جس گفتگو کا پچھلے باب میں ذکر ہو چکا ہے۔ اُس کے تین ہفتے بعد میں ایک روز جہاز کے پیچھے کی منزل میں کھڑا ہوا۔ مچھلیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو ہمارے ارد گرد ہوا میں اُڑتی اور کلیلیں کرتی پھرتی تھیں۔ چاروں طرف سنّاٹے کا عالم تھا۔ مارے سخت گرمی کے دم گھٹا جاتا تھا۔ اس قسم کا موسم بحرالکاہل میں ہر جگہ رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ نیچر میٹھی نیند سو رہی ہے۔ ہوا ساکن تھی۔ صرف سمندر کی لہریں بڑی نزاکت کے ساتھ آگے پیچھے حرکت کر رہی تھیں۔ نیلگون آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ نیلے آسمان کا دل فریب عکس ساکن سمندر کی سطح پر پڑ رہا تھا اور عجیب بہار دکھا رہا تھا۔ آفتاب عالمتاب اپنی پوری تیزی اور آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور سمندر کی شفاف سطح منعکس ہو کر سخت گرمی پیدا کر رہا تھا۔ چاروں طرف ایک خوشنما سی خاموشی چھا رہی تھی۔ سمندر شتلاطم نہ تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر انسان خیال کر سکتا تھا۔ کہ عالم ایک بہت بڑا نیلا۔ اور رقیق گولا ہے۔ اور ہمارا جہاز جو مادہ کا ذرہ تھا۔ اُس کے اوپر تیرتا پھر رہا ہے۔

کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ البتہ مچھلیوں کے کودنے اور پھر پانی میں گرنے کی مدھم آواز آتی تھی۔ یا ستونوں کی کڑکڑاہٹ کی آواز بھی جب جہاز چٹانوں کے ہچکولوں سے ٹکراتا تھا آتی تھی۔ جہاز کے اگلے اور پچھلے حصّوں پر ایک قسم کا شامیانہ

سا تانا گیا تھا۔ جس کے نیچے سنتری کھڑے ہوا کرتے تھے۔ مگر سخت گرمی کی وجہ سے وہ بھی بہت پریشان تھے۔ بلڈی بِل جو تپوار کے پاس کھڑا ہو کر جہاز کے رُخ کو حسب ضرورت ادھر ادھر موڑا کرتا تھا۔ تختۂ جہاز پر اُدھر اُدھر گشت کر کے وقت گزار رہا تھا۔ وہ ایک دفعہ چہل قدمی کرتا ہوا وہاں آ گیا۔ جہاں میں کھڑا تھا۔ اور تختے پر جُھک کر نیچے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔

اگرچہ وہ کم سُخن اور تُرش مزاج آدمی تھا۔ مگر میں اُسے سب سے زیادہ پسند کرتا تھا۔ دوسرے آدمیوں نے یہ خیال کر کے کہ میں اُن کی صحبت میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اور یہ کہ مجھے کپتانِ جہاز بگاڑ کر لایا ہے۔ میری طرف سے بے پرواہ ہو گئے۔ یہ سچ ہے کہ بلڈی بِل بھی میرے ساتھ ویسی ہی بے پروائی برتتا تھا۔ مگر چونکہ وہ سب کے ساتھ یکساں سُلوک کرتا تھا۔ اس لئے میں اس سُلوک کو مستثنیات سے نہیں سمجھتا تھا۔ ایک دو دفعہ میں نے اُس کے ساتھ باتیں کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ سرد مہری سے دو ایک باتیں کر کے پہلو بچا گیا جونہی وہ میرے پاس آ کر تختہ پر جُھک کر سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ تو میں نے بات کا سلسلہ چھیڑا۔

میں۔ "بِل تم اُداس کیوں نظر آتے ہو؟ تم کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتے؟"

بِل مسکرا کر۔ "اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نہیں جانتا۔ کہ اَوروں سے کس مضمون پر بات چیت کروں!"

میں۔ "یہ بہت عجیب بات ہے۔ تم ایک صاحب غور و فکر معلوم ہوتے ہو۔ اور اِس قسم کے آدمی اچھی گفتگو کر سکتے ہیں"

بِل (کسی قدر سخت لہجہ میں) "وہ بات چیت کر سکتے ہیں۔ اور میں بھی باتیں کر سکتا ہوں جبکہ میں ایسا چاہوں۔ مگر یہاں بات چیت کا کیا موقع ہے۔ یہ لوگ واہیات باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ اور اِسے

باعثِ شادمانی خیال کرتے ہیں۔ مگر میں اُنہیں پسند نہیں کرتا۔ اسلئے خاموش رہتا ہوں۔"

میں ”بِل تم درُست کہتے ہو۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم اندد ب کی سی باتیں کرو۔ ایسی باتوں سے تو خاموش رہنا بہتر ہے۔ میں اثنائے گفتگو میں قسم نہیں کھاتا۔ اِس لئے تم کبھی کبھی مجھ سے کیسی مضمون پر بات چیت کیا کرو۔ علاوہ ازیں میں خاموشی اور تنہائی کی زندگی سے عاجز آگیا ہوں۔ کوئی آدمی نہیں۔ جس سے گھڑی دو گھڑی باتیں کرکے دل بہلاؤں۔ میں دوستوں سے باتیں کرنے کا عادی رہا ہوں۔ اگر تم کسی وقت تھوڑی بہت بات چیت کیا کرو۔ تو میں اُسے عین مہربانی سمجھونگا۔"

بِل نے متعجب ہو کر میری طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر افسردگی کے آثار نمایاں ہوئے۔

بِل "تم دوستوں سے بات چیت کرنے کے کہاں عادی ہوئے تھے؟ میں خیال نہیں کرتا۔ کہ تم مونگے کے جزیرے پر باتوں کے عادی بنے تھے۔"

میں "بیشک۔ میں نے اپنی زندگی کے نہایت پُر راحت ایام اسی جزیرہ پر کاٹے تھے۔"

میں نے استفسار کا منتظر نہ رہ کر اس شادماں زندگی کا موزوں الفاظ میں ذکر کرنا شروع کیا۔ جو جیک پیٹر کن۔ اور میں نے مونگے کے جزیرے پر بسر کی تھی۔ اور ہر ایک حادثہ کا ذکر بھی کیا۔ جو ہمیں اس جزیرے پر پیش آیا تھا۔

بِل۔ "رالف یہ جگہ تمہارے لئے موزوں نہیں۔"

میں "بیشک یہ دُرست ہے۔ میں یہاں بیکار ہوں۔ اور میں اپنے

ہماسیوں کو پسند نہیں کرتا۔ مگر اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔ مجھے امید ہے میں جلدی آزاد ہو جاؤنگا"

بل (حیرت زدہ ہو کر) "آزاد؟"

میں "ہاں آزاد! کپتان صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب یہ سفر ختم ہو جائے گا۔ تو وہ مجھے کسی مہذب جزیرہ یا ملک کے ساحل پر اتار دیں گے"

بل (متعجب ہو کر) "تم سے کپتان نے کیا کہا تھا۔ جبکہ تم اس جہاز پر آئے تھے"

میں "اس نے کہا۔ کہ وہ صندل کا تاجر ہے۔ اور کوئی ڈاکو نہیں ہے۔ اور کہا۔ کہ اگر میں تجارت میں شریک ہو جاؤں تو تم اس کے منافع کا ایک معقول حصہ دونگا۔ اور اگر میں پسند کروں۔ تو وہ مجھے کسی مہذب جزیرہ کے ساحل پہ اتار دیگا"

بل کے چہرے پر وحشت کے آثار نمایاں ہوئے

بل "جب اس نے کہا۔ کہ وہ تاجر صندل ہے۔ تو درست کہا۔ لیکن جب اس نے کہا۔ کہ ۔۔۔"

چوکیدار۔ "بادبان ہوا!"

بل (چلا کر) نہیں مارتا ہوا بھاگ نکلو تم کہاں؟

بل نے اُفق کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اور پھر ایک آواز دی۔ "ملاحو! بادبان جلدی سے نیچے اتار دو"

اس وقت کپتان جہاز پر آیا۔ ایک رسّے کے ذریعے سے اوپر چڑھا۔ اور دوربین لگا کر بادبانوں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اُفق کی طرف دیکھا۔ آخر کار چاروں طرف دیکھنے کے بعد ایک خاص مقام کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر جلدی جلدی اتر آیا۔ اور چلا کر کہنے لگا ورے

اوپچے بادبانوں کو اُتار ڈالو"
ایک ملاح - سب سے اوپر والے بادبانوں کو نیچے اُتار لو"
ملاح بلّیوں کی طرح رسّوں کے ذریعے سے اوپر چڑھے - اور انہوں نے جواب دیا "بہت اچھا حضور!" گیا تو جہاز پر خاموشی تھی یا چشم زدن میں ایک قسم کی چہل پہل نظر آنے لگی - لوگ آگے پیچھے بھاگے پھرتے تھے - سب سے اوپر والے بادبان اُتار لئے گئے - ملاح چادریں اور رسّے وغیرہ سنبھالے کھڑے تھے - اور کپتان ہوا کی طرف دیکھ رہا تھا - جو نیلے سیاہ بادل کی طرح نہایت تیزی سے آگے بڑھی چلی آ رہی تھی - چند سکنڈ کے بعد تند ہوا نے ہمیں آگھیرا - جہاز لرزنے لگا - اور اپنی اصلی راہ سے دور جا پڑا - مگر ہم نے اُس کا رُخ ایک اور جہاز کی طرف کر دیا جو فاصلے پر تھا +

آدھ گھنٹے کے بعد ہم اجنبی جہاز کے پاس جا پہنچے - اُس کے پھٹے بادبانوں اور مستولوں کی وضع سے ہم نے معلوم کیا - کہ وہ کسی تاجر کا جہاز ہے - اُس جہاز کا مالک نہیں چاہتا تھا - کہ ہمارے جہاز کا کپتان اُسے دیکھ پائے - کیونکہ جس وقت ہوا کا جھونکا آیا - اُس نے بادبانوں کو اکٹھا کر کے رکھ لیا تھا - جس سے اُس کا صرف اگلا حصّہ دکھائی دینے لگا - لیکن جب ہوا دھیمی پڑ گئی - تو ہم نے اپنے جہاز کے سب سے اوپر والے بادبان پھر تان دیئے - اور اپنے جہاز کی رفتار دو چند کر دی - جب اجنبی جہاز آدھ میل کے فاصلے پر رہ گیا - تو ہم نے انگریزی جھنڈا بلند کر دیا - مگر اجنبی جہاز نے ہمیں سلام نہ کیا - کپتان نے حکم دیا - کہ اجنبی جہاز کے اگلے حصّے کی طرف ایک گولا پھینکو - ایک لمحہ میں ہنٹلی کی

توپ کا منہ ننگا کر کے اُسے کل کے ذریعے جہاز پر رکھ دیا گیا۔ اور گولا بھر کر پھینکا گیا۔ وہ اُس جہاز کے سامنے پانی پر سے گزرتا ہوا کچھ فاصلے پر سمندر میں ڈوب گیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جہاز ٹھہر گیا۔ اور ہم بھی ایک سو گز کے فاصلے پر ٹھہر گئے ۔

کپتان "کشتی اُتارو"

فوراً کشتی اُتار دی گئی۔ پندرہ بیس آدمی تلواروں اور پستولوں سے مسلح ہو کر اس میں اُتر گئے۔ جس وقت کپتان اس کشتی میں سوار ہونے کی غرض سے میرے قریب سے گزرا تو اس نے کہا۔ "رالف" تم بھی کود چلو۔ مجھے تمہاری ضرورت ہوگی" میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اور چند منٹ کے بعد ہم اس جہاز کے صحن میں پہنچ گئے۔ لیکن جو کچھ دیکھنے میں آیا۔ اُس سے ہم بہت حیران ہوئے۔ وہاں صرف پندرہ سیاہ فام وحشی کھڑے تھے۔ جو ہمیں دیکھ کر خائف تھے۔ اُن کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ اور سوائے ایک دو کے سب ننگے تھے۔ ایک آدمی کی وضع قطع مضحکہ خیز تھی۔ اُس نے ایک سفید قمیص پہن رکھی تھی۔ سر پر اسٹرا ہیٹ تھی۔ اور ایک ابابیل کی دم کی شکل کا ساکوٹ پہن رکھا تھا۔ پنڈلیاں بالکل برہنہ تھیں۔ یہ آدمی درمیانہ قد۔ اور ادھیڑ عمر تھا۔ چہرے سے حلم و بُردباری اور انکسار نمایاں تھا۔

اس آدمی کے قریب جا کر ہمارے کپتان نے پوچھا۔ "اس جہاز کا کپتان کہاں ہے؟"

آدمی۔ (ٹوپی اُتار کر) "میں ہی کپتان ہوں"

کپتان "تم کپتان ہو! تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جاتے ہو؟ اور تمہارے پاس کیا ہے؟"

آدمی - ہم ایگوٹا کی سے آئے ہیں - اور رارو ٹونگا کو جا رہے تھے -
ہمارا جہاز دیسی پادریوں کا جہاز ہے - اس کا نام آلو براچ ہے -
ہمارے پاس دو ٹن ناریل - ستر شور اور بیس بتیاں اور انجیل
مقدس کی جلدیں ہیں "

ان چیزوں کے نام سُنکر ہمارے ملاحوں نے قہقہہ لگایا - مگر
کپتان نے فوراً ان کو جھاڑ دی - اور بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ
پادری صاحب کی طرف بڑھا - اس سے ہاتھ ملایا - اور کہا " میں
آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں - خدا آپ کی کوششوں کو کامیاب
اور بارآور کرے - میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں - آپ مہربانی
کر کے مجھے اپنی کوٹھری میں لے چلئے "

جس وقت ہمارا کپتان اس آدمی کے ساتھ گیا - تو ہم نے اسے
یہ کہتے سُنا " ہمیں یہ دریافت کرکے بہت خوشی ہوئی - کہ آپ تاجر
ہیں - ہم نے آپ کے جہاز کے ستولوں سے خیال کیا تھا - کہ یہ
جہاز کسی سمندری قزاق کا ہے "

معلوم نہیں ہوا کہ کپتان نے اس آدمی کے ساتھ کس بات پر
گفتگو کی - مگر وہ اس سے پاؤ گھنٹے تک گفتگو کرتا رہا تھا - اس
نے پادری صاحب سے گرم دلی کے ساتھ مصافحہ کیا - اور ہمیں اپنی
کشتی پر سوار ہو جانے کا حکم دیا - تھوڑی ہی دیر بعد آلو براچ جہاز
ہم سے فاصلہ پر رہ گیا - اور ہم اپنے جہاز پر سوار ہو کر چلے گئے -
اسی روز سہ پہر کے وقت میں نے ملاحوں کو اس طرح گفتگو کرتے
پایا -

ایک - میں نہیں جانتا - کہ کپتان نے اس جہاز سے کیوں مہربانی
کا سلوک کیا - یہ تو اس کی عادت کے خلاف ہے - اگر کوئی معمولی

"تاجر ہوتا ۔ تو وہ سارے ضروری سامان لے کر جہاز کو تخت الثرے میں پہنچا دیتا "

دوسرا بڈھا ٹوٹ "تم اِن باتوں سے ناواقف ہو ۔ اور تم اِن سمندروں سے ناآشنا ہو۔ کپتان انجیل کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ ہر آدمی اس بات کو جانتا ہے۔ جنوبی جزائر میں جہاں انجیل پہنچ گئی ہے لوگ قدرے آدمی بن گئے ہیں۔ اور کاروبار آرام کے ساتھ چل جاتا ہے۔ ایسے بیسیوں جزیرے ہیں جہاں تمہارے ساتھ بہت ہی وحشیانہ سلوک روا رکھا جائے گا "

تیسرا بڈھا ٹوٹ "اس کام سے واقف نہیں ہے۔ لیکن اگر کپتان تجکو جزائر فیجی میں صندل لانے کے واسطے لے جائے۔ تو تم اِن سیاہ آدمیوں کو اصلی حالت میں دیکھو گے۔ مجھ سے پوچھو۔ تو میں نہیں جانتا کہ انجیل کا اُن کے اوپر کیا اثر پڑتا ہے۔ لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ جب کوئی دیسی انجیل کی تعلیم قبول کر لیتا ہے۔ تو تجارت میں ہر طرح کی آسانی ہو جاتی ہے۔ لیکن جہاں انجیل نہیں پہنچی۔ وہاں کے دیسی اخوان الشیاطین معلوم ہوتے ہیں "

چوتھا (قہقہہ مار کر) "تمہیں اچھی طرح سائے زنی کرنی چاہئے۔ تم زندگی بھر صحبت بد میں رہے ہو "

ایک بلند آواز "رالف روور ۔ کپتان صاحب تمہیں یاد فرماتے ہیں "

میں یہ سُنکر سیڑھی پر جلدی جلدی اوپر چڑھا۔ اور کپتان کی کوٹھڑی میں گیا۔ اس وقت میں اس بات پر غور کر رہا تھا۔ کہ انجیل مقدس نے وحشی لوگوں کی فطرت پر عجیب اثر کیا ہے۔ ان ملاحوں نے

مقدس انجیل کے اثر کی بے لاگ شہادت دی تھی۔ وہ مجھے بالکل سچی اور صحیح معلوم ہوئی ؎

جب میں کپتان کی کوٹھری سے نکل کر جہاز پر آیا۔ تو جلدی ہی بل کو اپنی مقررہ جگہ یعنے پتوار کے قریب پایا۔ چونکہ وہاں حرف ہم دو ہی تھے۔ اس لئے میں نے اسے باتوں میں مصروف کرنے کی کوشش کی۔ پادریوں کے جہاز کی نسبت گفتگو کرنے کے بعد میں نے کہا۔ بلہ بلی بل۔ مجھے بتاؤ۔ کیا یہ جہاز قزاقوں کا ہے یا تاجروں کا؟

بل "بیشک (آہستہ) یہ جہاز تاجر صندل کا ہے۔ وہ قزاق بھی ہے۔ سیاہ جھنڈا جو جزیرہ سونگا کے کنارے پر بلند کیا گیا تھا دھوکہ کی ٹٹی نہیں ہے؟"

میں "پھر تم کیسے کہتے ہو۔ یہ جہاز تاجر کا ہے؟"

بل "جب قزاقی کا موقع نہیں ملتا۔ تو یہ جہاز کا تاجر بن جاتا ہے۔ لیکن جہانتک ممکن ہوتا ہے۔ یہ جہاز لوٹ مار کی تاک میں لگا رہتا ہے (دھیمی آواز میں) (آہستہ) اگر تم اُن سیاہ کاریوں اور خونریزیوں کو دیکھو۔ جو اس جہاز میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ تو تم ہمارے سمندری قزاق ہونے میں ہرگز کلام نہ کرو۔ لیکن یہ تمہیں جلد معلوم ہوجائے گا۔ رہا پادریوں کی بابت۔ سو کپتان اُن پر خاص مہربانی کرتا ہے۔ کیونکہ اُن سے اُس کے بہت سے کام نکلتے ہیں۔ جنوبی جزائر کے باشندے شیاطین سے کم نہیں ہیں۔ جب پادری لوگ ان کو انجیل سکھاتے ہیں۔ تو وہ انسان بنجاتے ہیں ؎"

اس کے بعد ہمارا جہاز بہت سے چھوٹے چھوٹے جزائر کے جھرمٹ سے گزرا۔ اور کئی مقامات پر ٹھیرتا بھی گیا۔ اس حصۂ سفر میں جہاز کے اگلے حصّہ اور دونو کناروں پر چوکیدار بٹھائے گئے۔ جو

زیادہ ہوشیاری سے نگرانی کرتے تھے۔ کیونکہ ایک تو اُن جزیروں کے باشندے، بقول کپتان بڑے ہی مکار۔ دغاباز اور خطرناک تھے۔ دوسرے وہاں مونگے کی چٹانیں بکثرت تھیں۔ جن سے جہاز کے ٹکرانے کا اندیشہ تھا۔ اور وحشیوں کے خلاف پیشبندیاں بہت ہی ضروری تھیں ؛

ایک روز ہم کو جزیروں کے ایک جھرمٹ کے درمیان ٹھیرنا پڑا۔ اُن میں سے بہت جزیرے غیر آباد معلوم ہوتے تھے۔ ہمیں شیریں پانی کی ضرورت ہوئی۔ کپتان نے کشتی کو ساحل پر دو ایک پیپے پانی کے لانے کے واسطے بھیجا۔ ہم نے ان جزیروں کو غیر آباد سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ کیونکہ جس وقت ہماری کشتی ساحل کے قریب پہنچی۔ تو جھاڑیوں میں سے سیاہ فام وحشی نکلے۔ اور پانی کے کنارے پر جمع ہو گئے۔ اُن کے پاس بھالے اور بڑے بڑے بھاری لٹھ تھے۔ وہ مرنے مارنے پر کمربستہ نظر آتے تھے۔ ہمارے آدمی خوب مسلح تھے۔ مگر انہوں نے لڑنے بھڑنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں کی۔ کشتی کھے کر ذرا کنارے کے قریب پہنچے۔ ہمارے چند آدمی اُن کی زبان جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اُن سے بات چیت کرنے کی کوشش کی۔ جبوقت ہمارے اور سیاہ فام وحشیوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ رہ گیا۔ تو ہماری کشتی کا کمانیر وحشیوں سے گفتگو کرنیکے لئے کھڑا ہوا وحشیوں نے پتھروں۔ کنکروں اور ہنبوںکی بوچھار سے جواب دیا۔ ہمارے بعض آدمیوں کو سخت چوٹ آئی۔ ہم فوراً بندوقیں بھر کر تیار ہو گئے۔ اتنے میں کپتان نے زور سے آواز دی۔ کہ بندوقیں نہ چلاؤ۔ بلکہ کشتی و ساحل کے قریب سے جاؤ۔ یہ حکم سُنکر آدمی بہت حیران ہوئے۔ اور کپتان پر نکتہ چینیاں کرنے لگے۔ کیونکہ وہ اس وقت جھلا رہے تھے اور انتقام کے

لئے پھر رہے تھے - تین چار آدمی کپتان کے حکم کے برخلاف پاسنے گئے ۔

کمانیہ "لڑکو گھبراؤ نہیں - حکم مانو - کپتان کی حکم عدولی میں خیر نہیں - اگر لانگ ٹام ابھی اڑا نہ دے - تو میں سمندر میں کود کر خودکشی کر لونگا ۔"

ملاح کھسیانی ہنسی ہنس پڑے اور کشتی کو پیچھے ہٹانے لگے - وہاں پانچ چھ وحشی جمع تھے - ہم ساحل سے دو سو گز کے قریب پیچھے ہٹ آئے - کہ ایک ہولناک آواز آئی - اور ایک گولا وحشیوں کے ہجوم کے درمیان جا کر گرا - جتنے آدمی وہاں کھڑے تھے - اُن کی تکے بوٹیاں ہوگئیں - جو زندہ بچے - اُنہوں نے نہایت دردناک چیخ ماری اور جھاڑیوں کیطرف بھاگ گئے - بہت سے آدمی سخت مجروح ہوئے - ساحل پر مُردوں کا ایک پشتہ سا بنگیا - اس غیر ضروری خونریزی کو دیکھ کر میں گھبرا گیا - اور میرے دل سے دردو نالہ کا دھواں اُٹھا - اتنے میں کپتان کی آواز آئی "کشتی کو کنارے پرلے جا کر پانی کے پیپے بھر لاؤ" ملاحوں نے بلا حیلہ وحوالے کے کشتی کو ساحل کی طرف کھینا شروع کیا - ایسا معلوم ہوتا - کہ اس فضول بے رحمی سے اُن کے سخت دل بھی ہل گئے ہیں - جب ہم کنارے پر پہنچ کر ندی سے پانی بھرنے لگے - تو دیکھا کہ پانی خون آلود ہے - کیونکہ مقتولین میں سے بہت سے آدمی پاس ندی کے کنارے پر کھڑے تھے - کئی آدمی اس میں جا پڑے تھے - چند لاشیں بہ کر اس کے دہانہ پر آ لگی تھیں - ہم چند قدم آگے بڑھے - اور پانی کے پیپے بھر لئے - ہماری مزاحمت کرنے والا وہاں کوئی نہ تھا جب سب پیپے بھر چکے - تو کشتی پر لاد کر اپنے جہاز کی طرف لوٹ آئے - اس کے بعد ہی ہوا چلنی شروع ہوگئی - اور ہم جلدی سے اس خوفناک

منظر سے دور نکل گئے۔ مگر جو کچھ دیکھا تھا۔ وہ یادداشت میں بند ہو گیا تھا۔

مینے اپنے دل میں کہا (کپتان جنگلے پر جُھکا ہوا سرسبز جزیروں کے پُر فضا منظر سے متاثر ہو رہا اور سگار پی رہا تھا) یہ آدمی پادریوں پر مہربان ہے۔ کیونکہ وہ اس کے مفید مطلب ہیں اور وحشیوں کو آدمی بنا سکتے ہیں۔" مینے دل میں کہا۔ کیا کوئی پادری اس آدمی کو بھی انسان بنا سکتا ہے یا نہیں۔

چوبیسواں باب

صندل کی تجارت

جن واقعات کا ذکر گزشتہ باب میں ہو چکا ہے - اُن کے کئی دن بعد میری طبیعت بشاش و شگفتہ ہو گئی - مگر میں اس احساس کو دل سے نہ نکال سکا - کہ میں ایک وحشتناک خواب دیکھ رہا ہوں - کپتان کی صورت میرے دل کو دہشت زدہ بنا دیتی تھی - اسلئے جہاں تک ممکن ہوا - میں اُس کی صورت دیکھنے سے دور بھاگتا تھا - یہ میری خوش قسمتی تھی - کہ کپتان میرے رویہ کو نہ پہچان سکا - کہ میں دل میں اُس سے نفرت کرتا ہوں ۞

مینے ارادہ کر لیا کہ جب کسی جزیرے کے کنارے پر جہاز ٹھیرے گا - تو بھاگ جاؤنگا - مینے اس تجویز پر بہت غور کیا - اور آخرکار بلڈ ہی بل سے اس معاملے میں صلاح لینا مناسب سمجھا - کیونکہ اُس کی بات چیت سے مینے نتیجہ نکالا تھا کہ وہ جہاز چھوڑنے کو آمادہ ہے - اور اگر ممکن ہوا تو میرے ہی ساتھ بھاگ چلیگا - جس وقت مینے اپنا ارادہ ظاہر کیا - تو اس نے سر ہلایا "نہیں نہیں! رالف بھاگنے کی کوشش نہ کرو بعض جزیروں پر بھاگ جانا اچھا ہے - مگر یہاں تو ایک بلا کے مُنہ سے نکل کر دوسری میں مبتلا ہونا ہے ۞

میں نے "کیوں! کیا دیسی باشندے میرے ساتھ دوستانہ سلوک نہیں کرینگے ۞"

ربل ور: بیشک۔ وہ تمہیں کھا جائینگے ؛

میں ور: مجھے کھا جائینگے۔ میںنے خیال کیا تھا۔ کہ جنوبی جزائر کے آدمی اپنے دشمنوں کو مار کر کھا جاتے ہیں؛"

ربل ور: یہ غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ تمہارے نرم دل دوستوں نے یہ بات تمہارے دلنشین کر دی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ انگلستان میں ایسے آدمی ہیں۔ جو ایسی باتیں سننے اور یقین کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ بعض انگریز کہتے ہیں۔ کہ جنوبی جزائر کے وحشی اپنے دشمنوں کو بوجہ عداوت مار کر کھا جاتے ہیں۔ لیکن برٹش اور امریکن بحری فوج کے کپتان جانتے ہیں۔ کہ فیجی کے باشندے نہ صرف دشمنوں کو بلکہ ایک دوسرے کو بھی کھا جاتے ہیں۔ وہ اسے ایک قسم کے خوشی تصور کرتے ہیں۔ وہ سفید آدمی کے گوشت سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ مگر کالے آدمی کا گوشت شوق سے کھا لیتے ہیں ؛

میں: "تم نے ابھی مجھ سے کہا کہ وہ مجھے کھا جائینگے ؛"

ربل ور: بیشک! میںنے کہا۔ اور خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ تمہیں پکڑ کر کھا لینگے۔ میںنے بعض وحشیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ سیاہ آدمی کو سفید پر ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو بھوک لگ رہی ہو تو وہ گورے کالے میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔

دالف۔ میں ان جزیروں کے لوگوں سے بخوبی واقف ہوں بعض آدمی تو شیطان کے خالہ زاد بھائی معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ میں ایک کپتان کے جہاز پر تھا۔ جو اس کپتان سے کسی حالت میں بہتر نہ تھا۔ وہ ایک روز جہاز پر ایک وحشی سردار سے کسی چیز کے نرخ کی بابت گفتگو کر رہا تھا۔ جو اسے اپنے سر پر باندھ کر تیرتا ہوا ہمارے جہاز تک آن

پہنچا تھا۔ اس وحشی سردار سے دوستانہ تعلقات تھے۔ وحشی سردار ایک چیز کے لئے کپتان سے جھگڑ رہا تھا۔ جب کام ہو چکا۔ تو سردار پانی میں کود گیا۔ وہ بمشکل چالیس گز گیا ہو گا۔ کہ ہمارے نابکار کپتان نے بندوق اُٹھائی اور سردار کو مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ لنگر اُٹھوا کر چل دیا۔ اثنائے راہ میں اُس نے جو سات وحشیوں کو نشانہ بندوق بنا ڈالا۔ اور کہا۔ کہ اب اگر کوئی آدمی اُسے تجارت کی کوشش کرے۔ تو بڑی مشکل سے کامیابی ہو گی۔ ان جزیروں کے باشندوں کا یہ ایک دستور بھی ہے۔ کہ اگر تباہ شدہ جہاز کا کوئی زندہ یا مُردہ آدمی ساحل سے جا لگے۔ تو اُسے کباب کر کے کھا جاتے ہیں۔ ایک دفعہ جب ہم بندرگاہ میں لنگر انداز تھے۔ تو ایک سکونر طوفان کی وجہ سے کسی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ سوائے تین کے باقی آدمی غرق ہو گئے۔ وہ تیرتے ہوئے کنارے پر جا لگے۔ وحشیوں نے اُن کو فوراً پکڑا اور جنگل میں لے گئے۔ ہمیں خوب معلوم تھا کہ اُن کا کیا حشر ہوا۔ مگر ہم اُن کی مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ ہماری جماعت بہت مختصر سی تھی اور وحشی بہت زیادہ تھے۔ اگر ہم اُن کو بچانے جاتے۔ تو وہ ہم سب کو مار ڈالتے۔ ہم نے اُن بدنصیب آدمیوں کو پھر کبھی نہیں دیکھا +

لیکن ہم نے رات کے وقت عجیب چیخیں اور رقص و سرود اور گانے بجانے کا شور سنا۔ دوسرے دن ایک وحشی ہمارے جہاز پر تجارت کرنے آیا۔ اُس نے کہا کہ تین اجنبی آدمی کباب کر کے کھائے گئے۔ اُن کی ہڈیوں کی سوئیاں بنائی جائینگی۔ جو بادبان سینے کے کام آسکینگی۔ اُس نے یہ بھی کہا۔ کہ سفید آدمی کھانے میں بدمزہ معلوم ہوتے ہیں اور اُن کے گوشت سے بہت سے وحشی بیمار ہو گئے +

وحشیوں کے عادات کا حال سُنکر میں نہایت خائف ہُوا۔ اور میرا دل بُہت بے قرار اور بے چین ہُوا۔ میں نے بل سے پوچھا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے وہ صحن کے چاروں طرف دیکھ کر کہ وہاں کوئی آدمی ہماری باتیں نہیں سُنتا ہے دھیمی آواز میں بولا۔ "رالف ہمارے بھاگنے کے دو تین طریقے ہیں۔ مگر وہ بُہت ہی مشکل ہیں۔ اگر کپتان ٹے ہیٹی کے جزائر کی طرف چلے۔ تو ہم بھاگ جائینگے۔ کیونکہ وہاں کے باشندے مسیحی ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جہاں وحشیوں نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے اُنہوں نے اپنے وحشیانہ عادات کو ترک کر دیئے۔ اور انسان بن گئے ہیں۔ میں خود بھی عیسائیت کی پرواہ نہیں کرتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں عیسائیت کے معنی بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن کم عقل سے کم عقل آدمی بھی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ عیسائیت نے ان وحشیوں پر کیسا اثر کیا ہے۔ جب ہم اس قسم کے جزائر کے قریب پہنچتے ہیں۔ تو کپتان ہماری نگرانی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ شک کرتا ہے۔ کہ ہم میں سے دو تین آدمی اس کی صحبت سے متنفر ہیں۔ رات کے وقت جب ہم جہاز کے صحن میں پہرہ دے رہے ہوں تو کشتی اُتار کر چپکے سے بھاگ چلیں گے۔ اور ایسے طریقے سے کہ کسی کو بالکل معلوم ہی نہ ہو ——— اس میں ہمیں وحشیوں کے ہتّے چڑھ جانے کا اندیشہ بھی رہے گا۔ اس لئے میں اس تجویز پر عمل کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن رالف تم اور میں اس پر غور کرینگے۔ کہ کیا کرنا بہتر ہے۔ مجھے نیچے پہرے کے لئے جانا ہے۔ اس لئے میں جاتا ہوں ؎"

بل۔ مجھے خدا حافظ کہہ کر نیچے اُتر گیا۔ اور دوسرا آدمی پتوار کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ میں اس آدمی سے بات چیت کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے وہاں سے چلا گیا۔ اور جہاز کے اگلے حصّے پر جا کر چنگلے

کا تکیہ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور سمندر کی لہروں کی طرف دیکھنے لگا۔ میرا دل بہت افسردہ اور پریشان تھا۔ جب میں موجودہ حالت کا مقابلہ اس پُر راحت اور خوشگوار زندگی سے جو ہونگ کے جزیرے پر اپنے دوستوں کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ تو آنکھوں سے آنسو نکل آتے تھے۔ جب میں جیک اور پیٹرکن کا خیال کرتا تھا۔ تو دل میں طرح طرح کے خیال اندیشے پیدا ہوتے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ جیک مجھے تلاش کرتے وقت کس قدر رنجیدہ اور پریشان خاطر ہو گا۔ وہ دونو میری مُردہ لاش کو جزیرہ کی چپہ چپہ زمین پر تلاش کرتے پھرتے ہونگے۔ اگر غار سے باہر نکلنے پر انہوں نے قزاق جہاز کا نام و نشان بھی نہ دیکھا ہوگا۔ تو وہ خیال نہیں کرینگے۔ کہ میں یہاں آگیا ہوں۔ مجھے اس بات پر تعجب آتا تھا۔ کہ جیک نے پیٹرکن کو کس طرح غار سے نکالا ہوگا۔ جب مجھے اس بات کا خیال آتا تھا کہ جیک حواس باختہ ہو کر پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر پھرتا ہوگا۔ تو میرے دل پر دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ لیکن یکایک خیالات کے اس تسلسل میں خلل واقع ہوا۔ جنوب کی طرف کے افق پر ایک سرخ شعلہ بلند ہوا۔ اور تمام سطح بحر سرخ نظر آنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز بھی سنائی دی۔ اور آسمان بالکل تاریک ہو گیا۔ اور دم گھوٹنے والی گرم ہوا ہمارے اِردگرد چلنے لگی۔ تمام ملاح صحن میں جمع ہو گئے۔ جنوں کا خیال تھا۔ کہ ایک نہایت خوفناک طوفان آنے والا ہے۔ اتنے میں کپتان اُتر آیا اور اس نے اس کی حقیقت بتائی۔ یہ محض ایک آتش خیز پہاڑ کی آتش فشانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ یہاں ایک کوہ آتش خیز ہے۔ مگر اس کی آتش فشانی کا گمان نہ تھا۔ ابھی ہوا چلنے والی ہے اس لئے تیار ہو جاؤ۔"

اُسی وقت بوچھار شروع ہو گئی۔ مگر یہ مینہ نہ تھا۔ بلکہ لال انگاروں کی آتش فشانی تھی۔ چونکہ ہم اِس کوہ آتشخیز سے چند میل کے فاصلے پر تھے۔ اِس لئے ہوا ان انگاروں کو اُڑا لائی ہو گی۔ فوراً ایک تُند ہوا چلنے لگی۔ اور ہمارا جہاز جلدی ہی کوہ آتشخیز کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ مگر شعلے اور رعد کی سی گڑگڑاہٹ تمام رات سُنائی دیتی رہی۔ انگاروں کی بوچھار کئی گھنٹے تک ہوتی رہی اور ہم اِس اثنا میں چالیس میل کے قریب شمال کی طرف نکل گئے۔ جب ہم نے جہاز کے بادبانوں کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ آتش خیز کے کوئلے اور خاک بکثرت آپڑی ہے میں اُس کے دیکھنے کا بہت شائق تھا۔ اُس وقت یاد آیا۔ جیک کہا کرتا تھا کہ بحرالکاہل کے بہت سے جزیرے آتشخیز ہیں۔ اور کہ تمام حصّہ کم و بیش آتش فشاں ہے۔ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ بحرالکاہل کے تمام جزیرے ایک ایسے برّاعظم کے پہاڑوں کے اوپر کے حصّے ہیں۔ جو آتش فشان پہاڑوں کی وجہ سے معدوم ہو گیا ہے ✦

اس کے تین روز بعد ہمیں اپنے سامنے چند میل کے فاصلے پر ایک بڑا جزیرہ نظر آیا۔ جو زرخیز اور شاداب معلوم ہوتا تھا۔ اُس کے اوپر دو پہاڑ نظر آنے لگے۔ جو شاید چار چار ہزار فٹ بلند ہونگے۔ اِن پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع وادی حائل تھی۔ اس میں لمبے لمبے سبز درخت بکثرت تھے۔ میدان شاداب۔ ہموار اور سبزہ زار معلوم ہوتا تھا۔ وسیع وادی کی دوسری جانب ایک دریا بھی تھا۔ جس کی ہر دو جانب درختوں کی قطاریں تھیں اور جو لبِ ساحل تک چلی گئی تھیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں ننگی اور مخروطی تھیں۔ مگر نیچے پہلوؤں پر سبزی بکثرت تھی۔ جس وقت جزیرہ نظر آیا۔ اُس وقت

بلڈی بِل بھی میرے پاس ہی کھڑا تھا۔"

بِل۔ "میں اس جزیرے کو جانتا ہوں۔ لوگ اسے ایمو کہہ کر پکارتے ہیں۔"

میں۔ "تم وہاں پہلے ہو آئے ہو۔"

بِل۔ "ہاں میں کئی دفعہ اسے دیکھ چکا ہوں۔ اور یہ جہاز بھی صندل لینے کتنی دفعہ گیا ہے۔ وہاں وحشی اس کثرت سے ہیں۔ کہ ہم صندل کی لکڑی زبردستی لانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کپتان نے اُن کو بہت دفعہ دھوکہ دیا ہے۔ اسلئے وہ ہمیں پسند نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں پچھلی دفعہ جب ہم یہاں آئے تھے۔ تو ملاحوں نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ کپتان اب پھر یہاں آیا ہے۔ اُسے کسی بات کا مطلق خوف نہیں ہے۔"

جہاز تھوڑی دیر کے بعد مونگے کی چٹانوں کے اندر داخل ہو گیا اور تیس چالیس فٹ گہرے پانی میں ایک کھاڑی کے مقابلے میں جسکے کناروں پر عجیب قسم کے درخت کھڑے تھے۔ لنگر انداز ہو گیا۔ اس مقام سے وحشیوں کا بڑا گاؤں ۲ دو میل کے فاصلے پر تھا۔ کپتان نے کشتی اُتارنے کا حکم دیا اور جھٹ چھلانگ مار کر اس میں جا بیٹھا مجھے بھی اپنے ساتھ آنے کے لیئے کہا۔ پندرہ مسلح آدمی کشتی پر سوار ہوئے اور اپنے نائب درجہ اوّل کو ہدایت کی۔ کہ توپ لے کر تیار رہے۔ اور حسب ہدایت اس سے کام لے۔

کپتان۔ "لڑکو۔ اب کشتی چلاؤ!" یہ سُنتے ہی ملاحوں نے کشتی کو کھینا شروع کر دیا۔ اور چند منٹ میں کنارے پر جا پہنچے۔ وہاں ہمارے ساتھ خلاف توقع بہت ہی عمدہ سلوک ہوا۔ وحشیوں کا سردار رو میلا ہم کو اپنے گھر میں لے گیا۔ اور بیٹھنے کے لئے چٹائیاں دیں۔ بیٹھنے

جاتے وقت یہ بھی دیکھا کہ تمام وحشی جو دو تین ہزار سے کم نہ ہونگے۔ ہلتے ہنستے تھے +

تھوڑی دیر کے بعد گوشت کے کباب اور کئی قسم کی مزے دار چیزیں اور اشیاے خوردنی ہمارے سامنے دستر خوان پر چُنی گئیں۔ ہم نے تھوڑا سا کھایا۔ بعد ازاں تجارتی کاروبار شروع ہو گیا۔ کپتان نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ اور افسوس ظاہر کیا۔ کہ پچھلی دفعہ ایک دو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ان کی رفعداد ضروری ہے۔ اور اُمید ظاہر کی۔ کہ طرفین اپنی اپنی شکایات کو دریا برد کر کے خوشگوار تجارتی تعلقات پیدا کرینگے +

سردار نے کہا۔ کہ میں تمام گذشتہ اختلافات اور ناچاقیوں کو فراموش کر چکا ہوں۔ میں آپ کو دوبارہ یہاں دیکھ کر بہت خوش ہوں۔ اور وعدہ کیا کہ صندل کی لکڑی کاٹنے میں ہر قسم کی مزوری مدد دی جائے گی۔ اس کے بعد مزدوری شرائط طے کی گئیں۔ پھر ہم چلے آئے۔ بِل نے بعد ازاں تمام باتیں جو کپتان اور سردار کے درمیان ہوئی تھیں۔ مجھے بتائیں +

روے تا ہمارے ساتھ جہاز پر آیا۔ اور کہا کہ ایک بڑا بااثر سردار قریبی جزیرے سے مجھے ملنے کے واسطے آنے والا ہے۔ اس لئے کل اس کی دھوم دھام سے دعوت کی جائیگی۔ اور باقاعدہ خاطر و مدارات عمل میں آئیگی۔ پھر اس نے اجازت مانگی۔ کہ میں اپنے دوست کا آپ سے مصافحہ کرانا چاہتا ہوں۔ کپتان نے خواہش ظاہر کی۔ سردار نے اپنی کشتی بھیجی۔ کہ سردار کو بلا لاؤ۔ اور کہا کہ مرغ اور طوطے کو بھی لیتے آنا۔ جس وقت سردار کی کشتی چلی گئی۔ تو مجھے اس قدر موقع مل گیا۔ کہ اس کو بغور دیکھ سکوں۔ وہ ایک گرانڈیل

اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ اعضا بھاری اور گول تھے۔ کشادہ سینہ اور موٹے موٹے بازو تھے۔ اگرچہ تمام وحشی لنگوٹ کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں پہنتے۔ مگر سردار خاص موقع پر ایک بڑا لمبا چوڑا جبہ پہن لیتا ہے۔ سردار کی ڈاڑھی اور موچھیں بہت شاندار اور سیاہ تھیں۔ اس کے سر کے بال لمبے لمبے تھے اس وقت اسے خاصی تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک چوبی تختہ سر کے پیچھے رکھ لیا کرتا تھا۔ جس سے بال بکھرنے نہ پاتے تھے۔

دس منٹ کے بعد کشتی واپس آئی۔ اس میں دوسرا سردار بھی آیا۔ اس کا نصف چہرہ سرخ اور دوسرا نصف حصہ زرد رنگ سے رنگا گیا تھا۔ قد و قامت میں رومیٹا کے برابر تھا۔ مگر ویسا موٹا تازہ نہ تھا۔ چونکہ اس اجنبی سردار نے کبھی کوئی جہاز نہیں دیکھا تھا اس لیئے ہمارے اسکونر کی صفائی۔ نفاست۔ اور بناوٹ دیکھ کر حیران ہوگیا۔ اسے توپ دکھائی گئی۔ جسے دیکھ کر اس نے پوچھا سفید آدمیوں کے پاس ایسے مضبوط کلہاڑے کہاں سے آتے ہیں۔ جن کے ذریعہ توپ کی نالی ایک درخت میں سے کاٹ لی جاتی ہے۔ رومیٹا کا دوست توپ کو دیکھتا رہا۔ اور وہ خود طوطا و مرغ لے کر کپتان سے باتیں کرتا رہا۔ تمام وحشی اپنے سردار کے سامنے جھک کر چلتے تھے۔ رومیٹا نے پہلے اس توپ کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لیئے وہ اس موقع پر اسے دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ وہ اس توپ کی قوت معلوم کرنے کا بہت خواہشمند تھا۔ اسلیئے اس نے درخواست کی کہ اسے بھر کر چلانا چاہیئے۔ گولا انداز نے گولا ڈالا۔ کپتان نے دونو سرداروں کو کہا۔ کہ اس چٹان کی طرف دیکھو۔ وہ چٹان سمندر میں دو میل کے فاصلے پر تھی۔ توپ چھوڑی گئی۔ چشم زدن میں چٹان پھٹ گئی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سمندر میں

گرپڑی - اس سے کپتان کی یہ غرض بھی تھی - کہ وحشی ہماری اعلےٰ قوت کے قائل ہو کر عداوت سے دست بردار ہو جائیں - اور اُن کے دلوں پر ایک قسم کا رعب چھا جائے - اور ہماری مخالفت کرنے کی جرأت نہ کر سکیں ؎

رومیٹا یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا - اُس نے کپتان سے کہا - کہ کنارے پر ایک آدمی جا رہا ہے - اُسے نشانہ بناؤ - مگر کپتان نے ٹکا سا جواب دیا اور ملاحوں کو حکم دیا - کہ توپ کو نیچے لے جا کر بند کر دو - اس پر سردار بہت حیران بلکہ خفا ہوا - جہاز کے پمپ سے رومیٹا کا دوست اور وحشی لوگ بہت ہی خوش ہوئے - اول الذکر تو ایسے شوق سے اُسے دیکھتا رہا - کہ اُس نے اپنی تنہا ہی اپنی کشتی سے منگوائی اور اس کے اوپر بیٹھ کر پمپ چلاتا رہا - اس سے پانی نکالتا اور پھر باہر پھینکتا رہا ؎

دوسرے دن ہمارے ملاح صندل کی لکڑیاں لائے - کپتان مع دو تین نفر جہاز پر رہا - اور توپ نیچے سے اُٹھا کر اوپر کے تختے پر لگا دی - تاکہ اگر ضرورت ہو - تو سردار کے گھر کو سب سے پہلے اُڑا دیں - ہمارے ملاح خوب مسلح تھے - کپتان نے مجھے بھی اُن کے ہمراہ بھیجا - میں بہت خوش ہوا - کیونکہ میں اُس کی صحبت سے متنفر تھا - اور وحشیوں کے دیکھنے کا شائق تھا ؎

جس وقت ہم شاداب قطع سے گزرے - تو میں نے ناریل - تاڑ - اور روٹی کے درختوں کے جھنڈ دیکھے - علاوہ ازیں وہاں کیلے اور بڑ کے درخت بھی تھے - اور کئی قسم کے میووں کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آئے - درختوں سے نکل کر ہم ایک کشادہ قطع میں جا نکلے - جہاں وحشیوں کے گھر تھے - یہ مکانات بانس کے تھے - اور

اُن کے اوپر ایک درخت کے پتّے ڈالے گئے تھے۔ بعض مکانوں کی بناوٹ بہت ہی سادہ تھی۔ چھت قدرے ڈھلوان تھی۔ سامنے کا حصّہ کھلا تھا۔ مکانوں کے اردگرد۔ مرد۔ عورتیں اور بچّے کھڑے تھے جو ہمیں دیکھنے کے شائق تھے۔ ہمارے پیچھے پیچھے دو مینا کے آدمی تھے۔ آدھ میل تک چلنے کے بعد ہم اُس مقام پر پہنچے۔ جہاں صندل کا جنگل کھڑا تھا۔ ملّاحوں نے درخت کاٹنے شروع کر دیئے مگر میں قریب کی ایک بلندی پر چڑھ کر اِردگرد کا منظر دیکھنے میں مصروف ہو گیا +

دوپہر کے وقت سردار مع چند ہمراہیوں کے آیا۔ وہ ایک سؤر کا کباب۔ آلو اور رتالو۔ لایا۔ اور ہمارے آدمیوں کو کھانا کھانے کے واسطے کہا۔ وہ ایک درخت کے سایہ کے نیچے کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ سردار خود بھی کھانے لگا۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے نوالہ مُنہ میں نہیں ڈالتا تھا۔ بلکہ اُس کی بیوی اُسے کھلانے لگی۔ میرے پاس ہی بل تھا۔ مَیں نے اُس سے اِس کی وجہ دریافت کی +

بِل نے اپنے ہاتھ سے اپنے مُنہ میں نوالہ ڈالنا سردار کسرِشان سمجھتا ہے۔ مگر وہ اِسبات کا خاص موقع پر پابند ہوتا ہے۔ ان کے درمیان یہ ایک دستور بھی ہے۔ کہ اگر ایک آدمی ایک درخت کو خدا مان لے۔ تو وہ اُسکا پھل نہیں کھا سکتا۔ اگر کھائے تو اُس کے ہمسایہ اُسے قتل کر دیتے ہیں اور اُسے بھون کر کھا جاتے ہیں تم اِس وحشی سردار کے سر پر بالوں کا ایک بڑا بوجھ دیکھتے ہو نا؟ اُن کے آراستہ کرنے کے واسطے بہت سے حجاموں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئی آدمی زندہ سردار کے سر کو ہاتھ لگائے یا مُردہ سردار کے بدن کو چھوئے۔ تو اُس کے ہاتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ حجّام اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں کھاتے۔ بلکہ اُن کی بیویاں

یا دیگر لوگ اُن کو بچّوں کی طرح کھلاتے ہیں ۔"

میں :۔ واقعی یہ عجیب بات ہے ۔ اس آدمی کو دیکھو ۔ اس کا چہرہ اور وحشیوں کی بہ نسبت گورا ہے ۔ میں نے اس رنگت کے بہت ہی تھوڑے آدمی دیکھے ہیں ۔ مجھے یہ لوگ کسی دوسری نسل کے معلوم ہوتے ہیں ۔"

بل :۔ بیشک وہ غیر نسل سے ہیں ۔ اُن کا وطن جزائر ٹانگمون ہے ۔ جو مشرق کی طرف دور فاصلے پر واقع ہیں ۔ یہ لوگ اِن جزیروں میں جنگی کشتیاں بنانے کے واسطے آتے ہیں ۔ ایک کشتی تین چار برس میں تیار ہوتی ہے ۔ اِس لیئے یہ آدمی یہاں مدّت تک رہتے ہیں ۔"

میں :۔ بل ۔ میں جب سے اِس حصّہ دنیا پر آیا ہوں ۔ میں نے کبھی کوئی سانپ نہیں دیکھا ۔"

بل :۔ یہاں کسی قسم کے زہریلے کیڑے اور سانپ نہیں ہیں ۔ البتّہ ان سیاہ فام وحشیوں کو تو میں سانپ ہی کے برابر سمجھتا ہوں ۔ گرگٹ اور چھپکلیاں تو بے ضرر جانور ہیں ۔ البتہ پانی میں کئی قسم کے جانور پائے جاتے ہیں ۔ چلو ۔ میں تمہیں ابھی دکھلاؤں ۔ یہ کہہ کر وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر چلا ۔ باقی لوگ اپنے پیٹ کے دھندے میں مصروف تھے ۔ ہم جاتے وقت ایک وحشی لڑکا بھی ساتھ لے گئے ۔ جب جنگل میں پہنچے تو وہاں ایک تالاب تھا ۔ بل نے وحشی لڑکے سے کچھ کہا ۔ اور اس نے زور سے سیٹی بجائی ۔ تو پانی میں تلاطم شروع ہو گیا اور چند سکنڈ کے بعد ایک بام مچھلی نے سر نکالا ۔ جو تقریباً بارہ فٹ لمبی ہو گی ۔ اور اس قدر موٹی تھی ۔ جتنی کہ انسان کی ران ہوتی ہے ۔"

بل :۔ رالف ۔ تم کیا خیال کرتے ہو ۔ اگر وحشی اسے اپنا دیوتا سمجھے

ہوں ، وحشیوں کا یہ ایک دیوتا ہے۔ اسے سیکڑوں بچے کھلادئے جاتے ہیں۔ میں نہیں بتا سکتا۔ کہ مرنے سے پیشتر یہ دیوی اور کتنے بچوں کو نذر لیگی ٭"

میں "بچے !"

ربل "ہاں بچے" ! تمہارے نازک طبیعت دوست کہینگے۔ کہ یہ ناممکن ہے۔ یہ بہت ہی ہولناک بات ہے ! وہ اسے ہرگز نہیں مانینگے۔ مگر الف یہ سچ ہے۔ بینے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اگر تم یہاں اس ملعون جزیرے پر رہو۔ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ گو اسے ہر روز زندہ بچے نہیں کھلائے جاتے۔ مگر گاہے گاہے بطور نیاز بچہ اس تالاب میں ڈالدیا جاتا ہے۔ اری چل۔ پیچھے ہٹ۔! یہ کہتے ہی ربل نے اپنے بھاری بھدے بوٹ کی زور کی ٹھوکر مچھلی کے سر پر ماری۔ اور وہ تلملاتی ہوئی پانی کی تہ میں جا چھپی۔ ضرب شدید لگی تھی اور مچھلی اسے دیر تک یاد کرتی رہے گی۔ خوش قسمتی سے وحشی کی پیٹھ ہماری طرف تھی۔ ورنہ اگر وہ دیکھ لیتا کہ ہم نے اُن کی دیوی کو بوٹ کی ٹھوکر ماری۔ تو سمجھو۔ بڑی ہی آفت آتی۔ تمام وحشی ہمیں چمٹ جاتے۔ اور اُن سے جان بچانا محال ہو جاتا۔ جس وقت ہم واپس جارہے تھے تو مینے ربل سے اسی دیوی کی بابت چند باتیں دریافت کیں ٭

میں "ربل۔ مائیں اپنے بچوں کو کس طرح اس مچھلی کے آگے ڈال دیتی ہیں ٭"

ربل "ڈال دیتی ہیں ، مائیں اپنے بچے اس مچھلی کے سامنے پھینک دیتی ہیں۔ ان وحشیوں سے مکروہ سے مکروہ اور نہایت ہی شیطانی کام کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔ ان جزیروں میں ایک مجلس ہے۔

جو ہر قسم کی بے رحمیوں کی مرتکب ہو جاتی ہے۔ اُن کا کوئی مقررہ قانون نہیں ہے۔ اُن کا دستور یہ ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ مائیں رضامند ہو جاتی ہیں۔ سنگدل باپ بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ وہ بچوں کے پیٹ میں بانس کی نوک دار پھپٹیاں چبھو کر اُن کو مار دیتے ہیں۔ کبھی انگوٹھے سے گلا دبا دیتے ہیں۔ کبھی زندہ ہی گڑھے میں وبا دئے جاتے ہیں اور کبھی پاؤں کے نیچے دبا کر مار ڈالتے ہیں "

جس وقت بل وحشیوں کے نہایت مکروہ اور وحشیانہ دستوروں کا ذکر کر رہا تھا۔ تو میرا دل بیٹھتا جاتا تھا۔ ہم صندل کے جھنڈ کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں ہمارے ہمراہی درخت کاٹنے میں مصروف تھے۔

بل:۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جہاں پادری لوگ جا پہنچتے ہیں۔ اس قسم کی خلاف انسانیت رسوم بالکل مفقود ہو جاتی ہیں۔ ان وحشیوں کی فطرت میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ زبور اور ستائشی گیت گاتے ہیں۔ جیسا کہ میتھوڈسٹ فرقے کے عیسائی کرتے ہیں "

میں:۔ خداوند پادریوں کو برکت دے۔ اور اُن کا بھلا کرے۔ اُن کی کوششوں پر خاص برکت نازل کرے۔ تاکہ وہ تمام ان جزیروں پر قبضہ کر کے اُن کو انسان بنائیں "

بل:۔ رالف۔ میں تمہاری اس دعا پر آمین کہتا ہوں۔ اگر یہ ممکن ہو۔ کہ جو آدمی اپنے ہی واسطے برکت نہ مانگ سکے وہ دوسروں کے لئے کیا مانگ سکتا ہے۔ لیکن رالف جو میں نے یہاں دیکھا ہے۔ اُس کا ایک نصف حصہ بھی میں نے تم سے نہیں کہا۔ اگر تم میرے ساتھ رہو۔ تو میں تم کو کچھ اور بھی بتاؤں گا۔ اگر کسی خاص وجہ سے تبدیلی واقع نہ ہوئی

ہو۔ تو تم تھوڑے ہی عرصے میں اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گے ✦

پچیسواں باب

ایک قدیم دوست کی ملاقات

دوسرے دن ہمارے آدمی پھر جنگل میں صندل کے درخت کاٹنے گئے۔ اور میں اُن کے ہمراہ گیا جب دوپہر ہوئی۔ اور کھانے کا وقت آیا۔ تو میں تن تنہا جنگل کی طرف سیر کرنے چلا گیا۔ کیونکہ طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ تھی۔ میں کچھ دور نہ گیا تھا۔ کہ سمندر کا کنارہ آگیا۔ وحشیوں کے گاؤں اور دوسری طرف کے سمندر کے درمیان ایک تنگ قطعہ خشکی حائل تھا۔ میں اُس سے گزر کر آگے گیا۔ وہاں وحشیوں کا ایک ہجوم دیکھا۔ جو جنگی کشتی کے تیار کرنے میں مصروف تھا۔ کشتی تقریباً بنکر مکمل ہو چکی تھی۔ میں وہاں دیر تک کھڑا دیکھتا رہا۔ میںنے دیکھا کہ وحشی اُسی طریقے سے کشتی بنا رہے ہیں۔ جس سے جیک نے مونگے کے جزیرہ پر بنائی تھی۔ لیکن اس کشتی کا طول دیکھ کر میں بہت حیران ہو گیا۔ کیونکہ وہ تقریباً سو فٹ لمبی تھی۔ اور اتنی وسیع تھی کہ اس میں تین سو آدمی بآسانی بیٹھ سکتے۔ میںنے دیکھا کہ چند لڑکے کنارے پر کھیل رہے ہیں۔ میں نے اُن کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جس وقت میں اُن وحشیوں سے ذرا فاصلہ پر گیا۔ تو مجھے اُس ہولناک حادثہ کا مطلق خیال نہ تھا۔ جو اس جنگی کشتی کی تکمیل پہ واقع

ہونے والا تھا۔

میں بچّوں کی طرف گیا جو اس وقت کھیل میں مصروف تھے۔ اور اتنے بہت سے تھے۔ کہ میں نے خیال کیا۔ کہ شائد سارے گاؤں کے بچے یہاں جمع ہو کر کھیلتے ہونگے۔ میں ایک کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھ کر اُن کے کھیل دیکھنے لگا۔ تمام بچے بڑے بشاش اور خوش نظر آتے تھے۔ اُن کی کل تعداد دو سو کے قریب ہو گی۔ لڑکے اور لڑکیاں سب ایک ساتھ کھیل رہے تھے۔ اُن کے بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ البتہ کمر میں چمڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لپیٹ رکھے تھے۔ وہ سب ایک ہی کھیل میں مصروف نہ تھے۔ بلکہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر مختلف کھیل کھیل رہے تھے۔ ایک گروہ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ دوسرا گروہ بانس پر چلنے کی کوشش کر رہا تھا جو زمین سے کوئی تین فٹ اونچا ہوگا۔ اس میں وہ بڑے مشّاق معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ مشکل سے اُن میں سے کوئی بچہ زمین پر گرتا تھا۔ ان کے پاس ہی لڑکیوں کی ایک جماعت کھیل رہی تھی۔ میں یہی تماشا دیکھنے کے لئے اُن کے پاس جا کھڑا ہُوا۔ معلوم ہُوا کہ وہ آنکھ کے اوپر نیچے کے پپوٹوں کو اُٹھا رہے ہیں جس سے آنکھ کا حلقہ بہت بڑا معلوم ہوتا ہے اور پھر تنکا اُٹھا کر دونوں پپوٹوں کے درمیان اٹکا دیتی ہیں۔ تاکہ آنکھ کھلی رہے۔ مجھے تو یہ کھیل ایک احمقانہ اور خطرناک معلوم ہوتا تھا۔ مگر بچے اس سے بہت خوش معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ پپوٹے پھیلنے اور ڈھیلا ننگا ہو جانے سے چہرہ بڑا خوفناک اور کروہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک اور گروہ تیتنگ بازی میں مشغول تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ان وحشیوں کے کئی کھیل ہمارے ہی کھیلوں جیسے ہیں۔ گو انھوں نے ہم کو ایسے کھیل کھیلتے کبھی نہیں دیکھا۔ پتنگ شکل اور قطع میں ہمارے وہاں کے

تمنگوں سے بالکل مختلف تھے۔ وہ بہت ہی پتلے کپڑے کے بنے ہوئے تھے اور ناریل کے ریشے کی ڈور سے اُڑاتے تھے۔ اور ہوا میں بہت ہی بلندی تک لے جاتے تھے۔ بعض کھیل بہت ہی وحشیانہ نوع کے تھے۔ جس سے میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر پادری لوگ یہاں آکر ان کو سدھار کر انسان بنائیں۔ تو بہت ہی اچھا ہو۔ لیکن سب سے بڑھ کر جس کھیل میں لڑکے لڑکیاں دلچسپی لیتی تھیں۔ وہ سمندر میں تیرنا اور غوطہ لگانا تھا۔ اور اس میں وہ بہت ہوشیار معلوم ہوتے تھے۔ ایک چبوترہ سے جو گہرے پانی کے قریب ہی بنایا گیا تھا۔ لڑکے پانی میں کود جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے کا پانی کے اندر ہی اندر تعاقب کرتے تھے۔ بعض غوطہ مار کر پانی کی غیر معمولی گہرائی تک پہنچ جاتے تھے۔ بعض سطح ہی پر تیرتے رہتے۔ یا غوطہ مار کر یکایک ایک دوسرے کی ٹانگ یا بازو پکڑ کر کھینچتے تھے۔ وہ اس کھیل کے بہت ہی شائق معلوم ہوتے تھے۔ اور ان کا جی کبھی بھرتا ہی نہ تھا۔ چونکہ بحر جنوبی کے جزیروں میں گرمی ہوتی ہے اسلئے وہ تمام دن پانی میں کھیلتے رہتے۔ اور سردی محسوس نہ کرتے تھے۔ بعض بچے بہت ہی چھوٹی عمر کے تھے۔ ابھی وہ اچھی طرح چل بھی نہ سکتے تھے۔ کہ لڑھکتے ہوئے پانی میں جا گرتے تھے۔ اور بطخوں کے بچوں کی طرح بے دھڑک پانی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے تیرتے پھرتے تھے۔ ایک دوسرا کھیل لہروں میں تیرنا تھا۔ اس میں دس دس برس کے بچوں سے لے کر ساٹھ ساٹھ برس کے سفید ریش بوڑھے شریک تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سردار روبیٹا نے یہ کھیل اپنے مہمان کی آمد کی وجہ سے کرایا تھا۔ کیونکہ اول الذکر نے ہمارے کپتان سے کہا۔ کہ وہ سب کے سب سمندر میں تیرنے چلے ہیں۔ آپ بھی تشریف

لاکر ملاحظہ کریں۔

جب ہم دونو اس ساحل کی طرف جا رہے تھے جہاں کئی ہزار دیسی باشندے تیرنے کے واسطے جمع ہو رہے تھے۔ تو میں نے بل سے دریافت کیا، یہ کس قسم کا کھیل ہے۔ اس نے جواب دیا یہ لوگ اس کھیل کے بہت ہی شائق معلوم ہوتے ہیں۔ دالف۔ جس وقت ان کے بچے لڑھکنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تو اسی وقت سے سمندر میں جا کر تیرنے کی مشق شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ بچپن ہی سے تیرنے کے ایسے عادی ہو جاتے ہیں۔ جیسے اور لوگ خشکی پر چلنے پھرنے کے یہ لوگ سمندر میں میلوں تک تیر سکتے ہیں۔ اور کئی سو فٹ گہرے پانی میں غوطہ لگا سکتے ہیں۔ ہر ایک آدمی اور لڑکے کے پاس لکڑی کا ایک تختہ ہوتا ہے۔ جس کے سہارے وہ دیر تک اور کئی میل تک سمندر میں تیر سکتا ہے۔ اور پھر لہروں پر شیطان کی طرح چیختا ہوا واپس بھی لوٹ آتا ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ مونگے کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش نہیں ہو جاتے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرے تو ضرور مر جائے۔ مگر یہ لوگ اسے ایک بہت ہی معمولی بات سمجھتے ہیں۔"

ابھی یہ فقرہ ختم نہیں ہوا تھا کہ وحشیوں نے ایک چیخ ماری۔ اور سمندر میں جا کودے اور لہر کے ساتھ بہتے ہوئے دور نکل گئے۔ جس مقام پر ہم کھڑے تھے۔ وہاں مونگے کی چٹان ساحل سے آ کر مل گئی تھی۔ وہاں لہریں زور سے آ کر ٹکراتی تھیں اور رعد کی مانند گرجتی تھیں۔ کچھ دیر تک تیراک سمندر میں تیرتے رہے۔ لیکن جس وقت ایک بڑی لہر اٹھی تو اس کے اوپر تیرتے ہوئے کنارے پر آ گئے۔ جس پر جوش اور خوشی میں آ کر سب کے سب زور زور سے چیخیں مارنے لگے۔ جس وقت

تیراک لہر کے اوپر تیرتے ہوئے کنارے کی طرف آتے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا ابوس کے گندے نکلتے ہوئے آرہے ہیں۔ بعض تو کنارے پر پہنچکر پیچھے ہٹ گئے۔ بعض تختے ہاتھ میں سے گر تیرتے ہوئے پھر پیچھے لوٹ گئے۔ اور بعض جو بالکل نڈر تھے لہر کے ساتھ بہتے ہوئے بھر گئے۔ اور جھاگ میں لپٹے ہوئے کنارے پر آرہے۔ ایک آدمی بڑی بہادری سے تیرتا ہوا اس مقام پر آ لگا۔ جہاں ہم کھڑے تھے۔ اور زور سے چھلانگ مار کر خشکی پر آ پڑا۔ جب باہر نکلا تو معلوم ہوا کہ وہ رومیٹا کا دوست ہے جو کسی دوسرے جزیرے سے آیا ہے۔ اور لوگ اس کی خاطر و مدارات کر رہے ہیں۔ پانی میں اس کے جسم کا رنگ اتر گیا تھا۔ جس وقت وہ میرے قریب پہنچ گیا۔ تو میں اسے پہچان کر بہت حیران ہوا۔ کیونکہ وہ ہمارا پرانا دوست ٹی ری و تھا۔ ٹی ری و نے مجھے پہچان لیا۔ اور فوراً آگے بڑھ کر میری گردن پکڑی۔ اور سلام کرنے کے لئے اپنی ناک میری ناک سے رگڑ دی۔ اس سے اس کا کچھ رنگ میری ناک سے چمٹ گیا۔ لیکن جب اسے یاد آیا۔ کہ سفید آدمیوں کی سلامی کا طریقہ مصافحہ ہے۔ تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

بل "آہا! رالف یہ آدمی تمہارا پرانا آشنا ہے۔ یا ابھی ابھی تمہارا شیدا ہو گیا ہے۔"

نہیں" "ہاں بل۔ یہ آدمی پرانا واقف ہے۔" اس کے بعد میں نے اسے بتایا کہ کس طرح چند ہفتے ہوئے ہم نے اسے اور اس کے آدمیوں کو بچایا تھا۔

اب ٹی ری و نے تختہ پھینک دیا۔ اور بل سے بڑی سرگرمی سے باتیں کرنے لگا۔ وہ بار بار میری طرف دیکھتا اور اشارہ کرتا جاتا تھا۔ جس سے میں

"نے نتیجہ نکالا۔ کہ وہ اس لڑائی کا ذکر کر رہا ہے۔ جو اسے چند ماہ قبل مونگے کے جزیرے پر پیش آئی تھی۔ اور جسمیں ہمنے بڑا حصہ لیا تھا۔ جب وہ ذرا چپ ہوا۔ تو میں نے بل سے کہا کہ ذرا اس سے ایک عورت اویشیا کی بابت تو پوچھو۔ کہ وہ کہاں ہے۔ کیونکہ مجھے امید ہے۔ کہ وہ ضرور اس کے ساتھ آئی ہوگی۔ اور یہ بھی پوچھو کہ وہ کون ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ وہ کسی اور نسل کی ہے۔ عورت کا نام سنتے ہی سردار کے تیور بدل گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ خفگی کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔

بل اس سے بات چیت کرنے کے بعد مجھے کہنے لگا۔ رالف تم سچ کہتے ہو۔ وہ فیجی والوں میں سے نہیں ہے بلکہ ساموآ کی نسل سے ہے۔ سردار صاف نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کس طرح اس جزیرے پر آئی تھی۔ مگر یہ کہتا ہے۔ کہ تین برس ہوئے۔ ایک لڑائی میں ہاتھ لگی تھی۔ اور اس وقت سے اسنے اسکو اپنی بیٹی کی طرح رکھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی۔ ورنہ وحشی اسے بھون کر کھا جاتے۔"

میں "مگر ٹیپادو ناک بھوں کیوں چڑھاتا اور خفگی سے جواب دیتا ہے؟"

بل "وہ لڑکی بہت ضدی ہے۔ اور جس آدمی سے ٹیپادو اسے بیاہنا چاہتا ہے۔ اس کو وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی جزیرے کا سردار ٹیپادو سے ملنے آیا تھا۔ اور اویشیا کو دیکھ کر شیدا ہوگیا۔ مگر لڑکی اس سے شادی کرنے سے انکار کرتی ہے۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے نوجوان سردار پر شیدا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ ٹیپادو کا دوست سردار کسی مہم پر جارہا تھا۔ اس لئے وہ اس لڑکی کو چھوڑ گیا تھا۔ کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرلے اور وہ چھ ماہ کے بعد اس سے شادی کرے گا۔ یہ بقول ٹیپادو ایک ہفتہ کا واقعہ

ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ اُس سے شادی کرنے پر رضامند نہ ہو گی۔
تو وہ اُسے ”دُبلے سُور“ کے طور پر اُس کے حوالہ کر دیگا۔“
میں ”بطور دُبلے سُور“ کے؟ اسکے کیا معنے؟“
بِل ”تم جانتے ہو۔ یہ وحشی مردوں اور عورتوں کو ویسے ہی مزہ سے کھا جاتے ہیں۔ جیسے سُوروں کو۔ اور کباب شدہ سُور اور آدمی ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے ٹمیاوا کا یہ مطلب ہے۔ کہ اوبیناً زبردستی اُس سردار کے حوالہ کی جائے گی۔ جو اُسے بھون کر کھا جائے گا۔“
میں ”یہ کیا اب وہ اس جزیرے پر ہے؟“
بِل ”نہیں۔ وہ ٹمیاوا کے جزیرے پر رہتی ہے۔“
میں ”اور اُس کا جزیرہ کہاں ہے؟“
بِل ”یہاں سے پچاس ساٹھ میل جنوب کی طرف! لیکن میں—“
اتنے میں ”شارک! شارک!!“ کا شور بلند ہوا۔ اور ایک چیخ سُنائی دی۔ وحشیوں نے شور وغل بلند کیا۔ ہم بھی فوراً لپک کر وہاں جا پہنچے۔ دیکھا۔ کہ ایک تیراک کو شارک نے پکڑ لیا ہے۔ اور وہ چیختا چلّاتا۔ اور ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ ایک لمحہ بھر میں وہ لہروں کے اندر دب گیا۔ فوراً ایک کشتی پانی میں ڈالی گئی۔ جب اُس بدنصیب آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گیا۔ تو شارک کٹ کے جبڑے سے صرف اوپر کا حصہ نکالا گیا۔ باقی سارے کو ہڑپ کر گئی تھی۔ اب بھی وہ کشتی کے ساتھ ساتھ برابر چلی آئی۔ حتےٰ کہ وہ تھوڑے پانی پر آ پہنچی۔ جب لہر کنارے سے ٹکراتی۔ تو پانی سرخ نظر آتا تھا۔
دنیا کے بہت سے ملکوں میں جب اس قسم کا حادثہ واقع ہوتا ہے۔ تو دیکھنے والوں پر اُس کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ مگر ان وحشیوں پر اُس کا اثر صرف یہ ہوا۔ کہ وہ جلدی جلدی پانی سے باہر نکل آئے

مبادا کسی اور تیراک کا بھی یہی حشر ہو۔ لیکن وہ انسانی زندگی کی طرف سے بالکل ایسے بے پرواہ تھے۔ کہ انہوں نے اپنے تفریحی کھیل تماشے بالکل بند نہ کئے۔ تیراکی تو اسی وقت یکایک بند ہو گئی۔ مگر وہ دوسرے کھیلوں میں مصروف ہو گئے۔ بل نے مجھے بتایا۔ کہ شارک مچھلیاں اکثر لہروں پر تیرنے والوں پر حملہ نہیں کرتیں۔ کیونکہ وہ بہت سے آدمیوں لڑکوں کے شور و غل سے ڈر جاتی ہیں۔ لیکن یہ حادثہ جو تم نے دیکھا ہے۔ وحشی اس سے مطلق نہیں ڈرتے۔ وہ کل یا پرسوں پھر اسی جگہ آ کر تیرنا شروع کر دینگے۔ گویا کہ فیجی اور نووا نوسیلا کے درمیان کوئی شارک ہی نہیں ہے "

اس کے بعد وحشیوں نے کشتی اور ڈنڈے بازی کا کھیل شروع کر دیا۔ چونکہ وہ بڑے بڑے قوی ہیکل اور گرانڈیل جوان تھے۔ انہوں نے ڈنڈے بازی میں ایک دوسرے کو خاصی ضربیں لگائیں۔ اس میں عامی نہیں بلکہ پجاری اور سردار بھی شریک ہوئے۔ بازی کا خاتمہ بہت جلدی ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ایک دوسرے کے بھرپور ضربیں لگاتے تھے۔ بعض دفعہ لڑنے والا ایک ہی صدمے سے زمین پر جا گرتا تھا۔ ایک قد آور جوان نے اپنے حریف کو سر پر ایسی سخت ضرب لگائی۔ کہ بھیجا اتر گیا۔ اسپر تماشائی بہت خوش ہوئے اور جیتنے والے کو شاباش دینے لگے ٭

مجھے یہ کھیل بہت وحشیانہ تو معلوم ہوتے تھے۔ مگر میں ان کو دیکھنے سے باز بھی نہ رہ سکتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سرداروں کے جسموں پر خوبصورت تصاویر طرح طرح کے درختوں کی صورتیں نقش کی ہوئی ہیں۔ انہیں سے بعض مجھے بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ ایک آدمی کی ٹانگ پر کھجور کا پیڑ بنا تھا۔ جس کی جڑیں اس کی ایڑی کے قریب تک بنائی

گئی تھیں۔ تنا ٹخنے کی ہڈی کے قریب تھا۔ اور پنڈلی پر شاخیں اور پتے تھے۔ سرداروں کے چہروں اور سینوں پر ہر ایک قسم کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ عورتوں کے اجسام پر اس قدر بیل بوٹے اور مختلف شکلیں نقش نہیں کی گئی تھیں۔ جس قدر مردوں کے بدنوں پر تھیں۔ اُن کے صرف پاؤں اور بازو منقش تھے۔ تاہم میرے نزدیک اگرچہ یہ بات معیوب تو ضرور تھی۔ مگر اس سے ایک فائدہ ضرور تھا کہ اُنکے بدن کی عریانی چھپ جاتی تھی۔ دوسرے دن جب ہم لکڑیاں لے کر واپس آرہے تھے۔ تو ہمنے رومیٹا کو اپنے گھر کے قریب دیوانہ وار بھاگتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر بل نے کہا۔" رومیٹا آج اپنے آپے میں نہیں ہے۔ اس نے شراب پی رکھی ہے۔ اور پاگل ہو کر ادھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے اور وحشی لوگ ایک قسم کی شراب بناتے ہیں۔ رومیٹا اسے پی کر گدھا بن جاتا ہے۔ لیکن جب برانڈی پی لیتا ہے۔ تو تند خو شیر معلوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کپتان نے اسے ایک بوتل برانڈی کی دے دی ہے۔ اور اب اُسے پی کر مستیاں کر رہا ہے۔ مگر اسکا معمول یہ ہے۔ کہ شراب پی کر سو جاتا ہے۔ اور اُسے کوئی آدمی نہیں جگاتا۔ بچے بھی وہاں سے دور بھیجدیئے جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ بیدار ہوتا ہے تو باہر نکل بھاگتا ہے۔ جیسا کہ اب تم دیکھ رہے ہو۔ جو آدمی اُسے ملتا ہے۔ اُسے یا تو لٹھ سے پیٹتا یا بھالے سے چھید ڈالتا ہے"۔

مگر اس وقت اُس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہ تھا۔ مگر نہتا غصہ میں کھڑا ادھر اُدھر پھرتا تھا۔ یکایک سردار کی نظر ایک آدمی پر جا پڑی۔ جو کسی درخت کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رومیٹا دیوانہ وار اُدھر گیا۔ اور اُسکے سر پر زور کا مکا مارا۔ اور بیچارے

کی اس طرح نکل کر باہر جا پڑی اور سردار کی انگلی ٹوٹ گئی۔ اس بدنصیب آدمی نے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ بلکہ اپنی زندگی کی خیر مناتا چلا گیا۔ اگر کہیں سردار کے ہاتھ میں لٹھ ہوتا تو اس کی خیر نہ تھی۔

میں نے کہا ان لوگوں کے درمیان کسی قسم کا قانون نہیں ہے۔ جس سے اس قسم کی بے رحمیاں موقوف ہو جائیں"

نل نے یہاں کوئی قانون نہیں ہے۔ جو کچھ سردار کہتا وہی قانون ہے۔ وہ اگر چاہے۔ تو دس بارہ آدمیوں کو مار کر کھا جائے۔ اور کوئی آدمی پرساں نہ ہوگا"

مذکورۂ بالا حادثہ ہمارے سامنے واقع ہوا۔ ہمارے آدمی لکڑیاں لے کر سمندر کے کنارے کی طرف جا رہے تھے۔ مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ میرے دل میں آیا کہ یہ تو بہت ہی بری بات ہے۔ کہ آدمی ایسے سنگدل اور نابکار بن جاتے ہیں۔ کہ خونریزی اور بے رحمی ان کے نزدیک ادنیٰ سی بات سمجھی جاتی ہے۔ اب میرے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ ایسے منظر دیکھتے دیکھتے میں بھی بے رحم اور سفاک بن جاؤں گا۔

رات کے وقت جب میں تختۂ جہاز پر پہرہ دے رہا تھا۔ تو میرے دل میں پھر اس واقعہ کا خیال آیا۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ چند ہی ہفتے میں ایسی خلاف انسانیت کارروائیاں دیکھتے دیکھتے میں بھی ان باتوں سے قدرے بے پرواہ سا ہو گیا ہوں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ یہ وحشی جو بچپن سے اس قسم کی باتیں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان باتوں کی بالکل کچھ پرواہ نہیں کرتے اور انسانی زندگی کو بہت ہی حقیر اور گھاس کے تنکے کے برابر سمجھتے ہیں۔

چھبیسواں باب
جنگ اور رہائی

دوسرے دن صبح کے وقت جب میں بیدار ہوا۔ تو طبیعت بہت پریشان اور دل مضطرب تھا۔ جس قدر زیادہ میں اپنی حالت پر غور کرتا تھا۔ اسی قدر زیادہ میں اپنے کو بدنصیب اور ناشاد سمجھتا تھا +

میرے چاروں طرف نہایت ہی بُرے آدمی تھے۔ وہ خونریزی کو ایک قسم کی تفریح سمجھتے تھے۔ ساحل پر ایسے وحشی آباد تھے۔ جنکے دستوروں کی یاد مجھے بے قرار کئے دیتی تھی۔ جہاز پر نہایت سنگدل سیاہ باطن اور شیطان سیرت قزاق تھے۔ گو وہ مردم خور نہ تھے۔ مگر وہ انسان کو مار ڈالنا ایک بہت ہی معمولی بات سمجھتے تھے۔ وہ وحشیوں سے بھی بدتر تھے۔ کیونکہ وہ ایک مہذب قوم کے افراد میں سے تھے۔ بل بھی جس سے میں وقتاً فوقتاً گفتگو کیا کرتا تھا۔ بدخو اور تندمزاج آدمی تھا۔ اسی لئے اُس کا نام بلڈی یعنی خونی پڑ گیا تھا۔ میں جس قدر اِن باتوں پر غور کرتا تھا۔ اسی قدر زیادہ دل بے چین ہوتا تھا۔ جب یہ خیال دل میں آتا۔ کہ میں کچھ مدت تک اس قید سے آزاد نہیں ہو سکونگا۔ تو میرا دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگتا۔ اب نہایت اضطراب اور بے قراری کی حالت میں میں نے خداوند رحیم سے دعا کی "اے خداوند تو مجھے اپنے فضل سے رہائی بخش" اس سے میرے دل کو کچھ تسلی ہو گئی +

جب کپتان صحن میں باہر نکلا۔ تو مینے اُس سے درخواست کی

کہ مجھے آپ آج معاف فرمائیے۔ میری طبیعت علیل ہے۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا۔ اور ایک کرخت لہجے سے بولا۔ "فی الفور تیار ہو کر ان آدمیوں کے ساتھ صندل لینے جاؤ"

حقیقت یہ ہے۔ کہ کپتان چند روز سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو رہا تھا۔ کیونکہ رومیلا سے کسی بات پر اس کا تنازع ہو گیا تھا۔ اور سخت سست کہنے اور سخت کلامی کی نوبت پہنچی تھی۔ سردار نے کپتان کو یہ دھمکی دی تھی۔ کہ اگر تم چین چھوڑ کر نہ گئے۔ تو میں اپنی جنگی کشتیوں کا بیڑہ اور ایک ہزار آدمی بھیجدونگا۔ وہ تمہارے اسکونر (جہاز) کو جلا دینگے۔ مگر یہ سنکر کپتان مسکرایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری انگلی اٹھانے کی دیر ہے۔ پانچ منٹ میں تمہارا گاؤں تہ زمین کر دیا جاوے گا۔ اگرچہ سردار بڑا دلیر آدمی تھا۔ مگر کپتان کے سامنے کچھ نہ بولا۔ تاہم دل میں رنجش پیدا ہو گئی۔ اور تمام پرانے زخم تازہ ہو گئے۔

مجھے اس روز طوعاً و کرہاً ان مزدوروں کے ساتھ جانا پڑا۔ لیکن جب میں تیار ہو گیا۔ تو کپتان نے مجھے اپنی کوٹھری میں بلایا اور کہنے لگا۔ "دالف۔ ایک کام کرو۔ رومیلا سے ہماری کچھ ان بن ہو گئی ہے۔ وہ کسی طرح نہیں مانیگا۔ لیکن تم یہ وہیل کے دانت لے جاؤ۔ اور اس کے گھر جا کر دے دو۔ اور میرا سلام کہو۔ ایک آدمی کو جو زبان بول سکتا ہے۔ ساتھ لے جاؤ۔"

میں نے اس ہدیہ کی طرف حیرت سے دیکھا۔ یہ وہیل کے چھ سفید دانت تھے۔ جن میں سے دو سرخ رنگ کے تھے۔ مجھے وہ بہت ہی حقیر معلوم ہوئے۔ لیکن میں نے کپتان سے زیادہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں کی۔ میں من کو سمیٹ کر فوراً چل دیا۔ اور اپنے ساتھ نِل کو

لیتا گیا۔ جب میں نے بِل سے اس کا ذکر کیا تو وہ بولا "رالف تمہیں یہ چیزیں ناچیز معلوم ہوتی ہیں۔ مگر وحشی ان کو بیش قیمت سمجھتے ہیں۔ سرخ دانت بُہت ہی قیمتی ہیں۔ اس کی قیمت بیس سفید دانتوں کے برابر ہے۔ اُن کے قیمتی ہونے کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ جس وقت ہم اُس کے مکان پر پہنچے۔ تو اُسے ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اُس کے اِرد گِرد دیسی کپڑے اور دوسری چیزوں کے بورے پڑے تھے۔ جو ادنےٰ سردار اُس کے پاس بطور تحائف کے لایا کرتے تھے۔ پہلے تو وہ ہمارے ساتھ بڑے غرور سے پیش آیا۔ لیکن جب بِل نے ہمارے جانے کی غرض بتائی۔ تو ذرا دھیما ہوگیا جو بِل کے دانت دیکھ کر اُس کا دل بُہت خوش ہُوا۔ مگر شاہانہ بے پروائی کے ساتھ اُن کو الگ رکھوایا۔ اور جب ہم اُٹھ کر چلے تو ہاتھ کے اشارے سے کہنے لگا "اچھا جاؤ۔ اپنے کپتان سے کہو۔ کہ آج تو صندل کاٹ لو۔ مگر کل اجازت نہیں ہوگی۔ اُسے کہہ دینا کہ ضرور کنارے پر آئے۔ کیونکہ میں اُس سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔" ہم وہاں سے نکل کر صندل کے جنگل کی طرف چلے گئے بِل نے اپنا سر ہلایا۔ بدمعاش سردار کے دل میں شرارت سما رہی ہے۔ میں اُسے مدت سے جانتا ہوں۔ مگر یہ کیا آ رہا ہے؟ اسی وقت ہم نے جنگل میں قہقہے اور چیخوں کا شور سُنا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد وحشیوں کی ایک ٹولی نکل آئی۔ جن کے کندھوں پر کچھ لدا ہُوا تھا۔ پہلے تو ایسا معلوم ہُوا۔ کہ وہ بلیاں لا رہے ہیں۔ لیکن نزدیک جاکر دیکھنے سے معلوم ہُوا۔ کہ بلیوں سے آدمی بندھے ہوئے ہیں۔ جس وقت وہ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے دیکھا کہ اُن کے پاس بیس آدمی مقید ہیں۔

رہیں گے۔ یہ سب قتل کئے جائینگے +"

میں۔ "کیا وہ ان کو مار ڈالیں گے؟ میں نہیں سمجھتا۔ کہ ایسا کریں +"

بل ۔ "میں تحقیق نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے۔ لیکن جب وحشی لوگ کسی کو اس طرح باندھ کر لے جاتے ہیں۔ تو عموماً اس کا حشر ہولناک ہوا کرتا ہے"

جب ہم اپنے جھونپڑوں کی طرف جا رہے تھے۔ تو بل بڑی تشویش کے ساتھ مڑ مڑ کر دیکھتا رہا۔ آخرکار وہ ٹھیر گیا۔ اور یکایک لوٹ کر بولا۔ "رالف میں اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آؤ ان کے پیچھے چل کر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے +"

اگرچہ میں خونریزی دیکھنے سے سخت متنفر تھا۔ مگر بل نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اس لئے اس کے ساتھ جانا پڑا۔ ہم جھاڑیوں میں سے جلد ہی نکل گئے۔ اور جس طرف سے وحشیوں کے شور و غوغے کی آواز آ رہی تھی۔ اسی طرف چلے گئے۔ یکایک نہایت گہری خاموشی چھا گئی۔ جو چند منٹ تک رہی۔ اس اثنا میں ہم دونو پاؤں سر پر رکھ کر بھاگے۔ اور خاکنائے سے گزر کر سمندر کے کنارے پر جا پہنچے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ وحشیوں نے بڑی جنگی کشتی کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اور اس کو پانی میں لڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کشتی تھوڑی سی آگے بڑھی۔ کہ ایک نہایت ہی دردناک اور جگرخراش چیخ سنائی دی۔ وحشیوں نے بھی کشتی کو اٹھاتے وقت نہایت سخت شور برپا کر دیا۔ اس کے بعد ہی اور دردانگیز۔ اور دل ہلانے والی چیخیں سنائی دیں۔ ہمیں اس وقت معلوم ہوا۔ کہ یہ سنگ دل وحشی اپنی کشتی اٹھا کر ان آدمیوں کے اوپر رکھنے کی کوشش

کر رہے ہیں۔ یہ شخص انسانی رحم اور دردمندی سے بالکل معرّا تھے۔ سب کے سب مل کر کشتی کو دھکیلتے رہے اور بدنصیب آدمی چیختے رہے۔ حتّے کہ اُن کی آنکھیں چشم خانوں سے نکل کر الگ جا پڑیں۔ اور اُن کے مُنہ سے زندگی کا خون فوّارے کی طرح بہ نکلا۔ اے ناظرین۔ یہ ہولناک منظر میں نے اپنے دماغ سے بنا کر پیش نہیں کیا بلکہ میری آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ یہ ایک ایسا ہی سچا واقعہ ہے۔ جیسا کہ وہ گناہ جس نے انسانی دل کو پتھر بنا دیا۔ اور تمام خصائل حسنہ کو اس میں سے خارج کر کے اس قسم کی بیرحمیاں کرنے کے قابل بنا دیا ؂

جس وقت اُن کا کام تمام ہو چکا۔ تو میں غش کھا کر گھاس پر گرا۔ مگر اتنے میں چل نے مجھے اُٹھا لیا۔ اور بولا "آؤ۔ یہاں سے بھاگ چلیں" میں افتاں و خیزاں اس خوفناک منظر کو پیچھے چھوڑ کر بھاگ نکلا ؂"

باقی وقت اس طرح گزرا۔ کہ گویا میں ایک دل کو ہلا دینے والا خواب دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ کہ لوگوں نے کیا کہا۔ البتہ اتنا یاد ہے۔ کہ اُنہوں نے مجھے کاہلی کا الزام دیا۔ آخر کار جہاز کو واپس چلنے کا وقت ہو گیا۔ اور ہم ساحل کی طرف آئے۔ جس وقت جہاز کے صحن پر پہنچے تو میرے دل کو قدرے تسلی ہوئی۔ مگر شام کے وقت کپتان اور اس کے نائب اوّل کے مابین جو خفیہ گفتگو ہوئی۔ وہ میں نے سُن لی۔ اس سے میرا دل اور بھی مضطرب ہوا۔ وہ دونوں کوٹھری میں بیٹھے۔ اور دبی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن جب ذرا تاریکی چھا گئی۔ تو میں نے اُن کی گفتگو کا لفظ لفظ سُن لیا۔ جو حسب ذیل ہے ؂

نائب "اول - میں یہ تجویز پسند نہیں کرتا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں زیادہ سخت لڑائی کرنی پڑے گی - اور ہاتھ کچھ نہیں لگنے کا۔"

کپتان "کچھ حاصل نہیں ہونے کا - کیا تم صندل کے بوجھ کو کسی مصرف کا نہیں سمجھتے؟"

نائب "بالکل صحیح - صندل بکثرت تختہ جہاز پر آ گیا ہے - اب یہاں سے رفوچکر ہو جہیں - اِن وحشیوں کو قتل کرنے سے کیا فائدہ - جب کہ اس سے ہمیں کچھ ہاتھ نہیں آنے کا۔"

کپتان "نائب - تم ایک اناڑی ملاح کی طرح گفتگو کر رہے ہو - مجھے خوف ہے کہ تم کسی غلطی میں پڑے ہوئے ہو - میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسے نرم دل بن گئے ہو - تمہارا خیال غلط ہے - تمام صندل جہاز میں نہیں بھرا گیا - بلکہ اس کا ایک حصہ ابھی جنگل میں پڑا ہے۔ سردار اس بات کو جانتا ہے - اور وہ مجھے ہرگز اسے نہیں لانے دے گا - اس نے کل بڑی سخت دھمکی دی تھی۔"

نائب "دھمکی دی تھی - سچ مچ؟ تو اس کے عمر کے دن پورے ہو چکے ہیں۔"

کپتان "کیا تم اس پر حملہ کرنے سے گھبراتے ہو؟"

نائب "یہ کس نے کہا کہ میں کیا اس سے ڈرتا ہوں - میں ہر طرح سے تیار ہوں۔"

"تو بتائیے کپتان صاحب - اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

کپتان "میں چاہتا ہوں - کہ پیچھے سے جہاز کو اس کھاڑی میں لے چلیں - جو صندل کے جنگل کے قریب ہے - وہاں ہم توپ کی

دو گی آرڑ میں تمام لکڑی جہاز پر لا سکیں گے۔ میں دو کے سوا
باقی تمام آدمیوں کو لے کر خشکی پر چلا جاؤں گا۔ دو آدمی جہاز کی
حفاظت کرینگے اور ہم کو لے جانے کے واسطے کشتی تیار رکھیں گے۔
ہم جنگل میں سے آہستہ آہستہ بستی کے قریب جا پہنچیں گے۔
وحشی لوگ وہاں انسانی گوشت کھا کر خرمستیاں کرنے اور ناچنے
میں مشغول ہونگے۔ اگر ہمارے ملاحوں کی بندوقیں بھری ہوں۔
تو ایک باڑھ سے چالیس پچاس آدمی گرالیں گے۔ باقیماندہ لوگ
بدحواس اور دہشت زدہ ہو کر جنگلوں میں جا چھپیں گے۔ اُسوقت
ہم صندل کا تمام ڈھیر اُٹھا کر جہاز میں بھر لیں گے۔ اور لنگر
اُٹھا کر یہاں سے بھاگ کھڑے ہونگے۔"

نائب نے اِس رائے سے اتفاق کیا۔ جس وقت نائب کپتان کے
کمرے سے نکلنے لگا۔ تو مینے آخرالذکر کو یہ کہتے سنا۔" ان لوگوں کو
آج شراب کا ایک ایک پیالہ زیادہ دے دینا۔ اور مجھے ا مست
بھجوا دینا۔"

ناظرین۔ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ یہ قاتلانہ سازش سنکر میرے دل
پر کیسی آبنی تھی۔ مینے فوراً تل سے یہ تمام باتیں کہدیں۔ جو بولا۔
ورالف۔ میں تم کو بتا دیتا ہوں کہ میرا کیا ارادہ ہے۔ میں اندھیرے
میں چھپ چھپ کر اور سمندر میں تیر کر کنارے پر جاؤنگا۔ اور جہاں
ہم اُترنے والے ہیں وہاں ایک درخت سے ایک بندوق باندھ
دونگا۔ اور ایک لمبی رسی بندوق کے گھوڑے سے باندھ دی جائے گی۔
تا کہ جب ہمارے ہمراہی ادھر سے گذریں۔ تو کانی دبا کر اُسے چلادیں
اور اِس طرح گاؤں والوں کو شبخون سے خبردار کر دیں۔ مگر یہ
بندوق ایسے وقت چلنی چاہئے۔ کہ وہ لوگ ہم کو کشتی پر سوار ہونے

سے نہ روک سکیں۔ سو کپتان صاحب زندگی میں کم سے کم ایک دفعہ یہ حُوئی بل اس طور سے تمہارے منصوبوں کو برباد کر دے گا۔"

جب تاریکی چھا گئی۔ تو بل چپکے سے بندوق لے کر جہاز کے پہلو سے اُتر گیا۔ اور ایک ہاتھ سے تیرتا ہُوا اور دوسرے ہاتھ سے بندوق تھامے ہوئے کنارے پر جا اُترا۔ وہ جنگل میں گھس گیا۔ اور جس طرح مجھے بتایا تھا۔ بندوق کو رکھ کر چلا آیا۔ اور چپکے سے پھر جہاز پر آ چڑھا۔ اُس کی اس کارروائی کو میرے سوا اور کسی نے نہ دیکھا۔

جب آدھی رات ہوئی تو آدمی صحن جہاز میں جمع ہوئے۔ تار جس سے جہاز بندھا تھا۔ کاٹ دیا گیا اور ایسے چپّو نکالے گئے۔ جن کے لگانے سے شور نہ ہوتا تھا۔ یہ چپّو بہت وزن دار تھے۔ جسے بشکل دو آدمی مل کر چلا سکتے تھے۔ چند ہی منٹ میں ہم کھاڑی پر جو ایک چھوٹے دریا کا دہانہ تھا جا پہنچے مگر ہمکے اوپر کی طرف جانے میں آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ کیونکہ پانی کا رو ہمارے مخالف تھا۔ اور درختوں کی وجہ سے جو دو طرف اُگ کر دریا کے پاٹ کو تنگ کئے دیتے تھے۔ چپّو لگانے میں دقت واقع ہوتی تھی۔ جب ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔ تو لنگر آہستہ سے گرا دیا گیا۔ اس وقت ہر طرف ایسی تاریکی چھا رہی تھی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔"

کپتان نے مرڈ کو اب جلدی مت کرنا۔ اور نشانہ استقلال سے لگانا اور ایسا کہ خطا نہ کرے۔ تمام آدمی کیل کانٹے سے مسلح اور تیار تھے۔ کپتان نے کشتی کی طرف اشارہ کیا۔ اور تمام آدمی چپ چاپ کشتی میں بیٹھ گئے۔ اس میں چپّو لگانے کی گنجائش بھی نہ رہی۔ مگر ان کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ جہاز کے آسرے سے

کشتی کو اس زور سے دھکا دیا گیا۔ کہ وہ خود بخود کنارے پر جا پہنچی ۔ جب سب نکل کر خشکی پر کھڑے ہو گئے۔ تو نائب بولا۔ دو آدمی کشتی میں چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں رہے۔ ہمیں سب ہاتھوں کی ضرورت ہو گی۔ صرف ڈالف کو چھوڑ چلو ۔"

کپتان نے بھی اس بات کو پسند کیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ "تم کشتی کا لنگ لئے تیار کھڑے رہو۔ جب ہم آئیں۔ تو اسے کنارے پر لے آنا۔ اگر کوئی وحشی آئے۔ تو کشتی کو پیچھے دھکیل دینا۔" کپتان نے اپنی کاربین (ایک قسم کی بندوق) بغل کے نیچے دبالی۔ اور جھاڑیوں میں سے نکل گیا۔ باقی آدمی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ میں بڑے اضطراب کے ساتھ بل کے منصوبہ کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگا۔ مجھے وہ جگہ معلوم تھی۔ جہاں بل نے بندوق رکھی تھی اور میں ٹکٹکی باندھ کر اس طرف دیکھتا رہا۔ لیکن کوئی آواز پیدا نہ ہوئی۔ اب میرے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ کہ شاید کپتان اپنے آدمی دوسری طرف سے لے گیا۔ یا بل نے بندوق کے گھوڑے کو بخوبی نہیں چڑھایا۔ اتنے میں ایک مدھم سی آواز آئی۔ اور جھاڑیوں میں کرم شب تاب کی مانند کچھ چیز چمکی۔ یہ دیکھ کر میرا پتہ پانی پانی ہو گیا۔ میں سمجھا کہ گھوڑا دب کر گر پڑا۔ مگر بارود میں آگ نہیں پڑی۔ اس لئے بل کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ یہ خیال کر کے میرا دل خوف و دہشت سے بھر گیا۔ میں کشتی میں تن تنہا کھڑا تھا۔ چاروں طرف تاریکی چھا رہی تھی۔ رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔ لرزتے ہوئے دل کے ساتھ میں اپنے کپتان کی مانند نہ مہم کے انجام کا منتظر رہا۔ جس وقت میں پانی کی رو کی طرف جو سانپ کی طرح میرے پیچھے گزر رہا تھا۔ دیکھتا تھا۔ تو نہایت ہراساں ہو جاتا۔ پھر میں نے اُسکونر کی طرف دیکھا۔ تو اسکے

بادبان اور مستول درختوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔ مگر اسکی کوٹھی بخوبی نظر آ رہی تھی۔ تاریکی بہت ہی گہری تھی اِسلئے اورکوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی +

یکایک مینے بندوق کے چلنے کی آواز سنی اور اس کے ساتھ ہی سینکڑوں آوازیں بلند ہوئیں - پھر عام شور و غوغا مچ گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا منتشر گروہ اِدھر اُدھر جنگلوں میں بھاگتے پھرتے ہیں۔ پھر میرے کان میں ایک زور کی آواز آئی۔ جو قریب ہی سے آتی معلوم ہوتی تھی۔ یہ آواز کپتان کی تھی۔ جو بندوق چلانے والے ملّاح کو لعنت ملامت کر رہا تھا۔ پھر آواز آئی "آگے بڑھو" باڑھ کے ساتھ ہی ہمارے جہازیوں نے نعرہ مارا۔ جلدی جلدی بندوقوں کے چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر ایک باڑھ کا شور بلند ہوا۔ جس سے جنگل گونج اٹھا۔ اسی وقت دردناک چیخیں سنائی دیں۔ مگر ہمارے جہازیوں نے پھر نعرہ مارا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو سمندر کی طرف ہانک رہے ہیں +

جب میں کان لگا کر ان نعروں اور چیخوں کو سن رہا تھا۔ تو قریب ہی پتوں کی سرسراہٹ نے مجھے ڈرا دیا۔ پہلے سمجھا۔ کہ یہ وحشیوں کا گروہ ہے۔ جس نے ہمارا اسکوش دیکھ لیا ہے۔ لیکن فوراً مجھے اِس خیال کی ترمیم کرنی پڑی۔ یہ کئی سو وحشیوں کا جتھا تھا۔ جو میدانِ کارزار کی طرف سرپٹ بھاگے چلے جا رہے تھے۔ مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ ٹولی ہمارے جہازیوں سے پہلو بچا کر سمندر کی طرف بھاگ آئی ہے۔ اور اب ان کے اوپر عقب سے حملہ کرے گی۔ اتنے میں نعرے اور چیخیں دہ چند ہو گئیں۔ اور میرے کان میں اپنے جہازیوں کے مرنے کی دردناک چیخیں سنائی دینے لگیں +

آخر کار لڑائی کا ہنگامہ بند ہو گیا۔ خوشی کے نعرے جو بلند ہوئے۔ اُن سے مینے معلوم کر لیا۔ کہ ہمارے جہازی مغلوب ہو گئے۔ اب میرے دل نے خوف ناک پیچ و تاب کھانا شروع کیا۔ میں کیا کروں، پہاڑوں کی طرف بھاگنا خالی از خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ دو ایک روز بعد پکڑا جاتا۔ وحشیوں کے ہاتھ پڑنا بھی کچھ کم خطرناک نہ تھا۔ اور اکیلے کو بلا امداد کھاڑی نکال لے جانا ناممکن تھا۔ مینے یہ ٹھان لیا۔ کہ جس طرح بن پڑے جہاز کو یہاں سے لے جانا چاہئے۔ میں کشتی کو دھکیلنے ہی کو تھا۔ کہ ایک بہت دردناک چیخ سُنائی دی۔ جو ہمارے ایک جہازی نے حالت جاں کنی میں ماری تھی۔ پھر دوسری۔ پھر تیسری علیٰ ہذا۔ ایسی اور دل گداز چیخیں سُنکر میرے جسم میں رعشہ پڑ گیا۔ دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگا۔ مجھے پورا یقین ہو گیا۔ کہ وحشی ہمارے جہازیوں کو بڑی بے رحمی اور سنگ دلی سے قتل کر رہے ہیں۔ میرا سر بھنا رہا تھا۔ اور دل نہایت دہشت زدہ ہو رہا تھا۔ اب میں نے کشتی کا لنگر اُٹھایا۔ کہ اتنے میں ایک آدمی نے جھاڑیوں میں سے چھلانگ ماری اور پکارا " والف ٹھیرو! مجھے بھی آ لینے دو۔ آپ چلو " اُس نے کشتی میں ایسی چستی سے چھلانگ ماری۔ کہ وہ اُلٹتے اُلٹتے رہ گئی۔ یہ بل تھا۔ ایک منٹ کے بعد ہم جہاز پر جا پہنچے۔ کشتی کو جہاز سے باندھا۔ اور لنگر کی رسی کاٹی اور چپّو لگانے شروع کئے۔ بل کے شہزور بازو کی قوت سے ایک ہی دھکے میں جہاز کہیں سے کہیں جا پہنچا۔ مگر جلدی میں اُسے یاد نہ رہا۔ کہ میں بھاری چپّو سے کشتی نہیں چلا سکتا۔ تاہم پچھلے حصے کی طرف آکر پتوار کو اِس طرح لگایا۔ کہ مجھے آسانی ہو گئی۔ اور ہماری قوت مساوی ہو گئی۔ اسکونر جلدی جلدی کھاڑی کے دہانہ کیطرف چلا۔ لیکن کنارے سے سینکڑوں آدمیوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔

ہم بھی گئے۔ کہ اُنھوں نے ہمیں دیکھ لیا۔ چشم زدن میں چند وحشی کود پڑے۔ اور تیرتے ہوئے ہماری طرف بڑھے۔ مگر ہم ایسی چستی سے اُسکونر کو چلا رہے تھے۔ کہ وہ ہم سے دور رہ گئے۔ لیکن ایک بہت ہی قوی ہیکل وحشی جہاز کی رسی پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔ بل نے فوراً اُسے دیکھ لیا۔ مگر اُس نے چپّو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ لیکن جب وہ اُسکے بہت ہی نزدیک آگیا۔ حتّٰے کہ ایک گز کا فاصلہ رہ گیا۔ تو چپّو چھوڑ کر اُس کی طرف بڑھا اور اُس کی پیشانی پر ایسا زور کا گھونسا لگایا۔ کہ وہ لڑکھڑا کر تختہ جہاز پر گر پڑا۔ بل نے اُسے اُٹھا کر پیچھے سمندر میں پھینک دیا۔ اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ لیکن وحشی کنارے کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوتے ہم سے بہت آگے بڑھ گئے۔ اور پانی میں کود کر جہاز کو آگے سے روکنا چاہا۔ اگر اُس میں اُن کو کامیابی ہو جاتی۔ تو ہماری خیر نہ تھی۔ ایک منٹ تک بل ہراساں کھڑا رہا۔ پھر کمربند سے پستول نکال توپ کی طرف بڑھا۔ پہلے گولا ڈالا۔ پھر بارود بھری۔ اور پلیتہ دکھایا۔ شعلہ بلند ہوا۔ اور گولا سان سان کرتا ہوا وحشیوں کے درمیان جا پڑا۔ اور ایسے دلوں کو دہلانے اور کانوں کے پردے پھاڑنے والی آواز آئی۔ کہ گویا جزیرے کے پہاڑ پاش پاش ہو گئے +

یہ ایک ہی گولا کافی تھا۔ وحشیوں پر ایسی دہشت غالب آئی۔ کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ہم آسانی سے اُس مقام سے نکل گئے۔ جہاں وہ جمع ہو رہے تھے۔ اُسی وقت ہوا چلنی شروع ہو گئی۔ جس سے جہاز جلدی جلدی سمندر میں جا پہنچا۔ وحشیوں کا شور ہر لحظہ مدھم ہوتا گیا۔ اور ہم اُس جزیرے سے بہت فاصلے پر نکل گئے +

ستائیسواں باب

سچی تسلّی

"انسان میں برداشت کی قوت طبعًا موجود ہے"۔ مجھے اکثر خیال آتا ہے۔ کہ یہ ایک ایسی عجیب طاقت ہے۔ کہ انسان اُس کے وسیلے سے ہر وقت ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کر سکتا ہے۔ اور ہر ایک سدِ راہ پر غالب آسکتا ہے۔ لیکن جس وقت مصیبت ٹل جاتی ہے۔ تو یہ طاقت انسان کو چھوڑ جاتی ہے۔ اور وہ نیم بسمل ہو کر لیٹ جاتا ہے۔ اور مایوسی اور مجبوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اونٰی سی کوشش و حرکت بھی اُسکے لئے ناممکن معلوم ہوتی ہے۔

مینے دن کا بڑا حصہ نہایت اضطراب اور بے چینی میں کاٹا۔ جب شام کے وقت میں اپنے فرض سے سبکدوش ہُوا۔ تو میرے جسم میں سکت نہ تھی۔ جس وقت اُس مہم کی جس کی ناکامی کا ذکر گزشتہ باب میں کیا گیا ہے تیاری کی گئی تھی اُس وقت میرے تفکرات اور قوا ایسے تیز ہو گئے۔ کہ میں نے اُس پر سانحہ اور ہولناک رات کے سب بھیانک نظارے دیکھے۔ اور تکالیف جھیلیں۔ مگر تکان ہرگز محسوس نہ ہوئی۔ اور جسم اور دماغ بالکل مستعد اور تیز رہا۔ لیکن جب تمام خدشہ اور اضطراب دور ہو گیا۔ تو میرے قوائے جسمانی و دماغی شست پڑ گئے۔ اور جب بحرالکاہل کی فرحت افزا ہوا نے پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کانوں میں لہروں کے جہاز سے ٹکرانے کی آواز پڑی۔ تو اُس وقت میرے حواس رفتہ

ہوگئے - اور میں بیہوش ہو کر تختۂ جہاز پر دھم سے گر پڑا +

مگر بِل نے فوراً میرا بازو پکڑ کر مجھے ہلایا - اور بولا +

"رالف - اٹھو - اب ہم جلے خطرہ سے دور نکل آئے ہیں (اور پھر اپنے سے) میں خیال کرتا ہوں - کہ یہ لڑکا بیہوش ہوگیا ہے - اُسنے مجھے اٹھایا - اور ایک بادبان پر جو پتوار کے قریب تختہ پر پڑا تھا بٹھا دیا - اور بولا یہ لو - ایک گھونٹ پی لو - اس سے تم اچھے ہو جاؤ گے" -
اُس کی آواز سے ملائمت اور پیار ظاہر ہوتا تھا - اور اس نے برانڈی کی بوتل میرے منہ سے لگادی + "

مینے ایک گھونٹ پیا اور آنکھیں کھول دیں - مگر میرا سر میرے بازو پر جھک گیا - اور میں گہری نیند سوگیا - میں بہت دیر تک سویا کیا - جب آنکھ کھلی - تو دیکھا - کہ سورج افق سے بہت اوپر چڑھ گیا ہے - میں آنکھیں کھولے بلا حرکت لیٹا رہا - کیونکہ چپ چاپ اور چت لیٹے رہنے میں ایک عجیب لطف محسوس ہوتا تھا - میری آنکھیں سطح بحر پر جمی تھیں - جو اس وقت بہت ہی شان دار اور پُر فضا معلوم ہوتا تھا - چاروں طرف خاموشی چھا رہی تھی - سطح آب بلورین چادر معلوم ہوتی تھی - اور اس پر صبح کے آفتاب کی سنہری ترچھی شعاعوں کا عکس عجیب بہار دکھلا رہا تھا - آسمان کے نیلگوں گنبد میں بھی سناٹا تھا - اڑتے پرندوں کے پروں کی آواز تک سُنائی نہیں دیتی تھی - میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کتنی دیر تک اس شان دار اور پُر فضا منظر سے متاثر ہو رہا تھا - مگر یکایک بِل کی صورت نظر پڑی - اور میرے ماضی و حال کے درد انگیز واقعات کا دریا امنڈ آیا - وہ میرے ڈہیں طرف لیٹ رہا تھا - اس کا سر جھک رہا تھا - اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ آرام سے سو رہا ہے - مینے اُسے بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا - مگر میرے

ہلنے جلنے کی آہٹ سے اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا +

رابل۔ ”ڈرالف۔ اُٹھ بیٹھو۔ خوب سوئے “+

میں اُس کا منہ دیکھتے ہی فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اُس کے چہرے کا رنگ فق تھا۔ اور بال خون آلودہ تھے۔ اُس کے پژمردہ گالوں پر بھی خون جما تھا۔ اور اُس کی قمیص کا سامنے کا حصہ خون سے خراب ہو رہا تھا۔ اور اُس کے تمام کپڑے خون اور کیچڑ آلودہ تھے۔ میں نے مضطرب ہوکر پوچھا ”رابل تمہیں کیا ہوا؟ تم بیمار ہو۔ تم شاید زخمی ہو؟“

رابل ”ہاں۔ بھئی۔ میں سخت مجروح ہوں اور پھر بستر پر لیٹ گیا۔ میرے ایک سخت زخم آیا ہے۔ میں منتظر تھا۔ کہ تم جاگو تو نیچے سے جاکر برانڈی کی بوتل اور چند بسکٹ اُٹھا لاؤ۔ مگر تم ایسے مزے کی نیند سو رہے تھے۔ اِس لئے میں تمہیں بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا“+

میں فوراً لپک کر نیچے اُتر گیا۔ اور برانڈی کی بوتل اور چند شکستہ بسکٹ لے کر واپس آیا۔ چند نوالے کھانے کے بعد رابل بہت تر و تازہ ہوگیا۔ اُس نے پھر پانی پیا۔ جس میں برانڈی ملی ہوئی تھی۔ اِسکے بعد وہ سو گیا۔ اور میں بڑی فکرمندی کے ساتھ اُس کے پاس بیٹھا رہا۔ کیونکہ میں اُس کے زخم کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ اُٹھا۔ اور بولا۔ ذرا سو جانے سے بدن میں کچھ توانائی آگئی ہے۔ مجھے اِس وقت اپنے بدن میں پہلے کی نسبت دوچند قوت محسوس ہو رہی ہے“ اُس نے پھر اُٹھنے کی کوشش کی۔ مگر ایک آہ بھر کر پھر لیٹ گیا +

میں۔ ”رابل تم چپ چاپ آرام سے لیٹے رہو۔ اور میں تمہارے زخم کی مرہم پٹی کرتا ہوں۔ میں یہاں تمہارے واسطے عمدہ نرم بستر بچھائے

دیتا ہوں۔ اور حاضری تیار کر کے لاتا ہوں۔ اس کے بعد تم مجھے بتانا۔ کہ یہ زخم کیسے لگا۔ بِل۔ ہمت نہ ہارو (اس نے مُنہ پھیر لیا) تم جلد اچھے ہو جاؤ گے۔ اور میں تمہارا عمدہ طرح سے علاج کرونگا۔ گو میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔"

میں وہاں سے چلا گیا۔ باورچی خانے میں جا کر آگ جلائی۔ گودام میں گیا۔ وہاں سے کھانے پینے کی ضروری چیزیں نکال لایا۔ اور آدھ گھنٹے میں حاضری تیار کر کے اپنے بیمار رفیق کے پاس پہنچا۔ ایک تشتری میں قہوہ۔ چند انڈے اور روٹی وغیرہ رکھ کر لے گیا۔ جن کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔

میں نے "بِل۔ آؤ اب کھانا کھائیں۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ مگر میں تمہارے زخم کو دھونا اور پٹی باندھنا بھول گیا۔ دیکھوں تو کیسا اور کتنا بڑا ہے۔"

جب دیکھا۔ کہ تو معلوم ہُوا۔ کہ پستول کی گولی سینے میں لگی ہے۔ مگر اس سے بہت خون نہیں نکلتا تھا۔ چونکہ دائیں جانب تھا۔ میں نے اُمید ظاہر کی کہ زخم معمولی ہوگا۔ مگر بِل نے سر ہلا کر کہا۔ "خیر۔ رالف۔ بیٹھ جاؤ۔ میں تم کو سارا حال سُناتا ہوں۔"

"جس وقت ہم کشتی سے اُترے۔ اور جھاڑیوں سے گزرنا شروع کیا۔ تو ہم اسی طرف آ گئے۔ جہاں میں بندوق کا گھوڑا چڑھا کر رکھ آیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے بارود نے گھوڑا گرنے پر آگ نہ پکڑی۔ اس لیئے بندوق سے زور کی آواز نہیں پیدا ہوئی۔ صرف مدھم سی آواز اور چنگاریاں نکلیں۔ میں خیال کرتا ہوں بارود سیل گئی ہوگی۔ اس سے میں بہت بے چین ہوا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ وحشی بچارے مارے جائینگے۔ میں جلدی میں کچھ نہ سوچ سکا۔ لیکن ضرورت

ایجاد کی ماں ہے۔" جب میں مضطرب اور بے قرار ہو کر دانت پیس رہا تھا۔ اسی وقت دل میں ایک خیال آیا۔ میں اپنے ہمراہیوں سے قدرے آگے بڑھا۔ گویا میں وحشیوں کو نشانہ بنانے کے لیئے بے چین ہوں۔ اور ایک درخت کے تنے پر پاؤں رکھ کر بندوق چھوڑ دی۔ اسی وقت وحشیوں کے کیمپ سے ایسی چیخیں بلند ہوئیں۔ جو پہلے کبھی نہیں سنی تھیں۔ میں اٹھا۔ اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شریک ہونے کے واسطے بھاگا۔ مگر کپتان نے فوراً ٹھیر جانے کا حکم دیا۔ اور میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "بدذات۔ تو نے ارادتاً بندوق چلائی ہے" ایک نہایت سخت قسم کھا کر پستول نکالا۔ اور مجھے گولی مار دی۔ میں بیہوش ہو کر وہیں گر پڑا۔ مگر کچھ دیر کے بعد ایک نہایت ہی ہیبت ناک اور رقت انگیز چیخ سنکر ہوش میں آیا۔ میں نے اٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ درختوں کے درمیان ایک بڑا الاؤ نظر پڑا۔ اسکے قریب ہی کپتان اور ہمارے ہمراہی دکھائی دیئے۔ جن کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ وحشی شیطانوں کی طرح خوش ہو کر ناچ رہے تھے۔ اسی وقت ایک آدمی چھرا لے کر کپتان کی طرف بڑھا۔ اور چشم زدن میں اس کے سینے میں اتار دیا۔ اتنے میں ایک نہایت وحشت ناک چیخ بلند ہوئی۔ میں فوراً کودتا پھاندتا۔ جھاڑیاں چیرتا ہوا کشتی کی طرف بھاگا۔ ان کالے شیاطین نے مجھے دیکھ کر میرا تعاقب شروع کیا۔ مگر مجھے پکڑ نہ سکے۔ اور میں چھلانگ مار کر کشتی میں آ پہنچا۔"

رِبل اپنی عجیب اور دردناک سرگزشت بیان کرنے سے بہت کمزور ہو گیا جس وقت وہ بیان کر رہا تھا تو کانپ رہا تھا۔ میں نے زیادہ حالات دریافت کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس لیئے اس کی توجہ کو دوسری طرف

پھیرنے کی کوشش کی +

میں "بل اب ہمیں لازم ہے - کہ آئندہ کا خیال کریں کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیئے - ہم وسیع بحرالکاہل کی سطح پر جا رہے ہیں - ایک عمدہ اسکونر ہمارے پاس ہے - اور دنیا ہمارے سامنے ہے - علاوہ ازیں ہوا بھی خوب چل رہی ہے - اب جہاز کا رخ کسی طرف موڑنا چاہیئے" +

بل "رالف - مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں - کہ جہاز کدھر جا رہا ہے - مجھے اندیشہ ہے - کہ میرا وقت قریب آ پہنچا ہے - جہاں چاہو - چلے چلو - میں خوش ہوں +"

میں "خیر - اس حالت میں ہمیں مونگے کے جزیرہ کی طرف چلنا چاہیئے - اور دیکھنا چاہیئے - کہ میرے پرانے رفیقوں کا کیا حشر ہوا - میں جانتا ہوں - کہ اس جزیرے کا کوئی نام نہیں ہے - مگر کپتان نے ایک دفعہ نقشے میں اس جزیرے کا محل وقوع بتایا تھا - میں چونکہ جزیرے کے محل وقوع سے واقف ہوں - اس لیئے جہاز اسی طرف چلانا چاہتا ہوں" +

بل "اگر طوفان آ گئے - تو تم کیا کرو گے +"

مَیں چپ ہو گیا - اور سوچنے لگا - کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا ہو گا - آخر کار میں نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا - اور کہا - "بل - جس وقت آدمی اپنا زور اور اپنی لیاقت صرف کر چکے - تو اس کے بعد خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے +"

بل "رالف - کاش اس وقت میرے دل میں خدا کا ایسا ہی خیال ہوتا - جیسا تمہارے دل میں ہے - رالف - میں مر رہا ہوں - میں - جس نے سینکڑوں دفعہ ہولناک خطرات کا مقابلہ کیا ہے -

اس وقت مرنے سے ڈرتا ہوں۔ مجھے دوسری دنیا میں جاتے ہوئے وحشت معلوم ہوتی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ جب میں وہاں جاؤنگا تو مجھے حساب دینا ہوگا۔ لیکن رالف۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ میرے بچنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔"

میں نے رابل۔ یہ مت کہو۔ تمہارے لئے اس وقت بھی اُمید ہے۔ مگر مجھے اس وقت مقدس بائبل کی وہ آیت یاد نہیں ہے۔ جو اُمید دلاتی ہے۔ کیا یہاں کوئی بائبل نہیں ہے۔"

ربل یہ نہیں۔ ایک دفعہ ایک لڑکا زبردستی جہاز پر رکھا گیا۔ مگر وہ بدسلوکی اور گھبراہٹ کی وجہ سے جلدی مر گیا۔ اس کے پاس ایک بائبل تھی۔ کپتان نے اُسے سمندر میں پھینک دیا تھا۔"

میں بڑی افسردگی اور شرمندگی کے ساتھ سوچنے لگا۔ میں اپنی مقدس بائبل سے بہت غافل رہا تھا۔ تب میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں اس خون آلودہ قزاق سے بھی زیادہ گنہ گار ہوں۔ کیونکہ اس نے شائد کبھی بائبل پڑھی ہی نہیں۔ اور کبھی تربیت حاصل نہیں کی۔ مگر مینے خاص تعلیم حاصل کی تھی اور بائبل کی عزت کرنا مجھے سکھایا گیا تھا۔ میں اسے غور سے پڑھا کرتا تھا۔ مگر اب مجھے اس کی ایک ایسی آیت یاد بھی نہیں۔ جس سے ربل کو تسلی دے سکتا مجھے بہت رنج ہوا۔ اور دیر تک سوچتا رہا۔ آخرکار ایک آیت یاد آگئی۔ میں تعجب کرنے لگا۔ کہ مجھے پہلے کیوں یاد نہیں آئی۔

میں نے ربل "خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا۔ تو تو بچ جائے گا۔"

ربل نے رالف۔ مینے پادریوں کو بھی یہی کہتے سنا ہے۔ مگر مجھے اب کیا فائدہ ہوگا۔ یہ آیت میرے لئے نہیں ہے۔"

میں نہیں جانتا تھا۔ کہ میں اسے کس طرح تسلی دے دوں۔ مجھے کوئی آیت یاد نہ آئی۔ جس سے میں اس کو تسلی دے سکتا۔

تھوڑی دیر کے بعد بل نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا۔ "میں نے نہایت بری زندگی بسر کی ہے۔ میں بچپن سے جہازرانی کرتا رہا ہوں۔ اور جب سے اپنے گھر سے نکلا ہوں۔ میں گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ تین سال سے قزاقی میرا پیشہ ہے۔ گو یہ درست ہے۔ کہ میں نے خوشی سے اس ذلیل پیشہ کو اختیار نہیں کیا۔ میں تین سال تک انسانی خون سے اپنے ہاتھ رنگتا آیا ہوں۔ اگر تمہیں تمام واقعات سناؤں۔ تو تمہارا دل سرد ہو جائے۔ مگر اس سے کیا حاصل؟ رالف مجھپر غوطے ہو چکا ہے۔"

میں "بل مگو تمہارے گناہ قرمزی کپڑے کی مانند ہوں۔ مگر وہ دھوئے جائیں گے۔ صرف ایمان لاؤ۔"

بل "صرف ایمان لاؤ۔ میں نے لوگوں کو ایمان لانے کی بابت گفتگو کرتے سنا ہے۔ گویا ایمان لانا ایک بہت ہی آسان کام ہے۔ ایک آدمی سے کہنا۔ کہ اس رسی کو پکڑ کر لٹک جاؤ۔ یہ تمہارا بوجھ سنبھال لیگی۔ مگر اس رسی کو پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر سے نیچے لٹک جانا دوسری بات ہے۔"

لیکن اس فقرے کے بولنے میں اس کا بہت زور صرف ہوا اور وہ کراہ کر سیدھا لیٹ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ عناصر بھی اس بدنصیب آدمی کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ اور سمندر کی طرف سے دھیمی سی آواز آئی۔

بل "رالف۔ آندھی آنے والی ہے۔ دیکھو ہوشیار ہو جاؤ۔ بعض وقت آندھیاں بہت جلد آجاتی ہیں۔"

میں فوراً اُٹھا اور دیکھا کہ ایک زور کی آندھی آ رہی ہے۔ میں چونکہ
بِل سے بات چیت کرنے میں مصروف تھا۔ اس لیئے اُس کا خیال
نہیں کیا تھا۔ میں نے بِل کی ہدایت پر عمل کیا۔ اُس وقت ہمارا
جہاز سطحِ بحر پر ساکن کھڑا تھا۔ میں نے بادبان کو نیچے جھکا دیا اور پھر
پتوار کے پاس جا بیٹھا۔
بِل ''لڑکے اب اسے ہوا کے رخ پر چلنے دے۔'' پھر چند منٹ کے
بعد '' مجھے دونو آیتیں پھر سناؤ۔''
میں نے اُن کو دُہرایا۔
بِل ''تم کو پختہ یقین ہے۔ کہ یہ آیتیں بائبل میں ہیں؟''
میں ''بیشک! وہ بائبل مقدس میں ہیں۔''
یہ لفظ میری زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ بڑے زور سے آندھی چلنے
لگی۔ جھاگ اُڑ اُڑ کر تختۂ جہاز پر پڑنے لگی۔ کچھ دیر تک ہمارے جہاز نے اُس کا
مقابلہ کیا۔ اسی اثنا میں آسمان بادلوں سے تاریک ہو گیا۔ اور لہریں
اُٹھنے لگیں۔ مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا۔ کہ مستول ٹوٹ جائے گا اور
بادبان پھٹ جائیں گے۔ اتنے میں جہاز ایک خوفناک لہر سے
ٹکرایا اور ایسا جھٹکا لگا۔ کہ میرے پاؤں اُکھڑ گئے۔ بِل بھی بستر سے
اُچھل کر ایک تختہ سے ٹکرایا۔ اور صحن میں جا پڑا۔ وہ اس صدمے
سے بیہوش ہو گیا۔ میں پتوار چھوڑ کر اِدھر اُدھر نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ
اُس وقت جہاز کی سلامتی کی فکر دامنگیر تھی۔ ایک گھنٹہ کے بعد
آندھی ختم ہو گئی اور ہمارا جہاز مضطرب سمندر پر اُچھلنے کودنے
لگا۔

اب میں نے پتوار کو چھوڑ اور بِل کو اُٹھانے گیا۔ پھر برانڈی
کی بوتل لایا۔ اور اُس کو بِل کے ہاتھ اور پیشانی پر ملی۔

اور کچھ اس کے حلق میں بھی ڈالی۔ مگر میری تمام کوششیں بیکار تھیں۔ میں نے بل کے دل پر ہاتھ رکھا۔ اور چند سکنڈ تک بے حس و حرکت بیٹھا محسوس کرتا رہا۔ مگر دل سرد اور بے حرکت تھا۔ مرغِ روح قفسِ عنصری سے نکل کر اڑ گیا تھا +

اٹھائیسواں باب

میری زندگی کے بہتر ایام

میں دہشت زدہ ہو کر ایک تختے پر بیٹھ گیا اور بل کے ڈراؤنے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی سابقہ زندگی مجھے یاد آگئی۔ اور تشویش و اضطراب کے ساتھ میں اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ میں اس وقت وسیع بحرالکاہل کی سطح پر تھا۔ مجھے جہاز رانی کے علم سے کچھ واقفیت نہیں تھی۔ اور جہاز کے چلانے کے لئے کم از کم آٹھ آدمیوں کی ضرورت تھی۔ بل کی وفات کے چند روز بعد جو کچھ مجھ پر گزرا تھا۔ میں اس کا بیان کر کے ناظرین کی سمع خراشی نہیں کروں گا صرف اسی قدر کہنا کافی ہے۔ کہ میں نے بل کے پاؤں میں توپ کا گولہ باندھا اور اسے سمندر میں پھینک دیا +

ایک ہفتہ تک مشرق سے ہوائے موافق چلتی رہی۔ چونکہ میں مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ اس لئے جلدی جلدی اپنی منزل مقصود کی طرف چلا +

موسم عمدہ تھا۔ اور میرا جہاز تجارتی ہواؤں کے حلقے میں داخل

ہو گیا تھا۔ اس لئے میں نے بادبان اٹھانے کی تیاری کی۔ یہ کام بڑا ہی مشکل اور وقت خیز تھا۔ ابتدا میں تو مجھے بہت ناکامی اٹھانی پڑی۔ اس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ میں قوانین جر ثقیل سے ناواقف تھا۔

مگر مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا۔ کہ اگر پھر آندھی آ گئی۔ تو بڑی مشکل پیش آئے گی۔ لیکن جس طرح ہو سکا۔ میں نے بادبان اٹھانے کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں میں نے یہ بھی مناسب سمجھا۔ کہ میں ومیش (مقیاس الہوا) کو ہر وقت اپنی نظر کے سامنے رکھوں۔ اگر یکایک پارہ نیچے اتر آئے۔ تو میں فوراً بادبانوں کو نیچا کرنے کی کوشش کرونگا۔ اس طریقہ سے دو ہفتے تک میرا جہاز چلتا رہا۔ ہوا عمدہ اور موافق تھی۔ میں نے خیال کیا کہ میں مونگے کے جزیرہ کے قریب پہنچ گیا ہوں۔ اور جب یہ خیال آتا۔ تو میرا دل مارے خوشی کے بلیوں اوپر اچھلنے لگتا۔

بہت تجسس کے بعد جہاز کی ایک کوٹھری سے ایک کتاب دستیاب ہوئی۔ جس میں کپتان کک کی سیاحت کے مفصل حالات مندرج تھے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ قزاق کپتان اپنی رہنمائی کے واسطے اس کتاب کو اپنے ساتھ لایا ہوگا۔ تاکہ جنوبی سمندروں کے جزائر کے حالات سے پورا واقف ہو جاوے۔ یہ کتاب مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوئی۔ اس کے ذریعہ صرف مجھے اس سمندر کا علم ہو گیا۔ جس سے گزر رہا تھا۔ بلکہ تجربے کی باتوں اور مشاہدوں کی تصدیق بھی ہو گئی۔ اور کئی خیالات کی صحت و نیز بھی ہو گئی۔ سفر میں مجھے کوئی عجیب واقعہ جیسے جزیرہ میں اس کتاب کو پڑھتا رہا۔ ایک دفعہ میں علی الصبح تین گھنٹے کی نیند کے بعد

بیدار ہوا۔ میں نے دیکھا۔ تو سمندر میں نیلگوں آگ جلتی دکھائی دی۔ میں اسے دیکھ کر بہت ہراسان اور خائف ہوا۔ میں نے اس قسم کی روشنی پہلے بھی دیکھی تھی۔ مگر یہ سب سے زیادہ حیرت انگیز تھی۔ تمام سمندر دودھ کا روشن سمندر معلوم ہو رہا تھا +

میں جلدی جلدی اٹھا۔ اور ایک ڈول سمندر میں لٹکا کر پانی دیکھنے کے لئے تختہ جہاز پر کھینچا۔ اور وہاں سے اپنی کوٹھری میں لے گیا۔ جس وقت لیمپ کی روشنی اس کے اوپر پڑی۔ تو چمک کافور ہو گئی۔ لیکن جب لیمپ اٹھا دیا۔ تو پانی روشن نظر آنے لگا۔ میں یہ کیفیت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ میں نے تھوڑا سا پانی ہتھیلی پر رکھا۔ اور پھر اسے نیچے گر جانے دیا۔ میں نے دیکھا کہ چمک دار مادہ ہتھیلی سے چمٹ گیا ہے۔ میں فوراً لیمپ کی روشنی میں گیا۔ مگر اس کی چمک جاتی رہی۔ لیکن جب تاریکی میں گیا۔ تو مادہ ہتھیلی پر بدستور چمکنے لگا۔ میں نے جہاز کی دوربین کا ایک بڑا شیشہ نکالا۔ اور ہتھیلی کو میں نے بغور دیکھا۔ کہ ہتھیلی پر دو تین شفاف مچھلیاں ہیں۔ جو ننگی آنکھ کو نظر نہیں آتی ہیں۔ اس سے میں نے نتیجہ نکالا۔ کہ یہ جانور ہیں۔ جو سمندروں میں بکثرت پائے جاتے ہیں +

ایک دفعہ شام کے وقت میں تکان کی وجہ سے سو گیا تھا۔ کہ ایک عجیب شور سنکر چونک اٹھا۔ اور گرد و پیش دیکھنے لگا۔ تو ایک بڑا حواصل اڑتا نظر آیا۔ مجھے فوراً یاد آگیا۔ کہ جزیرہ ہنگوین پر میں نے اس پرندے کو دیکھا تھا۔ اگرچہ ایسا خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ مگر میرے دل میں اس پرندے کا خاص خیال پیدا ہو گیا۔ اور اسے ایک پرانا دوست سمجھنے لگا۔ وہ تمام دن جہاز کے ساتھ ساتھ اڑتا رہا۔ اور رات کے وقت مجھے پیچھے چھوڑ کر اور کہیں اڑ گیا +

دوسرے دن صبح کے وقت میں پتوار کے پاس چپ چاپ کھڑا تھا۔ آنکھیں سخت خواب آلودہ تھیں۔ کیونکہ رات کے وقت سو نہیں سکا تھا۔ مینے اُفق کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اس وقت میں طلوع آفتاب کا بے قراری سے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔ عین اُفق پر مجھے ایک سیاہ چیز دکھائی دی۔ میں ہمیشہ چوکنا رہتا تھا۔ تاکہ ایسا نہو۔ کہ آندھی آجائے مینے خیال کیا کہ بلاشبہ یہ سیاہ چیز آندھی ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے کانوں میں سچ مچ آندھی کا شور سنائی دے رہا ہے۔ مینے بادبانوں کو نیچے اُتارنا شروع کیا۔ اور ڈیڑھ گھنٹے کی محنت شاقہ کے بعد بڑے بڑے بادبان نیچے اُتار لیے۔ اتنے میں صبح صادق کے آثار نمودار ہوئے۔ میں ایک طرف تو بادبان اُتارنے میں مصروف تھا۔ دوسری طرف اُفق کی طرف بڑی بے چینی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ میں جہاز کے اگلے حصے پر گیا۔ اور بڑے اضطراب کے ساتھ نظر کی۔ لہروں کا خوفناک شور صاف صاف سنائی دینے لگا۔ جس وقت آفتابی شعاع سطح بحر پر چمکی۔ تو میں نے کچھ دیکھا۔ کیا! کیا میں خواب دیکھ رہا تھا؟ عالیشان لہریں جو مونگے کی چٹان سے ٹکرا رہی تھیں! اور پہاڑی کی سیاہ چوٹی بھی نظر آئی! ہاں! میری نگاہ مونگے کے جزیرہ پر پھر چند ماہ کے بعد جا پڑی ؎

انتیسواں باب

مونگے کا آخری جزیرہ

میرے دل میں خیالات کا ایک طوفان اُمنڈ آیا۔ اور میں جہاز کے تختے پر گر پڑا۔ مونگے کا جزیرہ ابھی بہت دور تھا۔ مگر اُس کے پہاڑ کی چوٹیاں دور سے صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ پہلے میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ میں خداوند رحیم کا شکریہ ادا کروں۔ کہ وہ دوبارہ مجھے پرانے جزیرے پر صحیح سلامت لے آیا۔ پھر یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں نہایت خوشی کے جوش میں اُچھلوں کودوں۔ اور کبھی نچلی منزل پر جاتا تھا۔ اور کبھی اوپر والی پر۔ کیونکہ جذبات میرے بس میں نہیں رہے تھے۔ میں نیچے اُترا اور دوربین اُٹھا لایا۔ اور اُس جزیرے کی طرف دیکھنے لگا۔ مگر دوربین سے کچھ دکھائی نہ دیا۔ لیکن بعد ازاں مجھے یاد آیا۔ کہ شیشہ اُتار لیا گیا تھا۔ اور پھر لگایا نہیں گیا۔ اب میں نے فوراً شیشہ لگا دیا۔ تو سب کچھ دکھائی دینے لگا۔

پھر میں نے دیکھا کہ بادبان بہت ہی نیچے اُتار دئیے گئے ہیں۔ میں نے خیال کیا۔ سب سے اونچا بادبان پھر بلند کر دوں۔ مگر اس کے چڑھانے میں آدھا دن صرف ہوتا۔ اور اُس کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر جہاز اسی رفتار سے چلتا رہا۔ تو دو گھنٹے میں مونگے کے جزیرہ میں جا پہنچوں گا۔ اسلئے یہ خیال ترک کیا۔

باقیماندہ وقت میں نے تیاری میں صرف کیا۔ کیونکہ میں اپنے پرانے جزیرہ کو مدت کے بعد ایک خاص طریقے سے چھوڑ آیا تھا۔ مجھے یاد آگیا۔ کہ وہ علے الصباح اُٹھنے کے عادی نہیں ہیں۔ سہ حال بھی میں ہی

ہی بجے ہیں۔ اسلئے مجھے یہ اُمید تھی۔ کہ میں چھ بجے سے پیشتر ہی جا پہنچونگا۔ مینے لنگر اتارنے کی بھی تیاری کی۔ میں جانتا تھا کہ ریف (چٹان) کے قریب گہرا پانی ہے۔ مینے یہ ارادہ کیا۔ کہ جہاز کو اپنی جھونپڑی کے بالمقابل لے جاکر کھڑا کردونگا۔ خوش قسمتی سے لنگر ایک بہت ہی عمدہ موقع پر تھا۔ ورنہ مجھے اس کے اکھڑنے میں بڑی دقت ہوتی صرف ایک رسے کے کاٹنے کی دیر تھی۔ اور وہ اپنے بوجھ سے خود ہی نیچے اُتر جاتا۔ تلاش کرنے پر ایک سیاہ جھنڈا ہاتھ آیا۔ مینے اُسی کو اُٹھاکر کھڑا کردیا۔ جس وقت میں جھنڈا کھڑا کر رہا تھا۔ تو میرے دل میں ایک خیال گزرا۔ میں فوراً میگزین کی کوٹھری میں گیا۔ اور ایک خالی کارتوس لاکر توپ بھردی۔ یہ توپ اُس روز سے جب کپتان مع ہمراہیاں مارا گیا تھا۔ اپنی جگہ سے نیچے گر کر تختۂ جہاز پر پڑی رہی۔ اور ہر طرح کی سردی گرمی برداشت کرتی رہی تھی اب مینے اُس کا منہ چکنا کردیا۔ اور پھر جاتے جاتے چھٹے کو آگ میں چھوڑتا گیا؛

اب سب کچھ تیار ہوگیا۔ عمدہ ہوا چل رہی تھی۔ میں چٹان سے پانچ میل کے فاصلے پر تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کے قریب جا پہنچا۔ جس وقت ہمارا اسکونر کھاڑی میں داخل ہوا۔ تو مینے بڑی محبت سے اُدھر کی طرف نظر کی۔ جس وقت باغ آب کے سامنے پہنچا۔ تو مینے جہاز کی پتوار کو بڑے زور سے دبا دیا۔ جس سے جہاز بڑے انداز کے ساتھ لوٹا۔ اور جھونپڑے کے سامنے آکر ٹھہر گیا۔ میں دوڑکر اگلے حصے کی طرف گیا۔ اور لنگر نیچے گرادیا۔ اور پھٹے کو جو آگ میں تھا۔ فوراً اُٹھاکر توپ سے لگادیا۔ اور اس خوفناک آواز سے پہاڑوں کو سلامی اُتاری

کہ شاید ایسی آواز اُنہوں نے اُس سے پہلے ایک ہی دفعہ سُنی ہوگی +

پیٹر کن جھونپڑی سے ننگا اور سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ پیچھے لوٹ کر دیکھا۔ اور چیخ ماری۔ مگر چشم زدن میں بے تحاشا جنگل کی طرف دوڑا۔ اتنے میں جیک بھی نکلا۔ مگر وہ پیٹر کن کی طرح حواس باختہ نہ تھا۔ وہ بھی جنگل کی طرف بھاگا +

اُس وقت بے حد خوشی اور وفور طرب کے باعث شادی مرگ ہونے میں تھوڑی ہی کسر باقی رہ گئی تھی۔ میں اُن کو سرپٹ بھاگتے دیکھ کر چلّایا "پیٹر کن۔ جیک ارے کیا ہوا؟ میں ہوں +"

آواز سنتے ہی دونو ٹھیر گئے۔ اور میری آواز پہچان کر پاؤں سر پر رکھ کر کھاڑی کی طرف بھاگ آئے۔ میں اُن کو دیکھ کر اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا۔ کوٹ اُتار کر سمندر میں چھلانگ ماردی۔ اتنے میں جیک بھی آ کودا۔ اور ایک دوسرے سے خوب گلے لگ کر ملے۔ اور پھر پانی کی تہ پر جا بیٹھے۔ گردم گھٹنے پر اوپر نکل آئے۔ پیٹر کن لنگڑی بطخ کی طرح پانی میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ کبھی ہنستا تھا۔ کبھی روتا تھا۔ نمکین پانی سے اُس کا دم گھٹا جاتا تھا۔ اس کے بعد تین روز تو گذشتہ باتوں کے متعلق بات چیت کرنے میں گزر گئے۔ پیٹر کن شکار مار مار کر لاتا۔ اور کباب بناتا تھا۔ جیک۔ اور روٹی کے درخت کے پھل بھون بھون کر کھلایا کرتا۔ کیلے۔ کئی قسم کے بیر۔ آلو۔ اور ناریل ہر روز لا لا کر جیک اور مجھکو خوب کھلاتا۔ میں نے تمام حالات شروع سے لے کر آخر تک بیان کر دیے۔ اور جو کچھ مجھ پر گزری تھی۔ بلا کم و کاست کہہ ڈالی۔ جب میں اپنی رام کہانی بیان کر چکا۔ تو اُنہوں نے پھر اُس کا اعادہ کرایا۔ جب یہ ختم ہو چکی۔ تو

اُنہوں نے پھر اسی داستان کے دُہرانے کی تاکید کی - اور پھر ہم سے خاص خاص امور پر رائے زنی شروع کی - جب مینے اُن سے کہا۔ او یقیناً بیچاری کا غالباً کیا حشر ہوا ہوگا - تو اس کا ان کے دلوں پر بہت گہرا اثر ہوا - پیٹر کن کے دل میں یہ بات جم گئی - کہ او بیٹا وہ شیطان صفت سردار جزور کباب کرکے کھا گیا ہوگا - جیاٹ نے دانت پیسکر اور گھونسا اٹھاکر کہا - مجھے افسوس ہے کہ ش بیماد کا سر کیوں نہیں توڑا گیا - اُمید ہے وہ دن بہت دور نہیں ہے - جب میں اس کی بھونڈی بھدی ناک کا بانسا توڑ دوں گا - جب اُنہوں نے مجھ سے پورا پورا حال دریافت کرلیا - تو مینے اُن سے کہا کہ جو کچھ میری عدم موجودگی میں تمہارے ساتھ بیتی - اُسے بھی بیان کرو - اور وہ غار الماس سے کیونکر باہر آئے تھے *

جیاٹ نے اپنی داستان اِس طور سے بیان کی " جب تم غار سے غوطہ مار کر نکل آئے - تو ہم آدھ گھنٹے تک بڑے اضطراب کے ساتھ تمہارا انتظار کرتے رہے - کیونکہ اس سے پیشتر تمہارے واپس آنے کی توقع نہیں تھی - مگر جب تم پون گھنٹے تک واپس نہ پھرے - تو ہم نے تمہیں بُرا بھلا کہنا شروع کیا - کیونکہ تم یہ جان کر بھی کہ ہم تمہارے منتظر تھے - تم جلدی واپس نہ آئے - لیکن جب ایک گھنٹہ گذر گیا - تو بہت خائف ہوگئے - اور دل میں کئی قسم کے اندیشے پیدا ہوگئے - مگر اس کے بعد مینے ارادہ کیا - کہ میں غار سے باہر نکل کر دیکھوں گا - کہ تمہیں کیا حادثہ پیش آیا - اس وقت مجھے بیچارے پیٹر کن پر بہت رحم آیا - کیونکہ وہ کہنے لگا " اگر تم بچ بچ واپس نہ آؤ گے - تو میں عمر بھر کے لئے اسی غار میں بند بیٹھا رہونگا " لیکن مینے اُس سے وعدہ کیا - کہ میں خود کو جوکھوں میں

نہیں ڈالونگا۔ اس پر اس نے بڑے حوصلہ کے ساتھ مجھے جانے کی اجازت دی +

میں نے باہر نکل کر تمہیں ہر چند پکارا۔ مگر تم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب تو میری ہراس اور پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ پہلے میں نے خیال کیا۔ کہ قزاقوں نے تمہیں قتل کر ڈالا ہوگا۔ اور لاش کو کسی جھاڑی یا سمندر میں پھینک دیا ہوگا۔ لیکن بعد ازاں خیال آیا۔ کہ اس سے قزاقوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ تمکو زندہ اپنے ساتھ لے گئے ہونگے۔ یعنی فی الفور اوپر معہ قزاقوں کے جہاز کی تلاش شروع کی۔ سامنے افق پر جہاز جاتا ہوا معلوم ہوا۔ میں چٹانوں پر بیٹھ کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ افق کی دوسری طرف غائب ہو گیا۔ میں وہاں سے اٹھا اور غوطہ مار کر غار الماس میں جا گھسا۔ جو کچھ دیکھا تھا۔ اس سے کہہ دیا بعد ازاں ہم دونو اسی واقعہ پر دیر تک قیل وقال کرتے رہے۔ آخر کار یہ قرار پایا۔ کہ تمام جزیرے کی چپہ چپہ زمین دیکھ ڈالو۔ اور اپنا اطمینان کر لو۔ کہ وہ تمہیں مار کر تو نہیں پھینک گئے۔ اس کے بعد پیٹر کن کو غار سے باہر نکالنے کی دقت پیش آئی۔ پیٹر کن سخت پریشان اور ہراساں ہو گیا۔ اور میں بھی خائف تھا۔ کیونکہ تمہاری مدد کے بغیر غار سے باہر نکلنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ پیٹر کن کہتا تھا۔ کہ اگر پچھلی مرتبہ اس کو جلدی پانی سے باہر نہ نکال لیتے۔ تو اس کا دم ضرور ٹوٹ جاتا۔ مگر اب کچھ چارہ نہ تھا میں نے پیٹر کن کو بہت تسلی دی۔ کہ پیٹر کن۔ تم یہاں ہمیشہ نہیں رہ سکتے۔ وہ بولا۔ میں یہاں بھلا کیونکر رہ سکتا ہوں۔ اور مرنا مجھے پسند نہیں۔ اس لئے کوئی تجویز کرو۔ میں نے اُن سے کہا۔ کہ خوب لمبا سانس کھینچ کر اپنے تئیں میرے حوالے کر دو +

اس پر اس نے کہا۔ کیا اچھا ہو۔ اگر ناریل کے درخت کا ایک

بڑا تھیلا بنالیں - اور اِس میں میں اپنا سر ڈال دوں - اور تھیلے کو گردن کے اردگرد باندھ لوں ؟ اور جب ضرورت پڑے - تو سانس لے لیا کروں میں نے کہا - یہ کسی کام نہیں آئے گا - اس تھیلے میں پانی بھر جائے گا - اور تمہارا سانس رُک جائیگا - اگر تم اپنا سانس زیادہ نہ روک سکو - تو میں تمہیں ایک زور کا گھونسا لگا دوں گا - جس سے تم بیہوش ہو جاؤ - اور میں اِس حالت میں تم کو باہر لے جاسکونگا :

مگر اس کو یہ تجویز پسند نہ آئی - کیونکہ اس کو گھونسے کا اعتبار نہ تھا - ممکن ہے - کہ اُسے ایسے زور کی چوٹ لگے - کہ ہمیشہ کے لئے اس کی خلاصی ہو جائے - یا ایسا سخت گھونسا لگے - کہ سر بھوٹ جائے - یا زندگی کا چراغ پانی ہی کے اندر بجھ جائے - آخر کار میں نے اسے کہا - کہ بھئی تم اپنا سانس بند کرلو اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دو - اس تجویز کو اس نے پسند کیا - اور ہم پانی میں کود پڑے - ابھی بہت دور نہ گئے تھے - کہ اس نے تند خو سانڈ کی طرح لاتیں مارنے کی شروع کیں - اور میرے ہاتھ سے نکل کر سرنگ کی دیوار سے جا ٹکرایا - جس میں اُسے لیکر واپس چلے آنے پر مجبور ہُوا - اور اس نے غار میں جا کر خوب ہانپنا شروع کیا - اور پیٹرکن صاحب بالکل حواس باختہ ہو گئے تھے +

پیٹرکن - (غصے سے) نہیں - ہرگز نہیں - فقط میرا دم پھول گیا تھا - اور اگر میرے ہوش بجانہ ہوتے تو بھلا تمہارے ہاتھ کیونکر نکلتا +

ہم نے پھر غور کرنا شروع کیا کہ کس طرح باہر نکلنا چاہئے - اگر اُس وقت میرے دل میں ایک خیال نہ آتا - تو ہم شائد آجتک وہیں بیٹھے ہوئے صلاح و مشورہ کرتے ہوتے - وہ خیال یہ تھا -

کہ پہلے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ دوں اور ایک لمبی بلّی کے ساتھ
باندھ کر لے چلوں۔ تاکہ اُس کو چھوٹ کر بھاگنے کا موقع نہ ملے۔
یہ سُن کر اُس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ مگر اس کے سوا اور کوئی
چارہ بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے طوعاً وکرہاً مان لیا۔
میں غار سے نکل کر باہر گیا۔ اور رسّی اور ایک بلّی لے کر
واپس آیا۔ اُس کو اُس بلّی کے ساتھ باندھ دیا۔ اور وہ بالکل
مصری کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

"تم ڈبکی مار کر آگے بڑھے اور بلّی کا دوسرا سرا جس کے ساتھ
میں بندھ رہا ہوں غار میں رہنے دینا تاکہ مجھے سانس لینے کا موقع ملجائے۔
میں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہو گا۔ میں غار کے دہانے پر گیا اور
کہا "اب خوب ہوا سے پیٹ بھر لو۔"

اُس نے ایک بہت لمبا سانس بھرا۔ مینے خیال کیا کہ اُس کا
پیٹ اب ہوا سے بھر گیا ہے۔ مینے اُس کے چہرے کی طرف
دیکھا۔ اور فوراً غوطہ مارا۔ اور اتنی دیر جتنی دیر بیس تک کی
گنتی میں لگتی ہے۔ ہم سطح بحر پر جا نکلے۔ اُس کے پیٹ میں اتنی ہوا
بھر گئی تھی۔ کہ جب کھلی ہوا میں جا نکلے۔ تو سانس لیتے وقت
ایسے بڑے زور سے چیخ ماری۔ جو شائد ایک میل کے فاصلے
پر سنائی دی ہو گی۔ اب اُس نے گانا اور چلانا شروع کر دیا۔
اور میں اُس کو خشکی پر لے گیا۔ اس کے بعد ہی ہم نے
تمہاری لاش کی تلاش شروع کر دی۔ جب ہم روز دلدلوں
اور جھاڑیوں میں تمہاری لاش کی تلاش میں نکلتے۔
تو ہمارے دل دن بدن بہت اندوہگین اور مضطرب ہوتے
جاتے۔

تین ہفتے کے بعد ہماری تحقیقات ختم ہوئی۔ اس کے بعد ہمیں اطمینان ہوگیا۔ تو تم زندہ ہو۔ پھر خیال آیا کہ شائد بدمعاشوں نے تمہاری لاش کو سمندر میں پھینک دیا ہو۔ ہم نے ساحل بحر کو دیکھنا شروع کیا۔ ایک روز جب ہم چٹان پر کھڑے تھے۔ تو پیٹر کن کو ایک تھیلی دکھائی دی۔ ہم اُسے جاکر اٹھا لائے۔ کھولکر دیکھا۔ تو بارود تھی +

میں (جیک۔ اس تھیلی کو میں نے ہی تختۂ جہاز سے اُٹھاکر سمندر میں پھینک دیا تھا تاکہ تمہارے پاس آن پہنچے۔ یہ بارود بہت مفید ثابت ہوئی۔ تھوڑی سی بھیگ گئی تھی۔ پیٹر کن پستول بھر کر جانوروں کا شکار کیا کرتا تھا۔ اب یہ بڑے نشانہ باز ہو گئے ہیں۔ مگر جب ساحل پر تمہارا کوئی نشان نہ ملا۔ تو ہم مایوس ہو کر کہنے لگے کہ پھر ہمیں تمہاری صورت دیکھنی کب نصیب ہو گی۔ اب یہ جزیرہ بہت اُجاڑ اور سونا معلوم ہونے لگا۔ مگر اب تمہارے واپس آجانے سے پھر ویسا ہی دلفریب اور دلپذیر معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمہارے جانے سے پہلے تھا +

اب میری یہ خواہش ہے۔ کہ اس حصۂ دنیا کے دیگر جزائر کو بھی دیکھیں۔ ہمارے پاس ایک اوّل درجے کا اب کشتی ہے۔ اس لئے میں نہیں جانتا۔ کہ کون سی چیز ہماری راہ میں حائل ہو کر اس ارادے سے ہمیں باز رکھ سکتی ہے +"

پیٹر کن "میں بھی تجویز پیش کرنے والا تھا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ابھی چلے چلو +"

جیک "یہ بہتر ہو گا کہ ہم اُس جزیرے کی طرف چلنے کی تیاریاں

کریں۔ جہاں آوے ٹا ہے۔ اور ٹہیا وے کہیں۔ کہ وہ اوے ٹا کو کسی آدمی کے ساتھ شادی کرنے دے۔ جسے وہ دل سے چاہتی ہے۔ اگر وحشی سردار کے دل میں شکر گذاری کی کوئی رمق باقی ہے۔ تو وہ ہماری بات کا جزو۔ پاس کرے گا۔"

جیک کی یہ تجویز بالکل اس کی عجیب طبیعت کے عین مطابق تھی۔ اس نے اس سیاہ فام لڑکی کو بچانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اس لئے اُسے کسی پہلو چین نہیں پڑتا تھا۔ جب تک کہ وہ اُسے رہا نہ کرلے۔ اس گفتگو کے آخر میں وہ کہنے لگا "اس میں کئی دقتیں پیش آئینگی۔ مگر کیا تم میرے ساتھ چلوگے۔"

ہم دونو نے یک زبان ہو کر جواب دیا "تمہارے ساتھ چلینگے۔"

بلیں "کیا تمہیں ہماری وفاداری میں کلام ہے۔"

پیٹرکن "ایک لحہ کے واسطے بھی۔"

جب سب بحث و پز ہو چکی۔ اور ہم نے اُس مہم پر جانے کی ٹھان لی۔ تو ہم نے وہاں سے چلنے کی تیاریاں شروع کردیں۔ چونکہ جہاز پر کھانے پینے کا ہر قسم کا سامان بہ کثرت تھا۔ اس لئے کچھ ناریل کے کھوپڑے۔ اور روٹی کے درخت کے پھل۔ ٹیرو۔ بیر۔ رتالو۔ آلو وغیرہ کی ایک بڑی مقدار لاد لی۔ صرف اس ارادے سے کہ اپنے پیارے جزیرے کی چند چیزیں بطور یادگار ساتھ رہیں۔

جب سب تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ تو ہم ان جگہوں کو آخری دفعہ دیکھنے گئے۔ جہاں زیادہ تر آیا جایا کرتے تھے۔ پہلے چوٹیوں پر چڑھے۔ اور وادیوں کی فرحت افزا اور طراوت بخش سبزی دیکھی۔ وہاں سے چند اور مقام بھی دیکھے۔ پھر ہم اُس جگہ آئے۔ جہاں سے پانی کے فوارے چھوٹتے تھے۔ وہاں سے باغ آب پر گئے۔

اور کپڑے اتار کر پانی میں آخری دفعہ غسل کیا۔ میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور کپڑے پہن کر اس تالاب کو دیکھنے گیا۔ جہاں میں نے مچھلیاں ڈال رکھی تھیں۔ میری عدم موجودگی میں پیٹر کن ان کی خوب دیکھ بھال کرتا رہا تھا۔ سب سے پیچھے ہم جھونپڑے میں آئے۔ وہاں سے چند ضروری چیزیں اٹھا لیں۔ اور ایک لوح پر اپنے نام کندہ کر کے جھونپڑے کے اندر لٹکا دی۔ جیک۔ مارٹن۔ رالف روور۔ پیٹر کن گے۔

کشتی پر بیٹھ کر ہم اسکونر پر پہنچے۔ اور اسے اوپر چڑھا لیا۔ اور لنگر اٹھا کر چل دیئے۔ اس وقت خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ شام ہو گئی تھی۔ جہاز بڑی تیز رفتاری کے ساتھ لہروں پر کودتا پھاندتا چل نکلا۔ جوں جوں ہم آگے بڑھے۔ جزیرہ کے سواحل آنکھوں سے اوجھل ہوتے گئے۔ آخرکار جزیرہ صرف ایک سیاہ دھبا سا معلوم ہونے لگا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آفتاب اور مونگے کا جزیرہ دونو بحرالکاہل کی وسیع آبی سطح میں چھپ گئے۔

تیسواں باب

سفر

دو ہفتے تک ہم متواتر سفر کرتے رہے - ہوا ہمارے موافق تھی - اسی وجہ سے سفر خیریت سے طے ہوتا گیا - ہم کو بادبانوں کے چڑھانے یا اتارنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی - جیک بہت قوی الجثّہ تھا - اور پیٹیر کن بندر کی طرح چالاک پھرتیلا تھا - اور مستولوں پر بلّی کی طرح چڑھ جاتا تھا - تاہم جہاز کے واسطے صرف تین آدمی کافی تھے - مگر ہم مجبور تھے - اگر پہلے کبھی کوئی آدمی ہم سے جہاز چلانے کے واسطے کہتا - تو اُسے ہم ٹکا سا جواب دیتے - میں اس بات پر بہت سوچتا رہا - آخرکار یہ نتیجہ نکالا - کہ انسان نہیں جانتا ہے - کہ وہ کیا کچھ کرسکتا ہے - جب تک اُسے اپنی ذاتی قابلیت کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملے - اور خواہ کتنی بڑی مشکل کیوں نہ پیش آئے - مایوس نہیں ہونا چاہیئے - ہمیشہ یہ خیال چاہیئے - کہ ہمارا مقصد نیک ہے - اور اُس پر خدا برکت نازل کریگا ٭

میں اپنے سفر کے تمام حالات بیان کر کے اپنے ناظرین کو پریشان خاطر نہیں کرونگا - اسی قدر کہنا کافی ہے - کہ تین ہفتے کے بعد ہم جزیرۂ مینگو کے قریب جا پہنچے - میں نے اُسے فوراً پہچان لیا - کیونکہ بل نے اُس کی نسبت مجھ سے چند باتیں بیان کی تھیں ٭ جب ہم اِس کے قریب پہنچے - تو ہم نے جہاز ٹھیرا کر مشورہ کیا ٭

جیلک۔ اب اِس معاملہ کے نشیب و فراز اور حسن و قبح پر غور کرو۔ تم میرے ساتھ چلے آئے۔ اور ہر ایک قسم کی تکلیف جھیلی۔ اب جو کام تمہارے سامنے ہے۔ اُس کے خطرات پر خوب غور کرو۔
پٹیر کن "ہمیں خطرے کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ تم خطرے کا ذکر کرتے ہو۔ جب ایک آدمی خوف کا ذکر کرتا ہے۔ تو وہ اُسے موٹے حرفوں میں دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ تو وہ شیر خوار بچّے کی مانند ڈر جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں کر سکتا" ؂
جیلک (سنجیدگی سے) "پٹیر کن اس اہم اور خطرناک معاملے کو دل لگی میں مت اُڑاؤ۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ جب ہم نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ تو ہمیں کسی قسم کے خوف کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اب یہ خطر ہمارے سامنے ہے۔ اور ہمیں اس سے آنکھ نہیں چرانی چاہیئے۔ واقف تم کہتے تھے۔ کہ اس جزیرے میں اوّل درجے کے مردم خور وحشی رہتے ہیں۔ جن کا اصول ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ؂
میں "ہاں ! بل نے مجھ سے یہی کہا تھا۔ اور کہ اس جزیرے کے جنوبی کنارے پر پادریوں نے اپنا اقتدار جما کر ایک چھوٹے قبیلے کے لوگوں کو عیسائی بنا لیا ہے۔ ویسلین مشن کی طرف سے ایک دیسی پادری یہاں آیا اور اُس نے اِس چھوٹے قبیلے کے سردار کو مسیحی مذہب اختیار کر لینے کی ترغیب دی۔ مگر اس سے ہم کو بہت فائدہ نہیں ہونے کا۔ کیونکہ سردار ٹرمیرِ بُت پرست ہے۔ اور عیسائیوں کو ستاتا ہے۔ اور اُن عیسائیوں کی قدر جمعیّت مختصر ہے اور سردار مذکور گوروں سے متنفر ہے۔ کیونکہ وہ اُن کو بدعتی اور ایک نیا مذہب پھیلانے

والے سمجھتا ہے۔

جیک:۔ "یہ افسوس کی بات ہے کہ عیسائیوں کی جماعت بہت کمزور اور قلیل ہے۔ ہم ان کے ہاں محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اگر ٹیں و ہمارا جہاز ضبط کرنا چاہے یا ہم کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کرے۔ تو وہ بآسانی ایسا کر سکتا ہے۔ کیا دیسی پادری انگریزی زبان جانتا ہے؟"

میں:۔ "ہاں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جانتا ہے"

جیک:۔ "بہت اچھا۔ چلو۔ جزیرے کے جنوبی کنارے پر چلیں۔ اور مسیحی گاؤں کے قریب لنگر انداز ہو جائیں۔ ہم جزیرے سے بہت فاصلے پر ہیں۔ وحشیوں کی نظر ہم پر ابھی نہیں پڑی ہو گی۔ اسلئے جنوبی ساحل کی طرف چلو۔ ہم جلد اپنی تجاویز پختہ کرینگے۔ لیکن وہاں جانا خالی از خطرہ نہیں۔ مخالف قبیلے ہمیں پکڑ سکتے ہیں۔ اور وہ جو چاہیں ہم سے سلوک روا رکھینگے۔

پیٹر کن:۔ "ممکن ہے۔ وحشی ہم کو بھون کر کھا جائیں۔ جیک ان باتوں کی فکر مت کرو۔ تمہارا خیال ہے کہ خطرے کا مقابلہ کرنے میں جھجکنا نہیں چاہئے۔

جیک:۔ "کیا تم ہر قسم کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہو؟"

پیٹر کن:۔ "میں دل سے تیار ہوں۔ میں خیال نہیں کرتا۔ کہ ٹیں و ایسا احسان فراموش ہوگا۔ کہ وہ ہم کو بھون کر کھا جائے۔ مجھے یقین ہے۔ جو کچھ ہم اُس سے کہیں گے۔ وہ مان جائیگا۔ اس لئے جس قدر جلدی ہم اس کے پاس چلیں۔ اُسی قدر زیادہ بہتر ہوگا۔ اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائینگے"

مگر پیٹر کن کا یہ خیال غلط تھا۔ کہ وحشی سردار ہمارا شکر گذار ہے۔ جیسا کہ ابھی ظاہر ہو جائے گا۔ جہاز کا رخ جنوب کی طرف کر دیا

گیا۔ آفتاب غروب ہونے سے پیشتر ہم جنوبی ساحل پر جا پہنچے۔ اور مونگے کی چٹان کی آڑ میں جا ٹھیرے۔ ہم کو دیکھ کر ایک کشتی آئی۔ ہم اُس کا انتظار کرنے لگے۔ جب ہمارے جہاز کے قریب آئی۔ تو ایک دیسی آدمی جس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہو گی۔ اور بشرے سے حلیم الطبع معلوم ہوتا تھا۔ تختۂ جہاز پر آیا۔ اپنی ٹوپی اُتار کر ہم کو سلام کیا۔ اُسکا لباس یورپین قطع کا تھا۔ اُس نے حسب ذیل بات چیت کی "حضرات۔ سلام۔ آپ کی ملاقات سے ہم کو بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ میں بڑے تپاک سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"

پھر اُس نے ہم سب سے مصافحہ کیا۔ اُس کے سلام کا جواب دے کر جیک نے کہا "کیا آپ ہی دیسی پادری ہیں۔ جن کی تعریف مینے بہت کچھ سُنی ہے"

پادری صاحب "بیشک! مجھے اِس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ میں یہاں خداوند کی خدمت پر مامور ہوں"

جیک "یہ بڑی خوشی اور خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں آپ سے ایک ضروری معاملہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ نیچے کوٹھری میں چلئے۔ میرے ہمراہی (ہم دونو کی طرف اشارہ کر کے) آپ کے ہمراہیوں کی نگرانی کرینگے"

پادری صاحب "میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں شراب نہیں پیتا۔ اور نہ کسی اور قسم کی منشیات کا شوق ہے"

جیک "بہت بہتر۔ آپ پانی اور بسکٹ کھا سکتے ہیں"

آدھ گھنٹہ کے بعد دونو کوٹھری سے نکل کر آئے۔ پادریصاحب خندہ پیشانی سے خدا حافظ کہہ کر اپنی کشتی میں سوار ہو کر چلے

اگئے۔ پیٹرا گن جیلٹ کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ "کپتان صاحب۔ کوئی کار خدمت۔ حکم ہدائت ارشاد فرمائیے۔"

جیلٹ "تیار ہو جاؤ۔ تلوار سنبھالو۔ اور بالکل خاموش رہو۔ کچھ مت بولو۔ ہم یہاں سے ذرا آگے بڑھینگے۔ پادری بہت اچھا آدمی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ لیگون کے اندر بہت گہرا پانی ہے۔ وہاں ہم کنارے کے قریب ہی لنگر انداز ہو سکینگے۔"

جس وقت جہاز کنارے کی طرف جا رہا تھا۔ تو جیلٹ ہم سے کہنے لگا۔ کہ اوسے ٹیا یہیں ہے۔ اور بت پرستوں کے درمیاں رہتی ہے۔ وہ عیسائی بننے کی خواہشمند ہے۔ مگر ٹرا ہرا اسے روکتا ہے۔ اور اس کو زیر حراست رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ جزائر ساموآ کی رہنے والی ہے۔ وہاں مسیحی مذہب مدت سے رائج ہے۔ اُس وقت اوسے ٹیا وہیں تھی۔ جس روز پکڑی گئی۔ اُسی روز اوسے ٹیا بپتسمہ پا کر کلیسیا میں شریک ہونے والی تھی۔ وہاں لنڈن مشنری سوسائٹی بشارت انجیل کا کام کرتی ہے۔ پادری نے مجھے یہ بھی بتایا۔ کہ اوسے ٹیا ایک مسیحی سردار کو جو یہاں سے پچاس میل جانب جنوب رہتا ہے۔ سچے دل سے پیار کرتی۔ اور شادی کی خواہشمند ہے۔ اور یہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ ہم عین موقع پر آ گئے ہیں۔ شائد وہی سردار ہے۔ جس کا ذکر تم نے جزیرہ ایمو میں سُنا تھا۔ یہ بت پرست وحشی ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ پرسوں یہاں ایک لڑائی ہونے والی ہے۔ اُس میں ٹرا ہرو بھی شریک ہو گا۔ اس وجہ سے ہم لڑائی ختم ہو چکنے کے دوسرے تیسرے دن اس بدذات سے گفتگو کر سکینگے۔

عیسائیوں کا گاؤں ایک بہت اچھی جگہ پر آباد تھا۔ اس کے قریب ایک چھوٹی خلیج کا دہانہ تھا۔ وہاں درخت بکثرت تھے۔ قریب ایک چھوٹی حد فاصل پر واقع تھی۔ وہ بھی خوب سبزے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اُس کی دوسری جانب بت پرست سردار کا علاقہ تھا +

آبادی کا محل وقوع بہت اچھا تھا۔ تمام گھر ساحل سمندر سے چند سو گز کے فاصلے پر تھے۔ ان کے اردگرد بڑے بڑے عالی شان سبز درخت تھے۔ جو دھوپ کو بخوبی روک سکتے تھے۔ یہ گاؤں ایک میل لمبا تھا۔ اور اُس کے بیچوں بیچ ایک سیدھی سڑک واقع تھی +

ہر ایک گھر میں کھڑکیاں اور دروازے تھے۔ تختے اور چوکھٹے سیاہ رنگ سے رنگے گئے تھے۔ ایک بلند مقام پر گرجا واقع تھا۔ جو بجائے خود ان عجائبات کا ایک نمونہ تھا۔ اس عمارت کا طول سو فٹ اور عرض پچاس فٹ تھا۔ اور دو ہزار آدمیوں کے واسطے کافی تھا۔ اِس کے چھ دروازے اور بارہ کھڑکیاں تھیں۔ یہ عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی تھی۔ اس میں کوئی لوہے کی میخ تک نہ لگی تھی۔ دیسیوں نے پتھروں کے اوزاروں سے کام لیا تھا۔ اُن کے پاس صرف دو کلہاڑے تھے۔ اس عمارت کے اردگرد راحت اور نشاط نظر آتی تھی۔ جب پادری نے بتایا۔ کہ تمام وحشی اِس سے ایک سال پہلے عیسائی ہوئے تھے اور اُس سے پیشتر وہ لوگ نہایت ہی وحشیانہ اور خلاف انسانیت کام کیا کرتے تھے۔ تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔ کہ اس سے بڑھ کر ثبوت مسیحی مذہب کے مستجاب اللہ ہونے کا کہاں مل

سکتا ہے ۔

جس وقت ہم اپنی کشتی میں سوار ہو کر کنارے پر پہنچے ۔ تو پادری اور اُس کی بیوی نے بڑے تپاک سے ہمارا استقبال کیا۔ پادری کی بیوی نے ۔ یورپین وضع کا لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر ٹوپی تھی ۔ کنارے پر سیکڑوں دیسی عیسائی قطار باندھے کھڑے تھے ۔ ہر ایک آدمی نے کسی نہ کسی قسم کا دیسی کپڑا پہن رکھا تھا۔ بعض لوگوں کی پنڈلیاں ننگی تھیں ۔ اور بعض نے پاجامے پہن رکھے تھے ۔ مگر باقی بدن ننگا اور سر پر ولایتی ٹوپی تھی ۔ بہت سے مردوں اور عورتوں کے کپڑے بہت ہی عجیب تھے ۔ مگر تھے ۔ یورپین لباس کی بھدی نقل ۔ وہ ہم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ جس وقت پادری اور اُس کی بیوی ہم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے ۔ تو وہ لوگ ہمارے اردگرد جمع ہو گئے سؤر کے گوشت کے کباب اور ہر قسم کی سبزی ترکاریاں اور میوے جو اس جزیرے میں تھے ۔ ہمارے کھانے کے واسطے میز پر چنے گئے ۔ مگر چوہوں نے ہمارا دم ناک میں کر دیا ۔ وہ گھر میں اِدھر اُدھر ایسی بے تکلفی سے بھاگتے پھرتے تھے ۔ جیسے پالتو مرغ مرغیاں پھرا کرتے ہیں ۔ ایک گستاخ دلیر چوہا میز پر چڑھ آیا۔ پیٹرکن نے زور سے ایک دھپڑ رسید کر کے اُسے فرش پر گرا دیا ۔ اور پادری صاحب سے کہنے لگا " پادری صاحب چوہے دانی کیوں نہیں لگاتے۔ میں خیال نہیں کرتا کہ آپنے اِن کو شوقیہ پال رکھا ہے ۔"

پادری صاحب (مسکرا کر) " جی نہیں ۔ مجھے چوہے پالنے کا شوق نہیں ہے ۔ اگر ہو سکے تو ہم ان کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن اگر ہم اس جزیرے کے تمام چوہوں کو پکڑنے اور مارنے لگیں ۔ تو ہمارا تمام

وقت اسی کام میں صرف ہو جائے۔ اور ہم کوئی دوسرا کام نہ کرنے پائیں ٭

جیاک " کیا تمہارے جزیرے میں چوہے بکثرت ہیں ٭"

پادری صاحب۔ " ہر جگہ بڑی کثرت سے ہیں۔ شمالی حصہ کے بت پرست وحشی اُن کو کھاتے اور بڑے لذیذ سمجھتے ہیں۔ ہمارے یہاں کے عیسائی بھائی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر اب اُنہوں نے چوہے کھانا ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ پادری صاحب نے جو پچھلی دفعہ یہاں آیا تھا۔ چوہے کے گوشت کو بہت بُرا اور نفرت انگیز بتایا تھا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ چوہے کھانا گناہ ہے۔ تو پادری صاحب نے کہا۔ ان کا گوشت کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر یہ گوشت بجائے خود گھنونا اور مکروہ ہے ٭"

ایک گھنٹے کے اندر ہی ثابت ہو گیا۔ کہ واقعی چوہے اِس جزیرے میں نہایت کثرت سے ہیں۔ سیکڑوں چوہے اِدھر اُدھر بھاگتے اور قلابازیاں کھاتے پھرتے تھے۔ اور کھانے کے وقت دو آدمی صرف چوہے ہانکنے کے واسطے مقرر کئے گئے تھے ٭

پیٹر کن " یہ افسوس کی بات ہے کہ آپ کے پاس بلّی نہیں ہے!"

اتنے میں ایک نڈر چوہا اوپر آ چڑھا۔ پیٹر کن نے اُس کو مارنا چاہا۔ مگر وہ بچ کر نکل گیا ٭

پادری صاحب " اگر چند بلّیاں مل جائیں۔ تو ہم بخوشی پال لیں۔ مگر ان کا ملنا مشکل ہے۔ سؤر۔ چوہوں کے دشمن ہیں۔ مگر وہ تمام چوہوں کو مارنے کے قابل نہیں۔ مینے سُنا ہے کہ جنگلی سؤر بلّیوں سے بھی زیادہ مفید ہیں ٭"

پادری صاحب مسکرائے۔ مینے دیکھ لیا۔ تو کہنے لگے " میں اس لئے

مسکرایا۔ مجھے ایک بلّی کا حشر یاد آگیا۔ جو راروٹونگا میں بھیجی گئی تھی۔ اس مقام پر بھی لنڈن مشنری سوسائٹی کام کرتی ہے۔ وہاں چوہے نہایت کثرت سے ہیں۔ اس لئے ایک بلّی منگوائی گئی۔ وہ بلّی بڑی اور سیاہ رنگ کی تھی۔ جب کھلی چھوڑی گئی۔ تو وہ بھاگ کر جنگل میں جا گھسی۔ کبھی کبھی رات کے وقت دیسیوں کے گھروں میں چلی جایا کرتی۔ بعض لوگ آبادی سے فاصلے پر رہتے تھے۔ اُن کو بلّی کے آنے کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ وہ اُسے دیکھ کر بہت خائف ہو جایا کرتے اور اُسے سمندری عفریت کہکر پکارا کرتے۔ اور اُس سے ہمیشہ دور رہا کرتے۔ ایک دفعہ رات کے وقت بلّی ایک سردار کے گھر میں جا گھسی۔ وہ سردار چند ہفتے پیشتر عیسائی ہوا تھا۔ اور اُس کو دعا مانگنے اور بائبل پڑھنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سردار مذکور کی بیوی نے جو اُس کے پاس بیٹھی تھی۔ دروازے میں بلّی کی آنکھیں چمکتی دیکھیں۔ اور ایک عجیب آواز سُنی۔ وہ اس سے نہایت ہراساں ہو گئی۔ اور اپنے خاوند کو جگایا۔ اور اُس کو برا بھلا کہنے لگی۔ کہ وہ کیوں عیسائی ہو گیا۔ اور کیوں اُس نے پرانے دیوتا کو جلا دیا۔ اب وہ انتقام لینے آیا ہے۔ اور جلدی جلدی کہنے لگی "اٹھو اور دعا مانگو اٹھو اور دُعا مانگو"۔

سردار بیدار ہوا۔ دیکھا کہ دو شعاعیں جل رہی ہیں اور عجیب آواز آرہی ہے۔ وہ بھی بہت ہراساں ہوا۔ اُس نے الف بے کا وظیفہ رٹنا اور خداوند سے دعا مانگنا شروع کیا۔ اور خوب زور سے بولنے لگا۔ کہ یا خدا شیطان کے پنجے سے نجات دے! اس کی آواز سُن کر بلّی بھی اُنہی کی طرح ڈر گئی۔ اور سرپٹ بھاگ گئی۔ سردار اور اسکی بیوی اپنے آپ کو اپنی دعا کے فوری اثر پر مبارکباد دینے لگے۔

ہم اِس کہانی کو سُن کر بہت محظوظ ہوئے - پادری صاحب ایسی عمدہ انگریزی بولتے تھے - کہ اگر لہجہ اور تلفّظ اور سیاہ رنگ نہ ہوتا - تو اُن کے انگریز ہونے میں کوئی کلام نہ ہوتا +

دوسرے دن ہم اپنے میزبان کے ساتھ قابل دید چیزیں دیکھنے گئے - پادری صاحب کی بات سے ہمیں ایک خاص لطف حاصل ہوتا تھا - ہم نے دیسی عیسائیوں کو دیکھا - کہ بعض کپڑا بننے میں مصروف ہیں اور بعض ٹاروں کے کپڑے تیار کر رہے ہیں - جیک نے پادری صاحب کے توسّط سے ایک دو آدمیوں سے سوال کئے - جن کے جواب سے ہم بہت متعجّب ہوئے - کیونکہ اُن کی عام واقفیّت بہت وسیع معلوم ہوتی تھی +

پیٹر کن - واقعی یہ لوگ جیک سے بھی زیادہ تجربہ کار اور سمجھدار معلوم ہوتے ہیں - پادری صاحب نے مونگے کے جزیرے کی بابت حسب ذیل بیان کیا +

بحرالکاہل میں تین قسم کے جزیرے ہیں - اوّل طبقہ میں آتشخیز پہاڑی - اور جنگلی جزیرے ہیں - اِن میں سے بعض جزیروں کے پہاڑ دس ہزار اور پندرہ ہزار فٹ کے درمیان بلند ہیں - طبقۂ دوم میں لائم سٹون (چونے کا پتھر) کے جزیرے ہیں جو سو فٹ سے لے کر پانچ سو فٹ تک بلند ہوتے ہیں - ان جزیروں کے پہاڑوں پر سبزی اور نباتات بکثرت ہوتی ہے - اور بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں - مونگے کا جزیرہ جہاں آپ لوگ مدّت تک رہے ہیں - اسی طبقے کا جزیرہ ہے - ان کی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ آتشخیز پہاڑوں کے طفیل سے سمندر کی تہ سے نکلے ہیں - مگر خود آتش خیز نہیں ہیں - درجۂ سوم میں ایسے مونگے کے جزیرے ہیں - جو زیادہ

بلند نہیں ہوتے۔ اور اُن کے وسط میں پانی کے تالاب سے ہوتے ہیں۔ اِس قسم کے جزیرے بہت سے ہیں۔"

مونگے کے جزیروں اور چٹان کی طرح ساخت و ترکیب کی نسبت مختلف خیالات ہیں۔ لیکن میں آپ کو سائنسدان۔ پادریوں کی رائے بتاؤنگا۔ جو وہ ان جزیروں کی ترکیب کی بابت رکھتے ہیں۔ یہ تو ایک مسلّمہ امر ہے۔ کہ پانی میں لائم (چونا) بکثرت ملا ہوا ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ مونگے میں لائم کا ایک بڑا جزو ہوتا ہے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ مونگے کے کیڑوں میں اس لائم کے جذب کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور اسی مادے سے وہ اپنے گھر بناتے ہیں۔ وہ کسی آتشخیز پہاڑ کی چوٹی یا پانی میں ڈوبے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر اپنا گھر بنانا شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دریافت ہو چکا ہے۔ کہ یہ کیڑے سمندر کے عمق میں اپنا گھر نہیں بناتے۔ چوٹی پر وہ اپنے گھر بناتے ہیں۔ پہلے تو سطح آب تک پہنچاتے ہیں۔ یہ کیڑے چاروں طرف سے کام کرتے ہیں۔ جو کیڑے چوٹی کے بیرونی کناروں پر کام کرتے ہیں۔ وہ چوٹی تک جلد جا پہنچتے ہیں۔ اور وسطی حصوں میں کام کرنے والے بعد میں اپنا کام ختم کرتے ہیں۔ یہ مونگے کے چٹان ہوتے ہیں۔ جو جزیرے کے قریب ہی سمندر میں دیکھے جاتے ہیں۔ جب یہ کیڑے سطح آب تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو مر جاتے ہیں۔ اور مونگے کی پانی میں چٹانیں بن جاتی ہیں۔ ایکے اوپر پرندے آکر بیٹھتے ہیں۔ اور وہ قسم قسم کے بیج لاکر ان چٹانوں کے اوپر پھیلا دیتے ہیں۔ جو اُگ آتے ہیں اور جزیرے پر طرح طرح کے نباتات پیدا ہو جاتی ہیں۔ سیکڑوں مونگے کے جزیرے جو آپنے اثنائے سفر میں دیکھے ہونگے۔ اسی ترکیب سے بنے ہیں۔ بڑے بڑے

جزیروں کے گرداگرد جو چٹان دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بھی اسی ترکیب سے بنتے ہیں۔ جب ہم ان ناچیز معماروں کی ہنرمندی پر جن کو ہمارا آسمانی باپ خوب صورت جزیرے بنانے کا کام سپرد کرتا ہے۔ غور کرتے ہیں۔ تو ہمارے دل میں وہی خیال آتا ہے۔ جو اس صاحب الہام بادشاہ کے دل میں پیدا ہؤا تھا۔ اور ہم اس کے ہم زبان ہو کر کہتے ہیں "اے خدا تیرے کام کیسے عجیب ہیں۔ تو نے اپنی عقل سے ان سب کو بنایا ہے" ٭

ہم نے دل سے پادری صاحب کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور ہم یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ جو رائے ہم نے مونگے کے جزیرے پر غور و مشاہدے کے ذریعے سے جزیروں کی بناوٹ کی بابت قائم کی تھی۔ وہ ایک بڑی حد تک درست تھی ٭

پادری صاحب نے پھر ہم سے مسیحی مذہب کی اشاعت کا حال بیان کیا۔ "تین برس ہوئے۔ جب پادری لوگ ایک چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر یہاں آئے۔ اس سردار نے جو تھوڑا عرصہ ہؤا۔ مر گیا پادریوں سے وعدہ کیا۔ کہ وہ دیسی منادوں کے ساتھ جو اس جزیرے پر چھوڑے گئے تھے عمدہ سلوک کرے گا۔ مگر وہ کنارے سے چند گز دور گئے ہونگے۔ کہ یہاں کے وحشیوں نے منادوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی۔ ان کا تمام مال و متاع چھین کر لے گئے۔ اور ان کو ستانے لگے۔ پادری فوراً ان کو واپس لے جانے کے لئے آئے۔ مگر اس وقت منادوں کے کپڑے بھی پھٹ چکے۔ اور مرد و عورت نیم برہنہ تھے ٭

دو سال کے بعد پھر جہاز یہاں واپس آیا۔ اور اس میں میں بھی تھا۔ میں نے کہا۔ کہ میں ساحل پر اکیلا اتروں گا۔ میرے پاس کوئی سامان

نہ تھا۔ مَیں نے اپنے رفیقوں سے صرف اتنی درخواست کی۔ کہ میری بیوی کو اگلے سال بھیج دینا۔ وہ اس سال میرے پاس آ گئیں۔ اور جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے اب میرے ساتھ ہیں۔ اُس وقت سمندر بہت تلاطم میں تھا۔ اس لئے کشتی مجھے کنارے پر نہ پہنچا سکی۔ میں نے ایک قمیص اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔ میرے پاس چند سوال و جواب کی چند دینی کتب ہیں۔ بائبل مقدس۔ اور بائبل کے چند صحیفے تھے۔ جن کا ترجمہ مینگو زبان میں ہو گیا تھا۔ میں ان چیزوں کو ساتھ لے کر سمندر میں کود پڑا۔ اور لہر کے ساتھ تیرتا تیرتا کنارے پر جا لگا۔ وحشی مجھے کھینچ کر خشکی پر لے گئے۔ جب اُنہوں نے دیکھا۔ کہ میرے پاس کچھ نہیں تو وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ مَیں نے اپنے دوستوں سے اشارہ کے ذریعے سے کہا۔ کہ مجھے یہاں چھوڑ کر تم پیچھے لوٹ جائیں۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے۔ پہلے پہل تو وحشی لوگ میری باتوں کو چپ چاپ سُنتے رہتے۔ مگر بعد میں خداوند یسُوع کی انجیل کا ذکر کرتا۔ تو خوب قہقہہ مار کر ہنس دیتے۔ بعد ازاں وہ میرے ساتھ کبھی کبھی بدسلوکی بھی کرنے لگے۔ مگر میں نے استقلال کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اور اُن کے درمیان کام کرتا رہا۔ اُس میں بعض وقت بحث مباحثہ بھی ہو جاتا۔ اور میں اُن کو گناہ آلودہ طرزِ زندگی کے ترک کرنے کی نصیحت کیا کرتا۔ کہ بُتوں کو جلا کر خداوند یسُوع پر ایمان لاؤ۔

میرے یہاں آنے کے ایک ماہ بعد میں نے سُنا کہ سردار کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ موجودہ سردار کا باپ تھا۔ اور یہ سردار کلیسیا کا بڑا اچھا ممبر تھا۔ یہاں یہ دستور ہے کہ جب سردار مر جاتا ہے۔ تو اُس کی بیویوں کو بھی مار کر اُس کے ساتھ ہی گاڑ دیا جاتا ہے۔ میں یہ

خبر سنتے ہی سردار کے گھر گیا۔ تاکہ اگر ممکن ہو۔ تو اُس کو اِس بے رحمی سے روکوں۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ دو بیویاں تو پہلے ہی مقتول ہو چکی ہیں۔ اور تیسری کا گلا دبایا جا رہا ہے۔ میں نے اس کو بچانا چاہا۔ اور اُن سے گڑگڑا کر عرض کی۔ کہ اس بیچاری کو مت مارو۔ مگر وہ پہلے ہی ادھ موئی ہو گئی تھی۔ میں نے پھر سردار کے بیٹے سے کہا۔ کہ وہ چوتھی بیوی کو زندہ چھوڑ دے۔ اُس نے کسی قدر ہچکچا کر میری درخواست قبول کر لی۔ مگر آدھ گھنٹے کے بعد اس عورت نے کہا۔ کہ میں اپنے شوہر سے بے وفائی نہیں کرنا چاہتی۔ میرا گلا گھونٹ ڈالو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

سردار کا بیٹا گھر کے سامنے گھوم رہا تھا۔ چہرے سے غضب کے آثار نمایاں تھے۔ جب وہ مکان کے اندر داخل ہوا۔ تو میں بھی اُس کے ساتھ ہی گیا۔ دیکھا۔ کہ اُس کا باپ زندہ ہے اور بیٹھا ہوا ہے۔ اور بشرے سے یاس ٹپک رہی ہے +

میں نے کہا "تم نے اپنے باپ کی بیوں کو کیوں مار ڈالا؟ وہ تو ابھی زندہ ہے؟"

لڑکا "یہ میرا باپ نہیں ہے۔ یہ تو اب مُردے کے برابر ہے۔ اب وہ زندہ ہی گاڑ دیا جائیگا" +

مجھے اس وقت یاد آیا۔ فیجی کے لوگوں کا دستور ہے۔ کہ جب حکمران سردار بوڑھا یا ضعیف ہو جاتا ہے۔ تو وارث اُسے معزول کر سکتا ہے۔ اس حالت میں وہ مُردہ تصوّر ہوتا ہے اور زندہ ہی دفن کر دیا جاتا ہے۔ نوجوان سردار نے ویسا ہی کیا۔ گو مَینے ہر چند اُس سے التجا کی۔ اور اُس کو اس وحشیانہ حرکت سے باز رکھنا چاہا۔ مگر تمام کوشش رائگاں گئی۔ اور کہنہ سال سردار اپنے بیویوں

کے ساتھ زندہ ہی گاڑ دیا گیا۔ جب مینے یہ دیکھا۔ تو میرا دل بھر بھر
کلپنے لگا۔ مینے خداوند سے دعا کی۔ کہ وہ ان وحشیوں کے دلوں
میں روشنی اور نور چمکائے۔ اور خداوند مسیح کی انجیل کے واسطے انکے
دلوں میں محبت پیدا کرے۔ میری دعا جلد قبول ہوئی۔ ایک ہفتے کے
بعد نو عمر سردار میرے پاس آیا۔ اُس نے اپنا دیوتا کندھوں پر اُٹھایا
ہُوا تھا۔ جس کے بوجھ تلے وہ مراجاتا تھا۔ اُس نے بُت کو میرے
پاؤں کے پاس پھینک دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ اِس کو جلا ڈالو +
آپ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے اُس سے کتنی خوشی ہوئی
ہوگی۔ میں اُٹھ کر اُس سے بغلگیر ہُوا۔ اور میری آنکھوں سے خوشی
کے آنسو نکل پڑے۔ ہم نے آگ جلا کر اُس بُت کو اُس میں ڈال
دیا۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور اس ماجرے کو دیکھ کر بہت خائف
ہو گئے۔ اور بُت کو جلتا دیکھ کر خیال کرنے لگے۔ کہ ہم سے دیوتا
اس بے ادبی کا بری طرح انتقام لینگے۔ لیکن جب اُن کو یقین
ہو گیا۔ کہ ہم سے دیوتاؤں نے کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا۔ تو
خیال کرنے لگے۔ کہ عیسائیوں کا خدا ہی سچا خدا ہے۔ اُسی دن
سے ہمارا مشن ترقی کرنے لگا۔ اِس قبیلے کے تمام آدمیوں نے
اپنے خانگی بتوں کو جلا ڈالا ہے۔ اور مسیحی ہو گئے ہیں۔ اور خداوند
مسیح کے سچے پیرو ہیں۔ میں اپنے مشن کی ترقی کا حال بیان نہیں
کرونگا۔ آپ خود اِس گرجا کو دیکھ کر قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ یہ گاؤں
اور گرجا ایک سال قبل یہاں موجود نہیں تھے +

ہم پادری صاحب کی زبانی مشن کی ترقی کا حال سُنکر بہت
خوش ہوئے۔ مینے سچے دل سے خدا سے دعا کی۔ کہ وہ مشنری
سوسائٹیوں کو برکت دے۔ جنہوں نے اپنے پادری ان وحشی

اور بت پرست جزیروں میں بھیجکر باشندوں کو انسان بنایا ہے ۔ پادری صاحب نے یہ بھی بتایا ۔ کہ دوسرے قبیلے اس قبیلے کی روش پر بہت برانگیختہ ہوئے کہ اُنہوں نے کیوں اپنے بُت جلا ڈالے ۔ اُنہوں نے اس مسیحی قبیلے کو نیست و نابود کرنے کی دھمکی دی ۔ مگر اب تک اُنہوں نے کچھ نہیں کیا ہے ۔ لیکن اگر وہ ہم پر حملہ کریں ۔ تو خداوند ہماری طرف داری کرے گا ۔ ہم اُن سے ڈرنے کے نہیں ‌۔

جیک ۔ کیا پادری لوگوں کے ان جزیروں میں بہت سے اسٹیشن ہیں ۔"

پادری صاحب ۔ بیشک ۔ لنڈن مشنری سوسائٹی کے جزائر ٹہیٹی اور دیگر جزیروں میں بہت سے اسٹیشن ہیں ۔ ویسلیین مشن کے فیجی جزائر میں ۔ اور امریکن مشن کے دوسرے جزیروں میں کئی اسٹیشن ہیں ۔ مگر یہاں سیکڑوں جزیرے ایسے ہیں ۔ جنکے باشندوں نے خداوند یسوع مسیح کا نام ابھی تک نہیں سُنا ہے ۔ ہزاروں آدمی نہایت وحشیانہ خونریزیاں کرتے کرتے مرجاتے ہیں ۔ جو آپ نے کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھی نہ کانوں سے سُنی ہونگی ۔ میں اُمید کرتا ہوں ۔ اے میرے دوستو ! جب آپ انگلستان واپس جائیں ۔ تو اپنے مسیحی دوستوں سے کہیں گے کہ جو کچھ اُنہوں نے ان جزائر کی نسبت سُنا ہے ۔ وہ بالکل درست اور صحیح ہے ۔ جو کچھ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ وہ بھی بیان کرنا اور نیز یہ کہ انجیل مقدس سے یہاں کے لوگوں کو جنہوں نے خداوند مسیح کو قبول کیا ہے کیسی بڑی برکت ملی ہے ‌۔

ہم نے اپنے دوست کو یقین دلایا ۔ کہ حتے المقدور اُس کی خواہش پوری کی جائے گی ۔ دوپہر کے وقت ہم گاؤں کو واپس گئے ۔ اور

گھروں کی سفیدی کا ذکر کیا +

پادری صاحب - یہ چونے کی وجہ سے ہے - جس کا پلاستر دیواروں کے بیرونی حصّوں پر کیا گیا ہے - جب دیسی لوگوں نے مسیحی مذہب قبول کیا - تو میں نے اُن کو ہدایت کی - کہ وہ اپنے واسطے گھر بنائیں - جب چاردیواری اور دیگر حصّے تیار ہو گئے - تو میں نے اُن کو سمندر میں سے مونگے کی چٹان پر لانے کے واسطے بھیجا - وہ گئے - اور بہت سی اُٹھا لائے - پھر میں نے لکڑی کٹوائی - اور مونگے کے ٹکڑوں کو اُس کے اوپر چن کر آگ لگا دی +

دیسیوں نے حیرت زدہ ہو کر کہا "دیکھو عیسائی کیسے عجیب آدمی ہیں - پادری پتھروں کو کباب کر رہا ہے - اب ہم کو ٹیس دیا روٹی کے درختوں کے پھلوں کی ضرورت نہیں ہو گی - ہم بھنے ہوئے پتھّر کھا کر پیٹ بھر لیا کرینگے +"

"لیکن جب اُسے پیس کر باریک کر لیا گیا - تو اُن کی حیرت دہ چند ہو گئی - اُنہوں نے چونے میں پانی میں ملا کر چھپّروں پر مل لیا - اور خوشی سے پاگل ہو کر گاؤں میں اِدھر اُدھر بھاگنے لگے - ایک دوسری چیز کو دیکھ کر وہ اور بھی حیران ہوئے - مجھے گھر کے سامان کی ضرورت تھی - میں نے خراد تیار کیا - اور سب سے پہلے ایک چارپائی کا پایہ بنایا - جونہی پایہ تیار ہؤا - سردار اُسے لے کر بھاگ گیا - اور بڑی خوشی اور تعجّب سے اُن کو دکھانے لگا - وہ لوگ بھی اُسے دیکھ کر بہت حیران ہوئے - بعد ازاں سردار مذکور نے پایہ کے سوراخ میں رسّی ڈال کر اُس کو اپنے گلے سے باندھ لیا - اور اُسے ایک زیور خیال کرنے لگا - اور کہنے لگا کہ اگر عیسائی ہونے سے پہلے میں یہ پایہ دیکھ لیتا - تو ضرور اُسے دیوتا بنا کر پوجا کرتا +

جب پادری صاحب اپنا بیان ختم کر چکے۔ تو ہم اُن کے مکان کے دروازے پر پہنچ گئے تھے۔ ایک ضروری کام کا عذر کر کے ہم کو چھوڑ کر کہیں چلے گئے +

جیلٹ "تو بھئی۔ اب میں لڑائی دیکھنے کے واسطے جانا چاہتا ہوں۔ میں خونریزی دیکھنے کا شائق نہیں ہوں۔ لیکن میں اُن کے عادات۔ رسم و رواج اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تا کہ جب کبھی ضرورت ہو۔ تو اس معاملے پر بعد ازاں دعوے کے ساتھ گفتگو کر سکوں۔ میدانِ کارزار یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ہمیں سوائے پتھر یا تیر کے کسی چیز کا خوف نہیں ہو گا۔ کیا تم بھی میرے ساتھ چلو گے؟"

پٹیر کن "بیشک" +

جیلٹ "اگر وہ ہم کو دیکھ لیں۔ تو ہم بھاگ آئینگے +"

پٹیرکن "خوب۔ تم اور بھاگو۔ میں خیال کر رہا تھا کہ تم ایسی حرکت نفرت کی نگاہ سے دیکھو گے +"

جیلٹ "ہاں۔ اگر لڑائی کرنا میرا فرض ہو۔ تو میں کیوں بھاگنے لگا۔ لیکن میں خواہ مخواہ لڑنا اور خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ اگر وہ حملہ آور ہوئے۔ تو میں نہایت ہی بزدل پٹیرکن کی طرح پاؤں سر پر رکھ کر بھاگ جاؤنگا۔ آؤ۔ اب چلے چلو +"

اکتیسواں باب

ایک خونریز لڑائی اور خوفناک نتائج

ہمنے پادری صاحب سے اُس میدانِ کارزار کا محلِ وقوع دریافت کرلیا۔ جہاں وحشیوں میں لڑائی ہونے والی تھی۔ اور ہم اس طرف چلے گئے۔ دو گھنٹے کے بعد ہم اُس میدان میں جا پہنچے۔ لڑائی ایک پہاڑی کی ننگی چوٹی پر ہونے والی تھی۔ اور جزیروں کے وحشی جھاڑیوں میں لڑتے ہیں۔ مگر مینگو کے لوگ کھلے میدان میں لڑتے ہیں۔ جس وقت ہم پہنچے۔ تو فریقین کیل کانٹے سے لڑنے کے واسطے تیار کھڑے تھے۔ ہم چٹانوں کے درمیان جا چھپے۔ اور وحشیوں کے نقل وحرکت دیکھنے لگے ؛

طرفین کے جانباز دلاور صف بستہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ دونو طرف چار چار قطاریں تھیں۔ پہلی قطار والوں کے پاس بھالے تھے۔ دوسری قطار کے آدمیوں کے پاس لٹھ تھے۔ تاکہ وہ نیزہ برداروں کی حفاظت کرسکیں۔ تیسری صف میں نوجوان تھے۔ جن کے پاس گوپھیے تھے۔ چوتھی صف میں عورتیں تھیں جن کے سروں پر ٹوکرے تھے۔ تاکہ فلاخن اندازوں کو پتھر بہم پہنچائیں۔ اُن کے پاس بھالے اور لٹھ بھی تھے۔ جو نیزہ بازوں اور لٹھ ماروں کے واسطے ضروری تھے۔ ہم پہنچے ہی تھے۔ کہ جانبین نے بڑی تندی کے ساتھ ایکدوسرے پر حملہ کیا اُنھوں نے کسی خاص جنگی قواعد کا لحاظ نہ کیا۔ بلکہ ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ میں نے اس قسم کے شیاطین کا

گروہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُن کے سروں پر عجیب قسم کی جنگی ٹوپیاں تھیں۔ زیبائش کے واسطے ٹوپیوں میں پر لگائے گئے تھے۔ بدن رنگے ہوئے تھے مگر نہایت ہیبت ناک دکھائی دیں۔ بھاری بھاری لٹھ ہاتھوں میں لئے ہوئے کودتے پھاندتے۔ اور زور کی چیخ مار کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ گویا شیطانی لشکر لڑائی کر رہا ہے ؛

ہم عورتوں کی چستی وتندی اور جسارت دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اپنے اپنے خاوندوں کی حفاظت کرنے اور اُن کو بچانے کے واسطے عورتیں اُن کے پیچھے پیچھے پھرتی تھیں۔ ہم نے ایک ہٹی کٹی نوجوان عورت کو دیکھا۔ اُس کے خاوند کی جان بہت خطرے میں تھی۔ وہ فوراً آگے بڑھی اور ایک بڑا پتھر اُٹھا کر دشمن کے سر پر مارا۔ اور اُس کو زمین پر لٹا دیا۔ لڑائی دیر تک نہ رہی۔ ایک گروہ جو ہم سے فاصلے پر تھا۔ آخرکار حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلا۔ اور اپنے اٹھارہ مردہ ہمراہیوں کو میدان میں چھوڑ گیا۔ فاتحوں نے اُن کے بھیجے نکال لئے اور پتوں پر رکھ کر خوشی خوشی اپنے گھر کو چلے گئے۔ ہم کو بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ بھیجے مندروں میں دیوتاؤں کے نذر کئے گئے۔ مغلوب دشمن کے مُردہ ہمراہیوں کی قربانیاں چڑھائیں ؛

اس کے بعد ہم فوراً عیسائی گاؤں کی طرف چلے گئے۔ اُس وقت لڑائی کا ہولناک نظارہ دیکھنے سے دل بہت پریشان اور اندوہگین ہو رہا تھا ؛

دوسرے دن حاضری کھا کر ہم نے پادری صاحب سے کہا۔ کہ شمایوں سے ملنے اور گفتگو کرنے کے واسطے چلنا چاہئے۔ پہلے تو

پادری صاحب نے ہم کو باز رکھنا چاہا اور کہا۔ آپ نہیں جانتے۔ کہ ان تند خو حیوانوں کے نزدیک جانے میں جان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ مجھے بھی بیچاری اوے ٹیا پر بہت رحم آتا ہے۔ آپ اُس کو بچانے میں ہرگز کامیاب نہیں ہونگے۔ اور آپ کو شائد اپنی جان اسی سعی کی نذر کرنی پڑے"۔

جیلٹ "میں کسی نیک کام کے واسطے مرنے سے نہیں ڈرتا"۔

پادری صاحب یہ سُن کر مسکرائے اور تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد ہمارے ساتھ چلنے اور ترجمان کا کام کرنے کو رضامند ہو گئے۔ وہ کہنے لگے کہ ٹریرو گو ہمارے مخالف ہے۔ لیکن تاہم اُس کی واجبی عزت کرتے ہیں۔

ہم جہاز پر سوار ہو گئے۔ اور لنگر اُٹھا کر ٹریرو کے گاؤں کی طرف بڑھے۔ ہم اپنے ساتھ کئی دیسی عیسائیوں کو بھی لیتے گئے۔ اور توپ اوپر چڑھا لی۔ تاکہ وحشی اُس کو دیکھ کر وحشت زدہ ہو جائیں۔ بادبان کھول دئے۔ اور جہاز اپنی منزل مقصود کی طرف چل نکلا۔ جس وقت ٹریرو کے گاؤں کے سامنے جا پہنچے۔ تو توپ میں بھر کر ایک گولا چھوڑا۔ جس کے صدمے سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ یہ ہم نے سلامی دینے کے واسطے چھوڑا تھا۔ اب ہم نے فوراً انگریزی جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور لنگر ڈال دیا۔ ساحل سمندر پر اضطراب و پریشانی چھا گئی۔ جس سے ہم نے سمجھا کہ وحشی لوگ بہت خائف ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ ہم اُن کو ایذا دینے کے واسطے نہیں آئے۔ کچھ دیر بعد اُن کی کشتی ہماری طرف آئی۔ جب وہ قریب آئے۔ تو پادری صاحب آگے بڑھے۔ اور کہا۔ ہم دوستانہ ارادے سے آئے اور سردار سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم

اپنے سردار کو ہمارا سندیسا پہنچا دو۔ اور اُس سے کہو۔ کہ وہ یہاں آ کر مل جائے +

ہم دیر تک بے صبری کے ساتھ جواب کا انتظار کرتے رہے۔ پادری صاحب نے وقت کاٹنے کی خاطر اشاعت انجیل کا مختصر حال بتانا شروع کیا۔ لیکن جب اُنہوں نے دیکھا۔ کہ ہم اشاعت انجیل کے حالات سُن کر جیسا کہ چاہئے خوش نہیں ہوئے۔ تو اُنہوں نے اپنی روحانی حالت پر توجہ دلانے کی کوشش کی۔ اور نصیحت کی کہ اگر آپ لوگوں نے خداوند یسُوع مسیح سے نجات حاصل نہیں کی۔ تو تمہاری روحیں ان وحشیوں سے بھی زیادہ خطرناک حالت میں ہیں اور اگر آپ کی یہ حالت ہو۔ تو آپ خدا کے سامنے ان وحشیوں سے بھی زیادہ خراب ہیں۔ کیونکہ اُن کو علم و روشنی نہیں ملی ہے اور نہ مسیحی مذہب کی بابت کچھ جانتے ہیں۔ مگر آپ لوگوں کو انجیل کی روشنی ملی۔ اور تعلیم و تربیت بھی حاصل کی ہے اور اپنے کو عیسائی بھی کہتے ہو۔ یہ وحشی ہمارے خداوند کے دشمن ہیں۔ لیکن اگر آپ سچے عیسائی نہیں ہیں۔ تو آپ خداوند کے سب سے بڑے دشمن ہیں +

میں اعتراف کرتا ہوں کہ پادری صاحب کی بات سُن کر میں دل میں بہت ہی نادم ہوا۔ اور نہیں جانتا تھا۔ کہ اُنہیں کیا جواب دوں۔ پیٹر کن کو ایسی صاف اور کھری باتیں پسند نہ آئیں۔ اور اگر ہو سکتا۔ تو وہاں سے بھاگ جاتا۔ لیکن جیک پر بہت اثر ہوا۔ اُس کے بشرے سے تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ اُس نے پادری صاحب کی نصیحت کو قبول کر کے اُن سے کئی سوال پوچھے۔ دیسی لوگ نچلے صحن میں جمع ہو گئے۔ اور اپنی اپنی کتابیں نکال کر پڑھنے۔ پڑھانے

اور گانے میں مشغول ہو گئے۔ پادری صاحب بھی اُن میں جا ملے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد سب کے سب مل کر دعا مانگنے لگے۔ اور بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے ہماری مہم کی کامیابی کے واسطے دُعا مانگی تھی +

جس وقت ہم ان باتوں میں معروف تھے۔ تو کنارے سے ایک ڈونگی روانہ ہوتی نظر آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد چند وحشی ہمارے جہاز پر چڑھ آئے۔ ایک آدمی پادری صاحب کی طرف بڑھا۔ اور کہا کہ ٹیبوا اس وقت مذہبی رسوم بجا لانے میں معروف ہے۔ اور اِس وجہ سے نہیں آ سکتا۔ اِس کے علاوہ اُس کے ہاں ایک اور سردار مہمان ہے جو ابھی رخصت ہونے کو ہے اِس لئے وہ پادری صاحب اور اُن کے دوستوں سے درخواست کرتا ہے کہ براہ مہربانی وہ اُسکے پاس چلے آئیں۔ پادری صاحب نے ہم کو اس وحشی کے پیغام کا مطلب سمجھا دیا۔ ہم نے جواب دیا کہ اُن سے کہہ دیجئے۔ کہ ہم ابھی آتے ہیں +

جس وقت ہم کشتی میں بیٹھنے لگ گئے۔ تو جیک بولا۔ "میں اپنے ساتھ کوئی ہتھیار لے جانا نہیں چاہتا۔ اسلئے تم بھی کوئی چیز مت لے چلو۔ ہم اُن وحشیوں کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ حملہ آور ہوں تو ہم صرف اس قدر کر سکیں گے کہ انہیں سے چند آدمیوں کو مار ڈالیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہونے کا۔ اِس لئے ہم کو نرمی اور ملائمت سے کام لینا چاہئے۔ کہو۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

جس وقت ہم خشکی پر پہنچے۔ تو وحشیوں کے ایک برہنہ گروہ نے اپنے معمولی وحشیانہ طریق سے ہمارا استقبال کیا۔ ہم کو ایک

مکان میں لے گئے۔ وہاں سؤر کے کباب اور کئی قسم کی سبزیات ہمارے کھانے کے واسطے رکھی گئی تھیں۔ جب ہم کھا چکے۔ تو پادری صاحب نے ایک وحشی سے کہا۔ کہ ہم کو سردار کے پاس لے چلو۔ مگر وہ آدمی ہچکچایا۔ کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد ایک آدمی آگے بڑھا ✦

جیک "یہ آدمی کیا کہتا ہے ✦"

پادری صاحب "کہتا ہے کہ سردار اس وقت مندر میں قربانی چڑھانے کے واسطے جانے والا ہے۔ وہ ہم سے اس وقت ملاقات نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم کو انتظار کرنا پڑے گا ✦

جیک "اگر وہ نہیں آسکتا۔ تو میں اُس کے پاس جاؤں گا۔ علاوہ ازیں میں اُس کی قربانی کی رسم بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ میرے ساتھ چلیں گے؟"

پادری صاحب "جی نہیں۔ میں اِن وحشی بُت پرستوں کے مندر میں جاکر اُن کی وحشیانہ قربانی کو دیکھنا نہیں چاہتا ✦"

جیک "بہت اچھا۔ تو میں اکیلا ہی جاؤنگا۔ اور اُن کے رسوم دیکھونگا"

جیک۔ اُٹھا۔ ہم بھی اُس کے پیچھے ہو لئے۔ کیلوں کے جھنڈ سے گزر کر ہم ایک پشتہ پر پہنچے۔ جس کے اوپر درختوں کے سایہ میں مندر بنا ہوا تھا ✦

جس وقت ہم اُدھر جا رہے تھے۔ تو وحشیوں کی ایک ٹولی شور و غل کرتی ہوئی آئی۔ ہم جھاڑیوں میں جا گھسے۔ اور اُن کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ قریب پہنچے۔ تو معلوم ہُوا کہ وحشیوں کا جلوس ہے۔ کئی شخص ناچتے گاتے چلے آرہے تھے۔ اُنہوں نے اپنے چہرے اور بدن کئی قسم کے رنگوں سے رنگ لئے تھے۔ اس سے وہ بہت

ہی مکروہ اور بھیانک معلوم ہوتے تھے۔ اُن کے درمیان چند آدمی تھے۔ جنہوں نے لکڑی کے تختے سروں پر اُٹھا رکھے تھے اور اِن تختوں پر کچھ آدمی بیٹھے تھے۔ مَیں اُن کی صورت دیکھتے ہی دہشت زدہ ہو گیا۔ کیونکہ انسانی قربانی کی کیفیت جزیرہ ایموہین دیکھ چکا تھا۔ اِس لئے مَیں نے جیکٹ سے کہا "مجھے بہت ہی سخت اندیشہ ہے۔ یہ وحشی نہایت بُری رسم قربانی ادا کرنے چلے ہیں۔ بہتر ہے مندر میں نہ چلیں۔ یہ وحشی اِن آدمیوں کو قتل کر کے دیوتا کی نذر کرینگے۔

جیکٹ کے دل پر اس بات کا بڑا اثر ہؤا۔ اور وہ بولا کہ "والف مت گھبراؤ۔ ان آدمیوں کی تکلیف ختم ہو چکی ہے۔"

مَیں نے فوراً پھر کر دیکھا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ وہ مردے ہیں۔ اور رسّوں سے مضبوط جکڑ کر تختے پر بٹھا رکھے ہیں۔ ہم کو بعد ازاں معلوم ہؤا۔ کہ یہ وہی آدمی تھے۔ جو لڑائی میں مارے گئے تھے اور اُن کو مندروں میں دیوتاؤں کی نذر کرنے اور اُس کے بعد کھانے کیلئے لے جا رہے ہیں۔ اِس کے بعد دو آدمی آئے جنہوں نے ایک آدمی کو پکڑ رکھا تھا۔ جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ سب سے پیچھے عورتوں اور بچّوں کا ایک گروہ آتا تھا۔ ہم بھی اُن کے ساتھ مل کر مندر کی طرف گئے۔

مندر ایک بلند گول عمارت تھی۔ ایک طرف سے کشادہ تھا۔ اُس کے اردگرد انسانی ہڈیوں اور کھوپریوں کا ڈھیر لگا تھا۔ اندر ایک میز تھی۔ جس کے پاس پجاری اور ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا۔ اُس کے سامنے پتھر اور لکڑی کی چند چھُریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور اُن سے ذرا آگے تھوڑے فاصلے پر بُت کے سامنے بھالے اور لٹھ پڑے ہوئے تھے۔

اس مندر کے سامنے مُردے جو سیاہ سرخ رنگے ہوئے تھے۔ ایک قطار میں اس طور پر رکھ دئے گئے۔ کہ گویا وہ سب کے سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی بڑھا۔ اور اُن کے سروں پر ہاتھ رکھ کر اُن کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ مگر ہم اس کا مطلب ہرگز نہیں سمجھے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اور بھی گرم ہو گیا۔ اور خوب زور شور سے چلّانے لگا۔ اخیر میں اُس نے دوڑ دوڑ کر مُردوں کے سروں پر لاتیں مارنی شروع کیں۔ جس سے لوگ خوب ہنسنے لگے۔ اور سب کے سب اُٹھ کر آگے بڑھے اور کسی نے مُردے کی ٹانگ پکڑ لی۔ کسی نے بازو اور کسی نے بال اور اُن کو کشاں کشاں اِدھر اُدھر لئے پھرنے لگے۔ آخر جب تھک گئے۔ تو پھر مندر میں آ گئے۔ پجاری چھرا لے کر اُٹھا۔ اور اُن کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور لوگ مُردوں کے گوشت کے ٹکڑوں کو بھوننے لگے ✦

مندر کے پاس ہی ایک الاؤ جل رہا تھا۔ اس میں پتھر ڈالے گئے۔ جب یہ پتھر بہت لال ہو گئے۔ تو آگ سے نکال کر باہر رکھ دئے گئے۔ اور گرمی کی تیزی گھٹانے کے واسطے اُن کے اوپر پتے ڈال کر اُن کے اوپر گوشت کے ٹکڑے رکھ دئے گئے۔ تاکہ بھن کر خوب کباب بن جائیں۔ اس کے بعد یہ لوگ چیختے ہوئے ایک ٹیلے کی طرف گئے۔ وہاں ایک مکان کا ڈھانچہ تیار پڑا تھا۔ ہم بھی اُن کے پیچھے ہو لئے۔ مگر خوف اور حبشیوں کی وحشیانہ حرکتوں سے دہشت زدہ اور نیم پاگل ہو رہے تھے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ کہاں جاتے اور کیا کرتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک وحشت ناک خواب دیکھ رہے ہیں ✦

جب چوٹی پر پہنچے۔ تو دیکھا کہ تمام وحشی ایک خاص مقام پر

جمع رہیں۔ ہم بھی آگے بڑھے۔ تاکہ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہاں ایک شہتیر زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کے قریب ہی ایک گڑھا تھا۔ جو سات فٹ گہرا اور دو فٹ کے قریب چوڑا تھا۔ اب وہ مشکیں کسے ہوئے آدمی کو لائے اُس کے بازو کھلے۔ مگر ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں۔ اور اُس آدمی کو کھمبے سمیت اِس گڑھے میں گاڑ دیا۔ اور اُس کے اوپر مٹی ڈال دی۔ بعد ازاں ہم کو معلوم ہوا۔ کہ جب کوئی نیا مندر بنایا جاتا ہے۔ یا کسی سردار کے گھر کی بنیاد رکھی جاتی۔ تو آدمی کی قربانی چڑھائی جاتی ہے۔

جیک "اب چلے چلو۔ ہم نے بہت کچھ دیکھ لیا۔ یہی کافی ہے۔"
جیک کا چہرہ فق پڑ گیا تھا۔ جب اُس نے وحشیوں کی تعداد اور چند آدمیوں کا جو اوسے ٹا کو چھڑانے کے خواہشمند تھے۔ خیال کیا۔ تو اُس کا دل پریشان ہو گیا۔

بتیسواں باب

بھاگ جانے کی بہادرانہ خواہش

ہم ساحل کی طرف چلے گئے۔ اور جو کچھ دیکھا تھا۔ اپنے دوست سے بیان کیا۔ وہ وحشیوں کی قربانیوں کا حال سُنکر بہت اندوہگین ہُوا۔ ہم کو باتیں کرتے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ ٹیاو اپنے چند خادموں سمیت سمندر کے کنارے پر آ پہنچا۔ ان کے سروں پر میووں اور ترکاریوں کے ٹوکرے تھے۔ ہم اس کو ملنے کے لئے آگے بڑھے اس نے ترجمان کے وسیلے سے کہا۔ کہ آپ کی ملاقات سے بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اور پھر پوچھا "میرے دوست کیا کہنا چاہتے ہیں؟" پادری صاحب نے ہمارا مطلب سردار کو سمجھا دیا۔ کہ ہم اودے ٹیا کو رہا کر دینے کی درخواست کرتے آئے ہیں۔

جیک "میرا حق ہے۔ کہ میں سردار سے ایک بات مانگ لوں۔ کیونکہ ہم نے نہ صرف لڑکی ہی کی جان بچائی ہے۔ بلکہ آپکے سپاہیوں کی بھی جان بچائی تھی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اودے ٹیا کو اپنی مرضی پر آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ عیسائیوں کے ساتھ شریک ہو جائے"۔

جس وقت پادری صاحب سردار کو ہمارا مطلب سمجھا رہے تھے تو اُس کی پیشانی پر کدورت کے نشان نمایاں ہو گئے تھے ہم نے خیال کیا۔ کہ ہماری درخواست کا کوئی عمدہ و تسلی بخش اثر نہیں ہوا ہے

جیک نے پادری صاحب سے پوچھا۔ سردار کیا کہتا ہے؟

پادری صاحب "مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سردار آپ کی درخواست قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے ایک سردار سے وعدہ کر دیا ہے۔ کہ وہ اوسے ٹا کی شادی اس کے ساتھ کرے گا۔ سردار کا آدمی یہاں موجود ہے اور چاہتا ہے کہ وعدہ جلد وفا کیا جائے۔"

جیک (ناراض ہو کر) "سردار سے کہہ دیجئے۔ اگر وہ میری درخواست قبول نہیں کریگا۔ تو یہ اس کے واسطے اچھا نہیں ہوگا۔ میرے پاس ایک بڑی توپ ہے جو اس کے گاؤں کو چند منٹ میں تحس نحس کردیگی۔"

پادری صاحب "میرے دوست۔ میں یہ نہیں کہوں گا۔ ہم کو چاہئے۔ کہ نیکی سے بدی پر غالب آئیں۔"

سردار "میرے دوست کیا کہتے ہیں؟" پادری صاحب "وہ ناراض ہیں۔"

تس بی و نے ناک بھوں چڑھائی۔ اور ان آدمیوں کی طرف گیا۔ جو میووں اور سبزیوں کے ٹوکرے سروں پر رکھ کر کھڑے تھے۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ میوے اور ترکاریاں یہاں چن دو۔

میں "یہ کیا ہو رہا ہے۔"

پادری صاحب "یہ ہدیہ ہے۔ جو کسی آدمی کو دیا جائے گا۔"

اسی وقت دو آدمی ایک لڑکی کو ساتھ لے کر آئے۔ اور اس کو میووں اور سبزیوں کے ڈھیر پر کھڑا کر دیا۔

میں۔ چونک اٹھا۔ اور خائف بھی ہوا۔ کیونکہ لڑکی وہی اوسے ٹا تھی۔ جس کے واسطے جھگڑا ہو رہا تھا۔ ہمارے حواس باختہ ہونے

لگے۔ اور وحشت طاری ہوگئی ؛

پادری صاحب (بے چین ہوکر) "میرے دوست اس بیچاری کی ابھی قربانی چڑھائی جائیگی ؛"

جیاٹ "سچ مچ) !" اور یہ کہتے ہی پادری صاحب کو ایک طرف ہٹاکر اور دو وحشیوں کو دھکا دے کر الگ کر دیا۔ ایک وحشی کے ہاتھ سے لٹھ چھین لیا۔ اور سبزیوں کے ڈھیر پر چڑھ کر آوے ٹا کو ہاتھ سے پکڑ کر کشاں کشاں پیچھے لے گیا۔ اور ایک درخت کے پیچھے کھڑی کرکے آگے بڑھا۔ اور شیر کی طرح گرج کر بولا "آؤ۔ وحشیو جو کچھ کرنا ہو۔ کرو ؛"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب وحشی لڑنے کے واسطے تیار ہوگئے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک شخص بھالا لے کر جیاٹ پر حملہ آور ہوا۔ اگر پادری صاحب آگے بڑھ کر لوگوں کو روک نہ دیتے۔ تو جیالسٹ کا کام تمام ہوگیا ہوتا ؛

"جوانمردو! ٹھیرو۔ تمہارا حق نہیں۔ کہ اس معاملے کا فیصلہ کرو۔ تمہارا سردار فیصلہ کرے گا۔ آیا اس نوجوان کی جان بچیگی یا نہیں ؛"

وحشی لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا پادری صاحب کے کہنے سے یا شکرگذاری کے خیال سے کہ اس نوجوان نے میری اور میرے ہمراہیوں کی جان بچائی تھی۔ ٹیاو آگے بڑھا۔ اور اپنے لوگوں سے کہنے لگا "پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نوجوان کی زندگی میرے اختیار میں ہے" (پھر جیاٹ کی طرف لوٹ کر) تمہاری آزادی اور زندگی میرے قبضے میں ہے۔ اپنے تئیں ہمارے حوالے کردو۔ کیونکہ ہماری جمعیت بے شمار ہے۔ اور تم صرف ایک ہو۔ اس لئے تم کیوں بے فائدہ جان دیتے ہو!"

جیلٹ :- بدذات - میں تو مرونگا ہی - مگر اکیلا نہیں - چند اور کو بھی اپنے ساتھ لے مروں گا - جب تک تم وعدہ نہ کرو کہ اس لڑکی کا بال تک بیکا نہ ہوگا تب تک میں اپنے آپ کو تمہارے سُپرد نہیں کرونگا +"

سردار (نخوت کے ساتھ) تم بڑے دلیر - مگر بے وقوف ہو - میں پھر کہتا ہوں - کہ اوسے ٹیا کم از کم تین دن تک یہاں سے نہیں جائے گی -

پادری صاحب :- آپ اِن شرائط کو قبول کریجیے - اگر آپ ضد کریں گے - تو جان کی خیر نہیں - اور اوسے ٹیا بھی ماری جائے گی - تین دن بہت قیمتی ہیں +"

جیلٹ نے لٹھ نیچے رکھ دیا اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا +

ٹایا و اس بات سے خوش ہو گیا اور پادری صاحب سے کہنے لگا میں اِن کی گزشتہ عنائتوں کو نہیں بھولا ہوں - اس لئے اُنکو میں پھر آزاد کئے دیتا ہوں مگر جہاز یہاں رہے گا - تا وقتیکہ اس معاملے پر زیادہ غور نہ کرلیں +

پادری صاحب نے سردار کا مطلب ہم کو سمجھایا - اور آہستہ آہستہ سرکتے سرکتے اوسے ٹیا کے قریب جا پہنچے - اور دیسی زبان میں آہستہ سے اُس کے کان میں کچھ کہا کہ اس لڑکی نے جو درخت کے سہارے کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی آنکھ کے ایک اشارے سے جواب دیا -

اُس پر نگاہ نیچی ڈال لی +

ٹمیو و آگے بڑھا - اور اوسے ٹیا کو بازو سے پکڑ کے گیا - اور ہم اپنے جہاز کی طرف چلے گئے +

تختۂ جہاز پر جا کر جیلٹ اپنی کوٹھری میں گیا - اور چارپائی پر ایک مایوسی کے عالم میں جا کر لیٹ گیا - پادری صاحب اُس کے پاس گئے - اور کہا :- میرے دوست مت گھبرائیے - خدا نے ہم کو

تین دن دیئے ہیں۔ اور اس اثنا میں ہم کو چاہیئے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ اس غریب لڑکی کو غلامی سے بچائیں۔ ہم کو نا اُمید ہو نا نہ چاہیئے۔ بلکہ کچھ کرنا چاہیئے"۔

جیلٹ "کرنا چاہیئے! جب ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں۔ تو کنا دھرنا فضول ہے۔ میں کیا کروں! کیا تن تنہا وحشیوں کی تمام قوم سے لڑوں۔ ہاں میں لڑ تو سکتا ہوں۔ مگر اُن کو مغلوب کرنا یا اوبے ٹیا کو بچانا ناممکن ہے"۔

پادری صاحب "بھائی صبر کرو اِس وقت تمہارا دل درست نہیں۔ اگر حلم و بُردباری سے کام نہ لوگے۔ تو برکت پانے کی اُمید مت رکھو۔ اگر بغور سنو۔ تو میں اپنی تجاویز پیش کروں"۔

جیلٹ "بیشک۔ فرمائیے۔ مجھے تو خیال بھی نہ تھا۔ کہ آپ کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ لڑکی اس جہاز پر کسی طرح آجائے۔ میں فوراً یہاں سے ہوا ہو جاؤں۔ آپ اپنی تجویز بتائیے"۔

پادری صاحب "اگر لنگر اُٹھانے کی جھنجھناہٹ بھی ہو۔ تو ایک ہزار جنگجو وحشی تمہارے تختۂ جہاز پر آچڑھینگے۔ اس لئے تمہارا ارادہ ناممکن ہے اور اگر ٹربیرو اپنے آدمیوں کو منع نہ کردیتا۔ تو تمہارا جہاز بھی تم سے ابھی چھین لیا جاتا۔ لیکن میں وحشی سردار کو بخوبی جانتا ہوں وہ بڑے درجے کا جھوٹا اور منتفنی آدمی ہے۔ تمام وحشی اسی نمونے کے ہیں۔ ٹربیرو نے جس سردار کو اوبے ٹیا دینے کا وعدہ کر رکھا ہے وہ ٹرا زبردست ہے۔ اس لئے لامحالہ اُسکو اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔ اُسنے وعدہ کیا ہے کہ وہ تین روز تک لڑکی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تین دن سے پیشتر لڑکی کو بیچانے والے ادمی تیار نہیں ہو سکینگے ہم کو سمجھنا چاہیئے کہ تین دن خدا نے ہمکو دیئے ہیں کیونکہ یہ

تھا کہ وہ سردار ابھی سے ہم کو قید خانے میں ڈال دیتا ؛؛

جیلٹ (بے قرار ہو کر) لیکن آپ کی تجویز کیا ہے ؟"

پادری صاحب:- میری تجویز میں خطرہ زیادہ ہے۔ مگر اس کے سوا چارہ ہی نہیں ہے۔ تم دلاوری سے اس پر عمل کر سکو۔ تو بہت اچھا ہو۔ یہاں سے جنوب کی طرف پچاس میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے وہاں کے باشندے عیسائی ہیں۔ اور وہاں کا سب سے بڑا سردار دل و جان سے اوے ٹا پر شیدا ہے۔ اگر لڑکی ایک دفعہ وہاں پہنچ جائے۔ تو وہ ہر طرح کے خطرے سے محفوظ رہے گی۔ تم اپنا جہاز چھوڑ جاؤ۔ کیا تم اتنی بڑی قربانی کرنے کو تیار ہو ؛؛"

جیلٹ:- دوست! جب میں کسی بڑے اہم کام کو کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہوں۔ تو بڑی سے بڑی قربانی کرنے کو تیار ہو جاتا ہوں ؛؛"

پادری صاحب:- بہت اچھا۔ وحشی خیال نہ کر سکیں گے کہ تم ایک لڑکی کی خاطر اپنا جہاز چھوڑ کر کہیں چلے جاؤ گے۔ اس لئے جب تک تمہارا جہاز یہاں رہے گا۔ وہ خیال کرینگے کہ تم یہاں ہو۔ اسلئے اس جہاز میں سے کچھ سامان خورد و نوش خشکی پر لے جا کر کسی جگہ چھپا دو۔ پھر اس کو ایک کشتی میں بھر دو۔ اور اوے ٹا کو اس پر بٹھا کر اس جزیرے کی طرف چلے جاؤ ؛؛"

بیٹرکن:- شاباش! پادری صاحب آپ بڑے عقلمند ہیں۔ مجھے گمان بھی نہ تھا۔ کہ آپ ایسے صاحب کمال ہیں ؛؛"

پادری صاحب:- میں جہاز پر رہوں گا۔ اور جب وحشیوں کو تمہارے یہاں سے چلے جانے کا پتہ لگیگا۔ تو وہ مجھ سے پوچھیں گے۔ مگر میں بتانے سے انکار کرونگا ؛؛"

جیلٹ:- اس کا انجام کیا ہوگا ؛؛"

پادری صاحب ۔ "میں نہیں جانتا ۔ نیک کام کے واسطے مرنے سے نہیں ڈرتا"

جیک ۔ "مگر ادےٹا کس طرح آئیگی"

پادری صاحب ۔ "کیسے آسے آج رات کو ایک جگہ ملنے کے واسطے کہا ہے ۔ میں تم کو اپنے ساتھ لے چلوں گا ۔ اور اُس سے بات چیت کرکے بھاگ چلنے کا فیصلہ کرینگے ۔ وہ بآسانی اپنے محافظوں سے آنکھ بچا کر چلی آئیگی ۔ اُس کے محافظوں کو گمان ہی نہ گزرے گا ۔ کہ اوےٹا یہاں سے بھاگ جائیگی ۔ مگر تمہاری جان سخت خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہے ۔ پچاس میل کا بحری سفر چھوٹی ڈونگی میں اور ایسے بڑے سمندر میں بہت ہی مشکل کام ہے ۔ ممکن ہے تم اس جزیرے سے آگے بڑھ جاؤ ۔ اس حالت میں سو میل تک کوئی دوسرا جزیرہ نہیں آئیگا ۔ اگر ایسا ہو ۔ تو تم وحشیوں کے ہتھے چڑھ جاؤ گے ۔ اور تم فیجی والوں کے قوانین سے خوب واقف ہو ۔ کہ جو ساحل پر پہنچتا ہے ۔ اُسے بھون کر کھا جاتے ہیں ۔ تم ان باتوں پر خوب غور کرلو"

جیک ۔ "میں تیار ہوں ۔ اگر اوےٹا بھی ایسے مصائب جھیلنے کی خواہشمند ہو ۔ میرے رفیق بھی میرے ساتھ جانے کو راضی ہیں ۔ علاوہ ازیں بائیبل بتاتی ہے ۔ کہ جو خداوند پر بھروسہ رکھ کے اُس سے التجا کرتا ہے ۔ خداوند اس کی سنتا ہے ۔ ہوا اور سمندر اس کے ہاتھ میں ہیں"

ہم نے تیاریاں شروع کردیں اور ضروری چیزیں اُٹھا کر کشتی میں بھرنے لگے ۔ تاکہ کشتی میں چند روز تک بلا دقت سفر کرسکیں ۔ اور اشیائے خورو نوش سے تکلیف اُٹھانی نہ پڑے ۔ جب رات آئی ۔ تو ہم خشکی پر گئے ۔ مگر اس سے پیشتر ہم سب نے دوزانو ہوکر خدا سے دعا

مانگی۔ کہ وہ ہماری کوششیں کامیاب کرے۔ اب ہم پادری صاحب کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور ایک اجاڑ مقام پر پہنچے۔ جہاں آوے ٹیا سے ملنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ہم درختوں کے نیچے پانچ منٹ ہی ٹھیرے تھے۔ کہ ایک سیاہ شکل آہستہ آہستہ آتی دکھائی دی۔

جب آوے ٹیا ہمارے قریب آ پہنچی۔ تو جیک بولا "اخاہ۔ آپ آگئیں۔ ان کو ہمارے یہاں آنے کا مطلب سمجھا دو۔ اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔"

آوے ٹیا (دھیمی آواز میں) "میں قدرے انگریزی سمجھتی ہوں۔"

جیک "تم نے انگریزی کہاں سے سیکھی؟ جب پچھلی دفعہ مونگے کے جزیرے پر تم سے ملے تھے۔ اس وقت تم بالکل خاموش تھیں"۔

پادری صاحب "جب سے یہ یہاں آگئی ہیں۔ مجھ سے پڑھتی رہتی ہیں"۔

ہم نے آوے ٹیا کو سب کچھ سمجھا دیا۔ اور تمام خطرات بیان کر دئے۔ تاکہ وہ ہر طرح کا اندازہ کرکے تیار ہو جائے۔ وہ بہت ہی خوش ہوئی۔ اور وہاں سے بھاگنے پر آمادہ پائی گئی۔

جیک "تم ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہو"۔

آوے ٹیا "ہاں میں تیار ہوں"۔

جیک "کیا تم کو سمندر کا خوف نہیں ہے"۔

آوے ٹیا "بالکل نہیں۔ عیسائیوں کے پاس رہ کر ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہونگی"۔

اسکے تھوڑی دیر بعد پادری صاحب نے کہا۔ کہ اب واپس چلنا چاہئے۔ آوے ٹیا سے پھر ایک بات کی بحث ہو کر یہ قرار پایا کہ وہ دوسرے روز اسی جگہ ملے۔ اور ہم اسکو کشتی میں بٹھا کر چپکے سے چلے جائیں۔ ہم اپنے جہاز پر چلے گئے اور آوے ٹیا اپنے قید خانہ کو چلی گئی۔

تینتیسواں باب

فرار اور خوفناک طوفان

جوں جوں بھاگنے کا وقت نزدیک آتا گیا - ہم اسی قدر زیادہ خائف اور بے چین ہوتے گئے - کہ مبادا تمام امیدوں پر پانی پھر جائے - اور تمام منصوبے خاک میں مل جائیں - دن بڑے اضطراب اور تشویش میں گزرا - ہم ساحل پر چلے گئے - کیونکہ بھانے سے کہ ہمکو لوگوں کے عادات و اطوار کو بغور دیکھنے کا بڑا شوق ہے - اور یہ بھی غرض تھی کہ وحشیوں کے دلوں میں ہماری طرف سے کسی قسم کا شک پیدا ہونے نہ پائے - ہمارے دوست دیسی عیسائی جہاز پر رہے - ان کی بلند آوازیں گیت بھجن گاتے یا دعا مانگتے وقت ہمارے کانوں میں برابر پہنچتی تھیں +

آخر کار دن ختم ہوگیا - آفتاب غروب ہوا - اور بعد شفق نمودار ہوئی - مگر تھوڑی دیر بعد تاریکی چاروں طرف چھا گئی - ہم نے اپنی کشتی میں چند کمبل ڈال لئے - اور دیسی عیسائیوں سے چپکے رخصت ہوکر کشتی پر سوار ہوگئے - اور آہستہ آہستہ کنارے کے ساتھ ساتھ اس مقام پر جا پہنچے - جہاں اسے ٹیا سے ملنے کا وعدہ تھا - ہم بڑی خاموشی سے گئے اگر کسی آدمی نے ہم کو دیکھا ہوگا - تو وہ یا تو چھلاوا سمجھا ہوگا یا سایہ - لہروں کے دھیمے شور کے باعث سے چپو چلانے کی آواز بالکل دبی رہی +

ایک چٹان کے نیچے ہماری کشتی جا کر ٹھہری - اور جونہی کنارے

سے ٹکرائی۔ تو ایک سیاہ شکل کشتی کے اگلے حصے پر کود پڑتی ہوئی معلوم ہوئی +

پیٹرکن (آگے بڑھ کر) "اخاہ اوے ٹا تم ہو +"

اوے ٹیا "ہاں میں ہوں +"

جیک (آہستہ سے) "بہت اچھا۔ پیٹرکن کمبلوں کو سنبھالو۔ ان کی ضرورت پڑے گی۔ اوے ٹا۔ کشتی کے درمیان جا بیٹھو" +

پادری صاحب (دبی آواز سے) "سب کچھ درست ہو گیا ہے؟"

پیٹرکن "ابھی نہیں!"

(الف) "ان چپوؤں کو سنبھالو۔ اور کشتی کو کھینے کی کوشش کرو۔ اگر تم کر سکتے ہو +"

اور پھر پادری صاحب سے ہاتھ ملا کر الوداع کہا۔ اور چپکے سے کشتی کو کھینا شروع کیا۔ پادری صاحب کی برکت کے کلمے ابھی کانوں میں گونج رہے تھے۔ کہ کشتی تیر کی مانند کنارے سے دور چلی گئی۔ ہم نے اپنی ساری طاقت کے ساتھ چپو لگانے شروع کر دئے اور تھوڑی سی دیر میں کھلے سمندروں میں جا پہنچے +

تمام رات اور دن برابر چپ چاپ کشتی چلاتے رہے۔ ایک منٹ کے لئے بھی کہیں نہیں ٹھہرے۔ البتہ دو مرتبہ کھانا کھانے کے واسطے ٹھیرنا پڑا تھا۔ جیک کے پاس ایک چھوٹا قطب نما تھا۔ جس کے ذریعے سے ہم نے کشتی کا رخ جنوب کی طرف رکھا۔ کیونکہ عیسائی جزیرے میں پہنچنے کا اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ پیٹرکن اور میں پچھلے حصے پر چپو لگاتے رہے۔ اور اوے ٹا کشتی کے درمیان میں برابر محنت میں مشغول تھی +

جس وقت آفتاب مغربی افق کے قریب جا پہنچا۔ تو جیک

نے پیچھے دیکھ کر ٹھیر جانے کا اشارہ کیا۔ ؔ ان بدذات وحشیوں اور ہمارے درمیان ایک بڑا سمندر حائل ہو رہا ہے۔ اب ہم خوب کھانا کھائیں اور آرام کرینگے" +

پیٹر کن "بیشک۔ والف۔ مجھے ذرا پانی دینا۔ اری لڑکی تجھے کیا ہوا۔ تو تو ایسی دکھائی دیتی ہے۔ جیسے سیاہ اُلو دھوپ میں چوندھیا تا معلوم ہوتا ہے +"

اوے ٹا (مسکراکر) "مجھے سخت نیند آ رہی ہے۔ اور یہ کہہ کر کشتی کے تختے پر سر رکھ کر سو گئی۔ تمام رات کشتی سمندر کی سطح پر پڑی رہی۔ چاروں طرف خاموشی اور تاریکی چھا رہی تھی۔ جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو پیٹر کن نے دہشت زدہ ہو کر چیخ ماری +

جیک نے اُٹھ کر پوچھا "کیا بات ہے" پیٹر کن نے خائف ہو کر افق کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے دیکھا۔ کہ ایک بڑی کشتی جنگی چلی آ رہی ہے +

جیک مایوسی اور ہراس کی حالت میں اُٹھا۔ چپّو ہاتھ میں لیا۔ اور قطب نما دیکھ کر بولا۔ "اب بھاگ چلو" کشتی سطح بحر پر اُڑنے والی مچھلی کی طرح اُڑنے لگی۔ وحشیوں نے بھی ہمیں دیکھ لیا۔ اور بڑے زور کا نعرہ مارا +

جیک "مجھے ساحل دکھائی دے رہا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اس وقت تک جزیرے کے قریب نہ پہنچ گئے ہوں۔ اگر ایسا ہے۔ تو ہم وحشیوں کے پہنچنے سے پیشتر جزیرے پر جا پہنچینگے۔ ہماری کشتی ہلکی ہے۔ اور بازوؤں میں رات بھر کے آرام سے تازہ قوت آ گئی ہے +"

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ ہم کو یقین تھا۔ کہ اگر لمبا سفر کرنا پڑا تو آخرکار وحشیوں کی کشتی جس میں ایک سو آدمی تھے۔ ہمیں

آ دبوچیں گے۔ بایں ہمہ ہم نے یہ کوشش کی۔ کہ ان کے ہاتھ نہ پڑیں۔ اور جلدی جلدی کشتی چلانے لگے۔ وحشی ہم سے اتنے فاصلے پر تھے۔ کہ اُن کی کشتی ایک دھبہ سی دکھائی دیتی تھی۔ اور وحشیوں کے نعروں کی آواز بہت مدھم اور کمزور تھی۔ صرف صبح کی ہوا کے ذریعے سے ہمارے کانوں تک پہنچتی تھی۔ اس لئے ہم کو اُمید تھی۔ کہ دو ایک گھنٹے اُن سے دور رہیں گے۔ اور اس وقت تک ہم جزیرے کے قریب جا پہنچیں گے۔ مگر یہ اُمید بھی مردہ ہو گئی۔ کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہو گیا کہ جسے ہم کنارہ سمجھے تھے وہ اصل کہر تھا۔

یہ دیکھ کر ہمارے دلوں میں سخت رنج و فکر پیدا ہونے لگا۔ مگر وہاں سوچنے اور تاسف کرنے کی مہلت کہاں تھی۔ ہماری تمام خوشگوار اُمیدیں پاش پاش ہو گئیں۔ اور کسی قسم کی نئی اُمید دلوں میں پیدا ہونی محال تھی۔ مگر اس مایوسی نے بھی ہمارے دلوں میں عجیب قسم کی طاقت پیدا کر دی۔ ہم نے بڑے زور شور سے چپو لگانے شروع کئے۔ اور دور نکل گئے۔ لیکن آخر کئی گھنٹے کی دوڑ دھوپ کے بعد وحشی ہمارے نزدیک آ ہی پہنچے ہم نے آگے بڑھنا فضول سمجھا۔ زیادہ کھینے سے جسم اور زیادہ کمزور ہو جاتے۔ اس لئے کشتی گھمائی اور ٹھیرا دی۔

جیک نے چپکے سے ایک ہلکا چپو اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا۔ اور ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا ہو کر وحشیوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ گویا ان سے دست بدست جنگ کرنے کا خواہشمند ہے۔

پیٹر کن بھی ایک چپو اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کے چہرے سے غصے کی علامت نمایاں نہ تھی۔ بلکہ تشویش اور افسردگی کے نشانات

عیاں تھے۔ میں بھی خود بخود اپنا چپو لے کر کھڑا ہو گیا ✿
وحشیوں کی کشتی جنگی گھوڑے کی طرح چلی آتی تھی۔ کئی آدمی ہاتھوں میں بھالے لئے کھڑے تھے۔ اور ہر دو جانب کے لوگ بالکل خاموش تھے۔ وہ چپ چاپ آگے بڑھتے چلے آئے۔ جب بیس گز کے فاصلے پر آ گئے۔ تو پانچ چھ وحشیوں نے اپنے چپو الگ رکھ دئے اور بھالے اٹھا لئے۔ جیلٹ اور پیٹرکن نے بھی چپو اٹھا لئے اور میں نے بھی دیوانہ وار اپنی پتوار پکڑ لی۔ اور حملے کے واسطے تیار ہو گئے۔ مگر طرفین حملہ کرنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ وحشیوں کی کشتی کا اگلا حصہ بڑے زور سے ہماری کشتی کے کنارے سے ٹکرایا۔ اور ہم سمندر میں جا پڑے۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کیا ہوا۔ کیونکہ میں تقریباً ڈوب گیا تھا۔ لیکن جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا۔ تو خود کو وحشیوں کی کشتی میں جیلٹ اور پیٹرکن کے درمیان پڑے پایا۔ اور ہم سب کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے ✿

ہم تمام دن اسی حالت میں پڑے رہے۔ وحشی راستے میں صرف ایک گھنٹہ آرام کرنے کے واسطے ٹھیرے۔ جب رات آئی تو وہ پھر آرام کرنے کے واسطے ٹھیر گئے۔ اور ایک گھنٹے تک ٹھیرے رہے۔ ہم کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ نہ ہمکو کچھ کھانے کو دیا گیا۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ہم کو کھانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ لیکن پانی کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اگر ہمارے ہاتھ پاؤں کھلے ہوتے۔ تو بھی ہم بہت خوش ہوتے۔ کیونکہ ہم کو اس سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ہوا بھی بہت گرم تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان چلنے والا ہے۔ اس سے اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ لیکن جب جزیرہ سینگو پر جا پہنچے۔ تو یہ شکایت

دور ہوئی۔

جس وقت ہم کو وحشی لوگ پکڑ کر سردار کے گھر کی طرف لے جا رہے تھے۔ تو ہم نے اوسے ٹا کو بھی دیکھا۔ وہ کشتی کے پچھلے حصے میں بیٹھی تھی۔ مگر اس کے ہاتھ پاؤں باندھے نہیں گئے تھے۔ ہم تھوڑی دیر کے بعد ٹمبی وے کے گھر جا پہنچے۔ اس کے چہرے سے بُرے آثار نظر آتے تھے۔ ہمارے دوست پادری صاحب اس کے پاس کھڑے تھے۔ اور ان کے چہرے پر بھی تشویش کی علامت نمودار تھی۔

سردار نے پادری صاحب سے کہا۔ "اے نوجوانو! کیوں تم نے ہماری مہمان نوازی کا بُرا استعمال کیا؟"

جیک (پادری کی طرف مخاطب ہو کر) اُن سے کہو۔ ہم نے اس کی مہمان نوازی کا بُرا استعمال نہیں کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مہمان نوازی کی کہاں! میں یہاں صرف اوسے ٹا کو چھڑانے آیا تھا۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر مجھے موقع ملے۔ تو میں اس کو پھر یہاں سے لے بھاگوں گا۔ اور مرتے دم تک اُس کے بچانے کی کوشش کرونگا۔"

پادری صاحب نے سر ہلا کر کہا۔ "میرے دوست! میں ایسا نہیں کہنے کا۔ اس سے اُن کا غصہ اور زیادہ بھڑک جائے گا۔"

جیک "اگر آپ یہ کہنا پسند نہیں کرتے۔ تو بہتر ہے آپ کچھ نہ کہیں۔ کیونکہ میں نرم الفاظ استعمال نہیں کرونگا۔"

جیک کی بات سُن کر ٹمبی وے آگ بھبوکا ہو گیا۔ "مغرور لڑکے جاؤ۔ ہمارے سر سے قرض اُتر گیا۔ اب تم قتل کئے جاؤ گے۔"

یہ کہتے ہی سردار اُٹھا۔ اور اپنے خادموں کو اشارہ کیا۔ جنہوں نے

ہم تینوں کو پکڑ لیا۔ اور سردار کے مکان سے کشاں کشاں جنگل کی دوسری طرف لے گئے۔ اور ایک غار کے اندر لے جاکر بند کر دیا۔ اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔

ہمارے ہاتھ رسّیوں سے بندھے ہوئے تھے مگر ٹانگیں کھلی تھیں۔ ہم غار میں کچھ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہے۔ مگر میں دیر تک ضبط نہ کر سکا۔ "حیف! صد حیف! جیک۔ اور پیٹر کن معلوم نہیں۔ ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے؟ مجھے اندیشہ ہے ہم قتل کئے جائینگے۔"

جیک (لرزتی ہوئی آواز میں) "میں نہیں جانتا۔ میں افسوس کرتا ہوں میری تند مزاجی اِس ساری تکلیف کی ذمہ وار ہے۔ شائد پادری صاحب بیچ بچاؤ کر کے ہماری رہائی کرا دیں۔ لیکن مجھے زیادہ اُمید نہیں ہے۔"

پیٹر کن "پادری صاحب کی کوئی پیش نہیں جائے گی۔ ٹیرو انکی بات کی کیا پروا کرتا ہے۔"

میں "ہمارے بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ تاوقتیکہ خداوند قادرِ مطلق ہم کو نہ بچائے۔ مجھے اب بھی غیبی امداد کی بڑی توقع ہے۔ کیونکہ ہم اپنے قصور کے واسطے اِس آفت میں مبتلا نہیں ہوئے۔ بلکہ ہم نے ایک دُکھیا عورت کو رہائی دلانے کی کوشش کی تھی۔"

اِتنے میں شور پیدا ہوا۔ کیونکہ وحشی غار کے دروازے کا پتھر اُٹھا رہے تھے۔ وہ اندر گھُسے اور ہم کو پکڑ کر جنگل میں سے لے گئے۔ ہمکو خوشی کے نعرے اور ڈھول ودف کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ پہلے ہم نے خیال کیا۔ کہ ہم سردار کے پاس جا رہے ہیں۔ مگر یہ صرف غلط فہمی تھی۔ ڈھول کی آواز بلند ہوتی گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وحشیوں کا جلوس نظر پڑا۔ اور چند منٹ کے بعد ہمارے پیچھے ہو لیا۔ اور سب کے سب مندر کی طرف بڑھے۔

جس وقت مجھے مندر کے وہ دہشت ناک منظر یاد آئے۔ جو ہم نے چند روز پیشتر دیکھے تھے۔ تو دل پانی پانی ہونے لگا۔ مگر غیبی امداد جس کے ہم اُمّید کر رہے تھے وہ بھی آ پہنچی۔ تمام دن سخت گرمی پڑتی رہی تھی۔ اور آسمان کی حالت سے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ طوفان آنے والا ہے۔ جس وقت مندر کے قریب پہنچے۔ تو سخت طوفان بادوباراں نمودار ہو گیا۔ اور مینہ موسلا دھار برسنے لگا۔ ابھی مندر میں پہنچنے ہی نہ پائے تھے۔ کہ قیامت خیز ہوا اور مینہ رعد۔ اور بجلی نے سب کو آ گھیرا۔ تمام وحشی ہم کو چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں اور مال و متاع کی حفاظت کرنے کے واسطے بھاگ گئے۔ اور ہم کو وہیں چھوڑ گئے۔

درخت ہوا کے زور سے بید مجنوں ہوئے جاتے تھے۔ ہم بھاگنے کو تھے۔ کہ اتنے میں پادری صاحب آئے۔ اور جلدی جلدی رسیاں کاٹ کر ہمیں آزاد کر دیا۔ خداوند کا شکر ہے۔ کہ یہ وقت ٹل گیا۔ اب کسی نزدیک کی چٹان کے نیچے جا چھپو۔

ہم فوراً بھاگے۔ ہوا ایسی تندی کے ساتھ چل رہی تھی۔ کہ بہت سے درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے تھے بجلی کوندرہی تھی۔ اور رعد گرج رہا تھا۔ زمین پر ہر طرف پانی کے دریا بہ رہے تھے۔ گاؤں کے گاؤں برباد ہو گئے۔ مکانوں کی چھتیں اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پڑی تھیں۔ اور بعض مکان زمین سے ہل گئے۔ وحشی بے پناہ بندروں کی طرح ادھر ادھر مارے مارے پھرنے لگے۔ سمندر کی حالت اس سے بھی زیادہ خوف ناک تھی۔ لہریں ایسے زور سے چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ کہ تمام زمین لرز رہی تھی۔ اسی پر خیر نہیں ہوئی۔ بلکہ نہایت سمندر تندی کے ساتھ خشکی پر چڑھ آیا۔ جھاڑیوں

میں سے ہو کر گاؤں تک جا پہنچا - اور تمام مکانوں کو خس بخس کر کے سارا سامان بہالے گیا - یہ ایک عظیم الشان مگر ہولناک نظارہ تھا - جس سے دیکھنے والوں کے دلوں پر خدا کی غیر محدود قوت کا بہت گہرا اثر ہوتا تھا ؏

ہم ایک غار میں جا چھپے اور تمام رات اور دوسرے دن اُسی میں چھپے رہے - کیونکہ طوفان تندی کے ساتھ برابر چل رہا تھا - مگر دوسرے دن رات کے وقت طوفان کا زور کم ہو گیا - صبح کے وقت ہم گاؤں میں گئے - کہ کچھ کھانے پینے کے واسطے حاصل کریں - مگر پکڑے جانے کا اندیشہ بھی لاحق تھا - تاہم بھوک سب سے زیادہ زبردست تھی - جب اشیائے خوردنی دستیاب ہو گئیں - تو ہم نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا - مگر اس میں ناکام رہے - کیونکہ جب وحشیوں نے دیکھا - کہ ہم پہاڑوں کی طرف بھاگنا چاہتے ہیں - تو اُنہوں نے ہمکو پکڑ کر مشکیں کس لیں - اور اُسی غار میں بند کر دیا - جہاں پہلے بند کئے گئے تھے - جیک نے بہت جدوجہد کی اور ایک آدمی کو گھونسہ رسید کر کے زمین پر لٹا دیا - مگر ہم تین تھے اور وہ زیادہ تھے - اسلئے اُنہوں نے ہم کو جلدی دبا لیا ؏

چونتیسواں باب

قید اور ناگہانی خلاصی

ہم ایک ماہ سے زیادہ عرصے تک اُسی غار میں بند رہے۔ ایک وحشی روز ہم کو کھانا دے جاتا تھا۔ اس کے سوا ہم نے اِس عرصے میں کسی انسان کا مُنہ نہیں دیکھا۔

ابتدا میں جب کسی آدمی کے پاؤں کی آہٹ سُنائی دیتی۔ تو ہم دہشت زدہ ہو جاتے۔ کہ جلاد ہمارا کام تمام کرنے آیا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اِس کے عادی ہو گئے۔ اور پھر کسی قسم کا خوف و دہشت محسوس نہیں کی۔ اس کی بجائے آزادی کی خواہش پیدا ہونے لگی۔ ہم اپنے غار میں پڑے شیر کی طرح جھنجلایا کرتے تھے۔ مگر "قہر درویش بر جانِ درویش" کے مصداق تھے۔ اِس کے بعد ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ وحشی ہم کو کب قتل کرینگے اور اِن تکالیف سے نجات ہو گی۔ مگر یہ خیالات کبھی کبھی پیدا ہوتے تھے۔ کبھی کبھی خوشگوار خیالات بھی اُن کے ساتھ مخلوط ہوتے تھے۔ ہم کبھی کبھی اکٹھے بیٹھ کر ماضی کی باتوں کا تذکرہ کرتے تھے۔ جس سے حال کی تکالیف بھول جاتی تھیں۔ مگر مستقبل کا ذکر مطلق نہیں کرتے تھے۔

ہمارے بستر پتوں کے تھے۔ شیرو اور شفتالو دن میں ایک مرتبہ دئے جاتے۔ یہی ہماری خوراک تھی۔

ایک دفعہ جیک صبح کے وقت پوچھنے لگا "ڈرالف۔ رات کو کیسے سوئے؟ کیا ہوا سے زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی۔"

ہیں ۔" نہیں ۔ تمام رات وطن کے خواب آتے رہے ۔ والدہ کو دیکھا کہ ہنس رہی تھیں اور مجھے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتی ہیں ۔ مگر میں اُن کے پاس نہ جا سکا ۔ کیونکہ میں زنجیروں سے خوب جکڑا ہوا تھا ؟"

پیٹ کن "مجھے بھی خواب نظر آئے ۔ مگر وہ مونگے کے جزیرے والے گھر کے تھے ۔ ہم باغ آب میں پیر رہے تھے ۔ اتنے میں دحشیوں نے چیخ ماری ۔ اور ہم فواروں والی چٹان پر جا چڑھے ۔ مگر اس تاریک غار نے اُس کی جگہ اختیار کر لی ۔ اور جب آنکھ کھلی ۔ تو سب صحیح پایا ؟"

غار کی قید نے پیٹ کن کا لب و لہجہ بالکل بدل دیا ۔ اگر وہ میرے سامنے بولتا نہ ہوتا ۔ تو میں پہچان بھی نہ سکتا ۔ کہ یہ پیٹ کن ہے ۔ یا کوئی اور شخص ۔ میں اسپر غور کرتا رہا ۔ کہ انسان کی راحت و آسائش کتنی جلدی برباد ہو جاتی ہے ۔ مجھے اس میں شک نہ تھا ۔ کہ اگر مقدس بائیبل میرے پاس ہوتی ۔ تو بہت اچھا ہوتا ۔ اور مجھے اِس معاملے پر اُس سے زیادہ روشنی حاصل ہو جاتی ۔ مگر مجھے بار بار اپنی غفلت شعاری پر منفعل ہونا پڑتا تھا ۔

میں اسی اُدھیڑبن میں تھا ۔ کہ پیٹ کن نے ایک افسردگی کے لہجہ میں کہا "کیا ہم پھر کبھی اپنے جزیرے کو دیکھنے پائینگے ؟"

اُس کی آواز لرز رہی تھی ۔ اُس نے دونو ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور رونے لگا ۔ یہ ایک رقت خیز نظارہ تھا ۔ کہ ہمارا خوشباش اور ہنسمکھ دوست رو رہا تھا ۔ میں نے اُس کو تسلی دینے کی کوشش کی ۔ مگر ہائے افسوس ! میں اُس کو کیا کہکر تسلی دیتا ؟ میں اُس کو کسی قسم کی اُمید نہ دلا سکتا تھا ۔ میں نے دو دفعہ بولنے کی کوشش کی ۔

مگر ہونٹوں نے اپنا مقررہ فرض ادا کرنے سے انکار کیا۔

جیک اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اس کے کان میں کچھ کہا۔ پیٹرکین اس کے گلے سے چمٹ کر رونے لگا۔

اسی طرح ہم کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ اتنے میں غار کے باہر پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ اور ہمارا محافظ اندر آیا۔ ہم نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ ہم روزمرہ اس کے دیکھنے کے عادی ہو رہے تھے۔ ہم نے خیال کیا تھا۔ کہ وہ حسب معمول کھانا رکھ کر چلا جائے گا۔ مگر نہیں۔ ہمارا خیال غلط نکلا۔ وہ آگے بڑھا۔ اور ایک چاقو نکال کر جیک کی کلائی کے تسمے کاٹ دئیے۔ پھر ہم دونو کے تسمے کاٹے۔ پانچ منٹ تک ہم چپ چاپ کھڑے رہے۔ پہلے تو یہ خیال آیا کہ ہمارا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ ہم مرنے کے واسطے تیار تھے مگر اس وقت زندگی کی محبت یکایک زندہ ہو گئی۔ اور ساتھ ہی دہشت بھی پیدا ہو گئی۔

مگر یہ میری غلط فہمی تھی۔ جب تسمے کٹ چکے۔ تو وحشی نے غار سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے باہر نکل کر پادری صاحب کو دیکھا۔ اور بہت حیران ہوئے۔ جیک کو نکلتے دیکھ کر وہ آگے بڑھے۔ اور چھاتی سے لگا کر کہنے لگے۔

"میرے پیارے دوست خداوند کے فضل سے تم آزاد ہو!"

جیک۔ "آزاد؟"

پادری صاحب۔ بیشک۔ تم آزاد ہو۔ جہاں چاہو۔ جاؤ۔ جو چاہو۔ کرو۔ خداوند نے قیدی کو رہا کر دیا ہے۔ ایک ولایتی پادری صاحب یہاں آئے۔ اور ٹی پی ؔ عیسائی ہو گیا ہے۔"

لوگ اس وقت اپنے ہتھیار کر جلا رہے ہیں! میرے عزیزو آؤ۔ اور

یہ عجیب و غریب منظر دیکھو۔"

ہم نے بمشکل تمام اپنے حواس کا اعتبار کیا۔ ہم نے خیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہماری آنکھیں روشنی میں چُندھیا گئیں۔ لیکن جب بھینی بھینی خوشبو آئی۔ اور درختوں کے سبز پتے اور سبزہ دیکھا۔ اور طوطوں کی آوازیں سنیں۔ اور اپنے سیاہ فام دوست کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ تو ہم نے محسوس کیا۔ کہ ہم واقعی آزاد ہو گئے ہیں۔ ہمارے دل مارے خوشی و خرمی کی بلّیوں اوپر اچھلنے لگے۔ ہم نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ اور دیسی عیسائیوں نے خوشی کے نعروں سے اُس کا جواب دیا۔ وہ بھاگتے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ مصافحہ کر کے ہمارے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اور سب کے سب ٹاپیا دک کے گھر کی طرف چلے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم وحشی سردار کے مکان پر جا پہنچے۔ اُس کو اپنے مکان کے صحن میں ایک ۔ پائی پر بیٹھے پایا۔ ایک دیسی پادری اُس کی بائیں جانب کھڑا تھا۔ اُس کی دائیں جانب ایک انگریز پادری کھڑا تھا۔ وہ ایک دُبلا پتلا آدمی چالیس برس سے اوپر کا تھا۔ بال قدرے سفید تھے۔ اور چاند کے بال ندارد تھے۔ چہرہ دل کو فریفتہ کرنے والا تھا۔ اور پُر محبت دلاور اور فیاض طبع معلوم ہوتا تھا۔ سردار کے سامنے ہڈیوں کا ایک انبار لگا تھا۔ اُس کے اِرد گِرد دیسی لوگ ہزاروں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تماشا دیکھنے آئے تھے۔ ہم کو دیکھ کر انگریز پادری صاحب مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور مصافحہ کر کے کہنے لگے میں تم کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوں۔ میرے اور تمہارے دوست پادری صاحب نے مجھے تمہاری داستان شروع سے لے کر اخیر تک بیان کر دی ہے۔ میں آسمانی باپ کا

کا شکر کرتا ہوں - کہ اُس نے میری رہنمائی کی - اور اس جزیرے میں لاکر مجھے تمہاری رہائی کا وسیلہ بنایا +

ہم نے اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا - اور اُس سے دریافت کیا - کہ ٹاپی وکو کس طرح عیسائی بنایا - اُنہوں نے جواب دیا - کہ فرصت کے وقت سب حال بتاؤں گا - - سردار کی عزّت کرنا ہمارا فرض ہے - اِس بات کو نظرانداز مت کرو +

پھر ہماری ٹاپی وسے گفتگو ہوئی - اُس نے کہا - خداوند رحیم نے مینگو کے جزیرے پر اپنی روشنی چمکائی ہے - اور خداوند یسوع مسیح کی انجیل بھیجی - اِسی کے طفیل سے تمہاری مخلصی ہوئی - اب تم لوگ آزاد ہو - جدھر جانا چاہو - بڑی آزادی کے ساتھ جاسکتے ہو - ہم تم کو حسب ضرورت اشیاے خورونوش بخوشی دینگے +

یہ خبر واقعی مسرّت خیز تھی - ہمارے پاس مناسب الفاظ نہ تھے - جن سے ہم سردار اور پادری صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتے +

جیک - "اودے ٹا کا کیا حشر ہوا +"

پادری صاحب نے ایک دیسیوں کی مجمع کیطرف اشارہ کیا - جن کے درمیان لڑکی کھڑی تھی - اُس کے پاس ایک لمبا پتلا نوجوان کھڑا تھا - اُس کی وضع قطع اور شکل وشباہت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے - اور اودے ٹا اسی کو دل وجان سے پیار کرتی تھی +

یہ نوجوان سردار اس لڑکی سے بہت ہی محبت کرتا ہے - یہ آج ہی اپنی جنگی کشتی میں بیٹھ کر یہاں آیا ہے - تاکہ ٹاپی وسے اودے ٹا کی رہائی کی درخواست کرے - ان دونوں کی چند روز میں شادی ہوجائیگی - اس کے بعد وہ اپنی دلہن کو ساتھ لے کر اپنے وطن کو چلا جائیگا +"

جیک - یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے - (آگے بڑھا اور سردار سے مصافحہ

کیا) میں دُعا کرتا ہوں کہ آپ دونو خوش اور ہمیشہ شادماں رہیں ؛

جس وقت جیک نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور دعادی۔ تواوے، کا محبوب آگے بڑھا۔ اور جیک کا ہاتھ پکڑ کر ٹمیاو کے قریب جاکر دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ لڑکی بھی اُن کے پیچھے پیچھے آئی۔ اور ٹمیاو کی بائیں جانب کھڑی ہو گئی۔ اس کے بعد اُس نے حسب ذیل تقریر کی۔ جس کا ترجمہ پادری صاحب لے کرکے سُنایا ؛

نوجوان دوست! تمہاری عمر ابھی چھوٹی ہے۔ مگر تمہارا سر بوڑھوں کا ہے۔ تمہارا دل بھی بڑا اور فراخ ہے۔ میں اور اوے ٹا تمہارے مقروض ہیں۔ ہم اس مجمع کے سامنے معترف ہیں۔ کہ یہ قرض ایسا ہے جسے ہم کبھی ادا نہیں کر سکتے۔ تم نے اپنی زندگی ایک ایسی عورت کے واسطے خطرے میں ڈالی۔ جس سے تمہاری جان پہچان چند روز ہی کی تھی۔ مگر وہ ایک مصیبت زدہ عورت تھی۔ اور ایک عیسائی کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر اپنی جان دینے کو تیار ہو گیا۔ ہم جو اِن جزائر میں رہتے ہیں یہ جانتے ہیں کہ عیسائی اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ اُن کا مذہب محبت اور مہربانی کا مذہب ہے۔ ہم خداوند رحیم کے بہت ہی شکر گذار ہیں کہ اس قدر عیسائی ان جزیروں میں بھیجے گئے ہیں۔ ہم کو اُمید ہے کہ اور بھی آئینگے۔ اب اس بات کو یاد رکھیں۔ کہ میں اور اوے ٹا ہمیشہ تمہارے لئے دعا مانگینگے۔ اور تم کو کبھی نہیں بھولینگے۔"

اِس کے جواب میں جیک نے سیدھے سادے الفاظ میں ایک تقریر کی۔ کہ اوے ٹا کے واسطے جو کیا گیا۔ وہ میں ہر ایک عورت کے واسطے کرنے کو تیار ہوں۔ مگر اس نے یکایک اپنی تقریر کو ختم کر دیا۔ اور سرداروں سے مصافحہ کر کے جلدی وہاں سے روانہ ہو گیا ؛

جیک - ”ڈالف - پیٹرکن - جس غرض سے ہم یہاں آئے تھے وہ تو فضول ہو گئی ہے - اب یہاں سے چلنا چاہیئے - اور وطن کو لوٹنے کے واسطے تیار ہو جاؤ ٭“

پیٹرکن ”میرا بھی یہی خیال ہے - لیکن جب تک یہ لوگ بُت جلا ڈالیں - ہم کو یہاں ٹھیرنا چاہیئے ٭“

پیٹرکن کی خواہش پوری ہو گئی - لکڑیوں کے انبار کو فوراً آگ لگا دی گئی دیسیوں نے نعرے بلند کئے - اور مینگو کے تمام بُت جل کر خاکستر ہو گئے ٭

پینتیسواں باب

خاتمہ

جدائی اور علیحدگی بنی آدم کی قسمت کا جزو ہے۔ دنیا ایک ایسا مقام ہے جہاں ہمیشہ اس قسم کے منظر دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔ کہ عزیز ایک دوسرے کو الوداع کر کے اس سے رخصت ہوتے ہیں۔ سرگرمی سے اگر آج ہاتھ ملتے ہیں تو چند روز بعد کانپتی ہوئی زبان اور لرزتے ہوئے ہونٹ "خدا حافظ" کہتے ہیں۔ یہ خیال افسردگی خیز ہے۔ لیکن کیا اس وجہ سے اس کو دلوں سے نکال دینا چاہئے۔ کیا اس رنجیدہ خیال پر غور کرنے سے ہم کوئی سبق نہیں سیکھ سکتے؟ کیا ہم یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ ہم وقتاً فوقتاً اس عالم کی بابت بھی غور وفکر کیا کریں۔ ہم ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہونگے۔ میں اکثر غور کیا کرتا ہوں۔ کہ اگر ہم اس دنیا کی زندگی کی بے ثباتی پر غور کریں۔ تو ہم اپنے دوستوں۔ رشتہ داروں اور آشناؤں سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملا کریں اور سب سے ہنس کر بات کیا کریں۔ اور ظاہر کریں۔ کہ ہم کو ان سے ہمدردی ہے۔ صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملی اور حقیقی۔

ہمارے روانہ ہونے کا وقت قریب آگیا باشندگان سینگو سے رخصت ہوتے وقت دل میں بہت رنج پیدا ہوا۔ کیونکہ جب وہ عیسائی ہوگئے۔ تو انہوں نے گزشتہ تکالیف اور بے رحمیوں کی تلافی کرنے کی کوشش کی۔ بعض دیسی پادری۔ انگریز پادری آدوسیٹا اور اس کے خدمت سے مانوس ہوگیا تھا۔

ہم کو کبھی دفعہ بہت بہت دیر تک انگریز پادری سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ ایک دفعہ وہ ہم سے کہنے لگے کہ میں جزیرہ رارو ٹونجہ کو جا رہا تھا۔ مگر طوفان میرے چھوٹے سے جہاز کو مینگو کے ساحل پر لے آیا۔ ابتدا میں دیسیوں نے میری بات سُننے سے انکار کیا۔ مگر ایک ہفتے کے بعد ٹہیا و میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ عیسائی بننا چاہتا ہے۔ اور اپنے چوبی بتوں کو جلا ڈالے گا۔ مینے کئی باتوں سے معلوم کیا۔ کہ وہ سچے دل سے مسیحی مذہب کو قبول کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی رعایا کو بھی عیسائی مذہب اختیار کر لینے کی ترغیب دی۔ اور وہ بھی رضامند پائی گئی۔ اُس نے سب سے پہلے بپتسمہ پایا۔ بعدازاں اَوروں نے اُس کی تقلید کی ؛؛

جتنے دن ہم اس جزیرے پر انگلستان واپس جانے کی تیاریاں کرتے رہے۔ اور جہاز کی مرمت کی۔ ہم نے دیسیوں کو دیکھا۔ کہ وہ جلدی جلدی گرجا بنانے میں مصروف ہیں۔ اور اپنے واسطے نئی وضع کے گھر بنا رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چند ماہ کے بعد یہ گاؤں بھی پرانے مسیحی گاؤں کا مقابلہ کرے گا ؛

جب اوسے ٹا کی شادی ہو گئی۔ تو دونو دُلھا دُلھن اپنے وطن کو روانہ ہو گئے۔ اُن کو بہت سے ہدیے دئے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک دیسی پادری بھی گیا۔ تاکہ وہ دور دراز کے جزیروں میں انجیل کی خوشخبری پھیلائے ؛

چونکہ ولائتی پادری صاحب وہاں چند ہفتے تک رہنا اور دیسیوں کو ہر طرح نصیحت دے کر ایمان میں مضبوط اور زیادہ راسخ الاعتقاد بنانا چاہتے تھے اس لئے وہ ہمارے ساتھ جانے کو رضامند نہ ہوئے۔ ہم تینوں نے اپنے جہاز کی کوٹھری میں بیٹھ کر صلاح کی کہ یہاں سے اب

جلد چل دینا چاہیے۔ کیونکہ ہم کو اپنے وطن کی یاد بہت ستاتی تھی۔ دیسی عیسائیوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ہم کو فجی تک پہنچائیں۔ کیونکہ ان جزیروں میں ہم کو کافی ملّاح ملنے کی اُمید تھی۔ ہم نے بھی اسے غنیمت جانا۔ جس روز ہم صبح کے وقت جزیرہ مینگو سے روانہ ہوئے۔ اس وقت مطلع بالکل صاف تھا۔ اور تازہ ہوا چل رہی تھی۔ ہم نے سفید جھنڈا بلند کیا۔ ہزاروں دیسی عیسائی اور پادری صاحب خدا حافظ کہنے کے واسطے ساحل پر موجود تھے۔ لنگر اٹھایا اور جہاز چل نکلا۔ دیسیوں نے زور کا نعرہ مارا۔ پادری صاحب نے ٹوپی اُتار لی۔ اور ہلا ہلا کر خدا حافظ کہنے لگے۔ خدا حافظ کی دھیمی آوازیں ہمارے کانوں میں دور تک پڑتی گئیں ۔

اس روز رات کے وقت ہم تختۂ جہاز پر کھڑے تھے۔ آسمان کی طرف دیکھا۔ مطلع صاف اور تاروں بھری رات تھی۔ ہمارے دل میں خوشی اور افسردگی کے ملے جلے جذبات پیدا ہوتے تھے۔ کیونکہ ہم کئی برس کے بعد "وطن کی طرف" جا رہے تھے۔ اور خوب صورت شاداب مونگے کے جزیرے ہر لحظہ دور چلے جا رہے تھے ۔

فہرست کُتب

علمی کتابیں

میرے رہنے کا گھر - یعنی جسم انسانی کا حال مع تصاویر قیمت ۲ر

ننھے لوگ - یعنی کیڑے مکوڑوں کا دلچسپ حال با تصویر قیمت ۲ر

بچوں کی پرورش مفصل ہدایات قیمت ۱ر

سورج چاند ستارے - علم ہیئت کا مبسوط رسالہ مع تصاویر قیمت ۲ر

صفائی کی ضرورت - قیمت ۲ پائی

پھولوں کی کہانی - علم نباتات کا نہایت دلچسپ حال باتصویر قیمت ۸ر

حیات شمع نہایت دلچسپ علمی کتاب ہے باتصویر

شہد کی مکھی کے حالات - باتصویر - قیمت ۸ر

لڑکوں کا رہنما - صحت جسمانی و اخلاقی کے لئے نہایت مفید ہدایات - قیمت ۸ر

نوجوانوں کا رہنما - نوجوانوں کے لئے دستور العمل قیمت ایکروپیہ عہ

شوہر کا رہنما - تعلقات زناشوئی کے متعلق ہدایتیں قیمت ایکروپیہ

زریں مُلک کی تلاش جس میں جنوبی امریکہ کے حالات ایک ناول کے پیرائے میں نہایت دلچسپ طور سے بیان ہوئے ہیں قیمت ۸ر

مشرق کی نابود شدہ تہذیب جس میں قدیمی اقوام مثل فنیکے ایرانی - عرب - بابل وغیرہ کے حالات درج ہیں - قیمت .. ۶ر

قدما کی حکمت - جس میں لارڈ بیکن نے یونانیوں و رومیوں کے علم الاصنام میں سے معانی حکمت نکالنے کی کوشش کی ہے - قیمت ۶

اوٹوپیا - جس میں ایک خیالی قوم کی طرز معاشرت و اصول حکمت وغیرہ کے پیرائے میں مصنف نے اپنے خیال ظاہر کئے

ہیں - قیمت ۶ر

اگوسٹس - رومی قیصروں کے
عہد کا دلچسپ فسانہ قیمت ... ۸ر

گورنمنٹ انگریزی کے اصول
وطریق حکومت قیمت ... ۸ر

اصول پالیٹکس - جس میں
مختلف قوموں کے طریق حکومت
کا ذکر ہے - قیمت ... ۸ر

مرقع پارلیمنٹ انگلستان
جس میں انگریزی طرز حکومت کے
نشو ونما کا حال مفصل درج ہے قیمت ۸ر

تاریخ طاعون - اُس کے
بواعث وعلاج قیمت ... ۵ر

قصہ کہانی وتواریخ

جان ہیلیفکس جنٹلمین - ایک
مشہور اخلاقی اور پُر نصیحت قصہ
جلد اول قیمت ۱۲ر

مونگے کا جزیرہ - انگریز
جہاز رانوں کے عجیب وغریب
سفر ومعرکے قیمت ... ۸ر

خاندان شونبرگ کوٹا کے
حالات - انگریزی کے ایک
نہایت مشہور اور ہردلعزیز
ناول کا ترجمہ قیمت ... ۱۲ر

دُہن شیر - رومی بادشاہوں کے
جور وستم زمانہ کا ایک ناول مع تصویر ۸ر

مرقع روس - ایک تاریخی قصہ
مع بیشمار تصاویر واسباب جنگ ۸ر

مرقع جاپان - ایک تاریخی
قصہ مع بے شمار تصاویر ونقشہ
جنگ قیمت ۸ر

ہند کی کایا پلٹ کلائیو کے
زمانے اور ہند کی فتح کا تاریخی ناول ۸ر

رابنسن کروسو - مشہور انگریزی
قصہ - قیمت ۱۲ر

خوشحال کی دوسری اننگس
کرکٹ میچ کے پیرائے میں اخلاقی
نصیحت قیمت ۱ر مجلد ۲ر

رومتہ الکبریٰ کی آتشزدگی
نیرو قیصر روم کے زمانے کا عجیب
تاریخی ناول - قیمت ... ۶ر

آنے والی قوم - نہایت عجیب
علمی ناول ہے - قیمت ... ۸ر

ڈاکٹر جے کشن ومیاں حمید
یعنی دو جسموں والا آدمی قیمت ۶ر

تسخیر پنجاب - ایک دلچسپ تاریخی
ناول ہے - قیمت ... ۸ر

ورجل کی نظم اینیڈ کا قصہ
روم کے ملک الشعرا کی نظم کا حال
مع تصاویر - قیمت ... ۸ر

الیڈ و اوڈسے کا قصہ - یونان
کے ملک الشعرا ہومر کی نظموں کا
خلاصہ مع تصویر - قیمت ... ۴ر

یونانیوں کا علم الاصنام
یعنی روم و یونان کے دیوی دیوتاؤں
کا حال قیمت ... ۲ر

مونورما - قصے کے پیرائے
میں انتظام خانہ داری کی تعلیم ۳ر

فتح ان کاربیج - قدیم
زمانے کے متعلق ایک تاریخی
ناول قیمت ... ۱۲ر

جولیس کی کشمکش - ابتدائی
سن مسیحی کا ایک تاریخی ناول ۶ر

طیطس یعنی فیض عجیب
خداوند یسوع مسیح سے تجارت
قصے کے پیرائے میں قیمت ۶ر

کلاڈیا کی حق شناسی - محل
قیصر روم میں انجیل کی اشاعت ۶ر

شاہزادہ بن داؤد پہلی صدی
عیسوی کے متعلق نہایت دلچسپ
ناول دو حصہ قیمت ایک روپیہ (عہ)

ابن حور - پہلی صدی مسیحی کا
نہایت دلچسپ ناول قیمت ۸ر

پودیاس تگاستی - چوتھی
صدی مسیحی کا نہایت دلچسپ قصہ ۶ر

مسیحی مسافر کا احوال - بنین
صاحب کی مشہور عالم کتاب جو
خواب کے پیرائے میں روحانی
سفر کا قصہ حصہ اول ۶ر حصہ اول
و دوم مکمل - قیمت ... ۱۲ر

جنگ مقدس - روحانی جنگ
اور شیطان اور نفس کا مقابلہ
قصے کے پیرائے میں قیمت ... ۸ر

آئینہ دل - استعارہ کے پیرائے
میں دل انسانی کے حالات بالتصویر
بالتصویر و رنگین ... عہ

اثمار شیریں - ایک نہایت
دلچسپ عربی ناول کا ترجمہ قیمت عہ

سحر گاہ در انگلستان دلچسپ
تاریخی قصہ ہے - قیمت ... ۸ر

بوڑھے کا گھر - ذاتی قصہ قیمت ۶ر